بمنظوری عالیجناب نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی

رجسٹری شدہ نمبر ۱۰

دکن لا رپورٹ

سرکاری اعلان نمبر ۲۹

جلد (۲۴) بابتہ ۱۳۴۳ ف

حصہ سوم

مالگزاری

ایڈیٹوریل بورڈ

پنڈت گوپال راؤ صاحب ایڈوکیٹ

مولوی حافظ عبد العلی صاحب ایڈوکیٹ

پنڈت سرینواس راؤ صاحب شرما بی - اے بیرسٹر ایٹ لا

پنڈت کاشی ناتھ راؤ صاحب ماچورکر بی - اے - ال - ال - بی

پنڈت جناردن راؤ صاحب دیسائی وکیل ہائیکورٹ

رپورٹر

پنڈت شنکر راؤ صاحب بورگاؤنکر بی - اے - ال - ال - بی

باھتمام

ونایک راؤ وی - اے - ال - ال - بی (لندن) بار ایٹ لا

مطبوعہ

دکن لا رپورٹ مشین پریس چابلغ حیدرآباد دکن

دکن لارپورٹ

فہرست سالانہ حصۂ مالگزاری بلحاظ حروف تہجی بابتہ ۱۳۴۳ف

اسماء فریقین	صفحہ	اسماء فریقین	صفحہ
(الف)		پھنی ہارم تاتیاچاری بنام سرکار عالی	۶۸
امری گوڑہ بنام سرکار عالی	۱۱۶	(ج) جانکی بائی زوجہ اشرات راؤ در نارائن راؤ	۴۵ و ۴۶
انوری وعزت بی ״ ״	۱۳	جانکی بائی فوت قائمقام ״ سرکار عالی	۵۹
ایریا وغیرہ ״ ״	۲۲	راجچندر	
(ب)		(ح)	
باپیا ولد تمیا بنام تنگما زوجہ ملکیا	۵۳	حسن پٹیل بنام سرکار عالی	۶۵
بالکشن گیر وغیرہ ״ چنا ریڈی	۱۱۸	(خ)	
بسیابرہان الدین ״ محمد عبدالرحمن	۷۱	خواجہ محمد کلیم الدین خاں بنام سرکار عالی	۱
(پ)		(ر)	
پاتور چیندریا ״ دیوا راگھوبا وغیرہ	۱۰۰	راما سوامی بنام سرکار عالی	۳۹
پینگل وینکٹ راما ریڈی دلیسکہ ״ پیراج نرسہوا راؤ	۳۰	(س)	
		(محمد) سردار الدین وغیرہ بنام محمد فضل علی	۴۳

سکھا رام بنام بھکاجی	۵۰	(م)	
سید درویش محی الدین ″ سید عبدالرحیم	۱۰۵	مالکنور۔ رتنما زوجہ کشتا راو بنام بھوم راو	۹۱
(ش)			
نر سنپا وغیرہ بنام بٹپا	۳۴	محمد معین الدین خاں وغیرہ ″ محمد عبدالرحیم خاں وغیرہ	۱۰۹و۱۰
(ض)		محمد یوسف ″ محمد عبدالرحیم وغیرہ	۷۶
(سید) ضیاءالدین بنام سرکار عالی	۸۷	ملکند راو ″ ملہار راو	۱۰۹
(ع)		(ن)	
عبدالصمد خاں وغیرہ بنام شجاعت بی	۸۲	ناگیش بھٹ بنام سرینواس راو	۱۱۳
(گ)		(و)	
گوڑپ راو ہا بائی بنام گوڑپ رامراو	۵۷	(راول) دینکٹیشور راو بنام راول راما	۲۱
گوڑی بائی پاپی ریڈی بنام توڑی اونما	۱۸	(ھ)	
گوسٹد راو وغیرہ ″ مانک راو وغیرہ	۳۷	ہنمنت ریڈی بنام دینکٹ ریڈی	۱۰۳

مضامین

مضامین	صفحہ
(الف)	
اثر تبدیل نام۔	۳۰
اجازت تبنیت کی درخواست۔	۱۰۹
اجازت تبنیت کی درخواست سے منکر ہونا۔	۱۰۹
اختیارات ڈویژن۔	۱۸
اشتراک و انقسام خاندان کا تصفیہ عدالت دیوانی سے ہونا چاہئے۔	۳۷
اصول پسماندگی بصورت جائداد مشترکہ متعلق ہونا۔	۴۶
اصول توریث بصورت جائداد مکسوبہ متعلق ہونا۔	۴۶
آغاز میعاد اُس تاریخ سے ہونا جس تاریخ کو اُس حکم کی ناراضی سے جو اُس سے مسترد ہوا ہو ایسا حکم صادر ہو۔	۱۱۶
امر منفصلہ کو تازہ نہ کیا جانا۔	۵۷
اناث کو تاحیات حصہ دیا جانا۔	۷۶
اناث کو شرعی حصہ دیا جانا۔	۷۶
انعام خالصہ ہونے پر قابض کے نام پٹہ ہونا۔	۷۱
انعام خالصہ ہونے پر کیا عمل ہونا چاہئے۔	۷۱
انعامدار دادرسی بصیغۂ سررشتۂ مال اس وقت رجوع ہو سکتے ہیں جبکہ اپنی حیثیت انعامدار سلطانی کی ثابت کرائیں۔	۱۱۸
انقسام و اشتراک خاندان کا تصفیہ عدالت دیوانی سے ہونا چاہئے۔	۳۷
(ب)	
برادران کی شہادت نسب کے متعلق ضروری ہونا۔	۸۷
بغیر پٹہ کے قابض بھی رہے تو ہراج کیا جانا۔	۲۶
بغیر ہراج کے پٹہ کا دیا جانا۔	۱۰۰
بھانجے کا شودروں میں تبنیت لیا جانا۔	۱۰۲
بھانجے کی تبنیت۔	۱۰۲

بہن کی لڑکی کا راست وارث ہونا ۸۲

بے چراغ موضع آباد ہونے پر اُس کا وطن سرکاری سمجھا جانا۔ ۶۵

بیدخل ہونے کے پچاس سال کے بعد رجوع ہو تو کوئی شنوائی نہ ہونا۔ ۱۳

(پ)

پابندی کسی دستاویز کی سرکار پر نہ ہونا۔ ۸۲

پٹہ خاندان مشترکہ میں بھائی کے نام کیا جانا۔ ۵۳

پٹہ کا بغیر ہراج کے دیا جانا۔ ۱۰۰

پٹہ کا لاوارثی کے تحت ہراج ۲۶

پٹہ کے بغیر قابض بھی رہے تو ہراج کیا جانا۔ ۲۶

پچاس سال کے بعد رجوع ہو تو کوئی شنوائی نہ ہونا۔ ۱۳

پچاس سال کے بعد رجوع ہونا۔ ۱۳

(ت)

تاحیات اناث کو حصہ دیا جانا۔ ۷۶

تبدیل نام کا اثر۔ ۳۰

تبنیت بھانجہ۔ ۱۰۲

تبنیت بھانجہ باقوام شودر۔ ۱۰۲

تبنیت کے اجازت کی درخواست ۱۰۹

تبنیت کے اجازت کی درخواست سے منکر ہونا ۱۰۹

تحقیقات خالصہ شدہ معاش کی بلا منظوری سرکار نہ ہونا۔ ۷۱

تصفیہ اشتراک وانقسام خاندان عدالت دیوانی سے ہونا چاہئے۔ ۳۷

تصفیہ جواز وصیت نامہ۔ ۳۴

تعمیل ڈگری حصۂ وطن۔ ۵۰

تعمیل ڈگری لازمی ہونا۔ ۳۰

(ج)

جاگیردار کو اپنے حقوق منتقل کرنے کا اختیار نہ ہونا۔ ۴۳

جاگیردار ہی سرکار کے پاس ذمہ دار قرار دیا جانا۔ ۴۳

جاگیر دوامی سے گشتی نشان (۱۰) بابۃ ۱۳۳۹ف متعلق نہ ہونا۔ ۱

جائداد مشترکہ۔ ۶۴

جائداد مشترکہ کی صورت میں اصول پسماندگی متعلق ہونا۔ ۴۶

جائداد مکسوبہ۔ ۴۶

جائداد مکسوبہ کی صورت میں اصول توریث متعلق ہونا۔ ۴۶

حبس تجویز کا مرافعہ اولیٰ ناجائز ہے اُس کا مرافعہ ثانی بھی نہیں ہو سکتا۔ ۱۰۵

(ح)

حسب رائے ضلع وغیرہ کے معنی -	۶۸
حصہ تاحیات اناث کو دیا جانا -	۷۶
حصہ شرعی اناث کو دیا جانا -	۷۶
حصہ وطن کی ڈگری کی تعمیل -	۵۰
حقوق قابض - ۲۶ و	۳۰
حقوق ورثا بوجہ دستبرداری مورث عطیات میں زائل نہ ہونا -	۱۰
حکم صوبہ داری میں بصیغۂ مرافعہ دست اندازی نہ ہونا -	۴۰
حکم صادرہ بصیغۂ تجویز ثانی کی ناراضی کے مرافعہ کا جواز -	۱۱۶
(خ)	
خالصہ شدہ انعام پر کیا عمل ہونا چاہئے	۷۱
خالصہ شدہ معاش کی تحقیقات بلا منظوری سرکار نہ ہونا -	۷۱
خاندان کے اشتراک وانقسام کا تصفیہ عدالت دیوانی سے ہونا چاہئے -	۳۷
خاندان مشترکہ میں بڑے بھائی کے نام کیا جانا -	۵۳
خاندان مشترکہ میں وصیت نامہ کا عدم نفاذ -	۹۲
(د)	
دادرسی کے لئے انعامدار بصیغۂ سررشتہ	
مال اس وقت رجوع ہو سکتے ہیں جبکہ اپنی حیثیت انعامدار سلطانی کی ثابت کرالیں -	۱۱۸
درخواست اجازت تبنیت -	۱۰۹
درخواست اجازت تبنیت سے منکر ہونا	۱۰۹
دستاویز کی پابندی سرکار پر نہ ہونا -	۸۲
دستبرداری مورث -	۱۰
دستبرداری مورث کی وجہ ورثاء کے حقوق عطیات میں زائل نہ ہونا -	۱۰
دعوائے رفع مزاحمت میں ڈویژن افسر صاحب کو اختیار تصفیہ نہ ہونا -	۱۸
دفعہ ۵۴ قانون اراضی مالگزاری -	۱۰۰
دفعہ ۶۰ قانون مالگزاری	۲۶
دوامی جاگیر سے کسی نشان (۱۰) بابتہ سنہ ۱۳۳۹ ف متعلق نہ ہونا -	۱
دیر حاضری -	۱۰
دیر حاضری کی معافی کی کارروائی ہونا	۱۰
(ڈ)	
ڈگری حصۂ وطن کی تعمیل -	۵۰
ڈگری کی تعمیل لازمی ہونا -	۳۰
ڈویژن افسر صاحب کو دعوے رفع مزاحمت میں اختیار تصفیہ نہ ہونا -	۱۸
ڈویژن کے اختیارات -	۱۸

(ذ)

ذمہ داری عدم اطلاع فوتی معاشدار	۱۳
ذمہ داری عدم اطلاع فوتی معاشدار ورثاء پر ہی نہیں بلکہ دوسرے صاحب تختہ پر بھی ہونا۔	۱۳
ذمہ داری ورثاء پر ہی نہیں بلکہ دوسرے صاحب تختہ پر بھی ہونا۔	۱۳

(ر)

راست وارث ہونا بہن کی لڑکی کا۔	۸۲
رجوع وارث بعد از پچاس سال	۱۳
رفع مزاحمت کے دعوے میں ڈویژن افسر صاحب کو اختیار تصفیہ نہ ہونا۔	۱۸

(ز)

زوجگان کی جانب سے عذر داری	۱۰۹

(س)

سرکار کے پاس جاگیردار ہی ذمہ دار قرار دیا جانا۔	۴۳

(ش)

شرائط قول کی عدم تکمیل کا نتیجہ	۵۹
شہودروں میں بھانجہ کا متبنے لیا جانا	۱۰۲
شہادت برادران نسب کے متعلق ضروری ہونا۔	۸۷

(ص)

صراحت مزید کی ضرورت نہ رہنا۔	۶۸
صلح کی توقع کی بنا پر مقدمہ ملتوی نہ رکھا جانا۔	۹۲
صوبہ داری کے حکم میں بصیغہ مرافعہ دست اندازی نہ ہونا۔	۴۰

(ع)

عدالت کی ہدایت۔	۱۰۹
عذر داری منجانب زوجگان۔	۱۰۹
عطیات۔	۱۰

(ف)

فرزند کلاں کی شاخ میں معاش کا جانا۔	۷۶
فرزند کلاں کے نام وراثت کی منظوری۔	۸۷
فریق کا درمیانی محکمہ میں رجوع ہونا اور اُس کا اثر۔	۱۱۳
فریق کا محض بنا راضی تجویز ڈویژن مرافعہ ضلع میں قبول کئے جانے سے کوئی حق قانونی پیدا نہ ہونا۔	۱۱۳
فوتی معاشدار۔	۱۳
فوتی معاشدار کی عدم اطلاع کی ذمہ داری	۱۳

(ق)

قابض کے حقوق۔ ص ۲۶ و	۳۰
قانون اراضی مالگزاری دفعہ ۵۴	۱۰۰

قانون مالگزاری دفعہ ۶۰-	۲۶
قول کے شرائط کی عدم تکمیل کا نتیجہ-	۵۹
(ک)	
کارروائی معافی زیر حاضری ہونا-	۱۰
کسی دستاویز کی پابندی سرکار پر نہ ہونا-	۸۲
(گ)	
گشتی نشان (۱۶) بابتہ ۱۳۰۱ف و نشان ۲ بابتہ ۱۲۹۰ف-	۱۳
گشتی نشان (۱۰) بابتہ ۱۳۳۹ف-	۱
گشتی " " دوامی جاگیر سے متعلق نہ ہونا-	۱
(ل)	
لاوارثی کے تحت پٹہ کا ہراج -	۲۶
لزوم تصفیہ نزاعات مابین مقطعہ دار وانعامدار خواہ وہ کسی نوعیت کے ہوں عدالت دیوانی سے ہونا-	۱۱۸
لزوم تعمیل ڈگری-	۳۰
(م)	
محکمہ صوبہ داری بصیغۂ نگرانی مقدمات ناقابل سماعت خلاف قانون سماعت کردہ فیصلہ کا لعدم ہونا-	۱۰۵
مرافعہ ثانی-	۱۰۵
مرافعہ نامنظوری درخواست تجویز ثانی-	۱۰۵
مزید صراحت کی ضرورت نہ رہنا-	۲۸
مشترکہ جائداد-	۶۴
مشترکہ جائداد کی صورت میں اصول پسماندگی متعلق ہونا-	۴۶
مشترکہ خاندان میں پٹہ بھائی کے نام کیا جانا-	۵۳
مشترکہ خاندان میں وصیت نامہ کا عدم نفاذ-	۹۲
معاش خالصہ شدہ کی تحقیقات بلا منظوری سرکار نہ ہونا-	۷۱
معاشدار کی فوتی -	۱۳
معاشدار کے فوتی کی عدم اطلاع کی ذمہ داری	۱۳
معاش کا فرزند کلاں کی شاخ میں جانا-	۷۶
معافی زیر حاضری کی کارروائی ہونا-	۱۰
معنی حسب رائے ضلع وغیرہ-	۲۸
مقدمہ کا صلح کی توقع کی بنا پر ملتوی نہ رکھا جانا-	۹۲
مکسوبہ جائداد-	۴۶
مکسوبہ جائداد کی صورت میں اصول توریث متعلق ہونا-	۴۲
منظوری وراثت بنام فرزند کلاں -	۸۷
منفصلہ امر کو تازہ نہ کیا جانا-	۵۷
مورث کی دستبرداری -	۱۰

مورث کے دستبرداری کی وجہ ورثاء کے حقوق عطیات میں زائل نہ ہونا۔	۱۰
موضع بے چراغ آباد ہونے پر اُس کا وطن سرکاری سمجھا جانا۔	۶۵
میعاد کا آغاز اُس تاریخ سے ہونا جس تاریخ کو اُس حکم کی ناراضی سے جو اُس سے متروہوا ہو ایسا حکم صادر ہو۔	۱۱۶

(ن)

نام کے تبدیل کا اثر۔	۳۰
نامنظوری درخواست تجویز ثانی کا مرافعہ۔	۱۰۵
نزاعات مابین مقطعہ دار و انعامدار خواہ وہ کسی نوعیت کے ہوں عدالت دیوانی سے تصفیہ کا لزوم۔	۱۱۸
نسب کے متعلق برادروں کی شہادت ضروری ہونا۔	۸۷

(و)

ورثاء کے حقوق بوجہ دستبرداری مورث عطیات میں زائل نہ ہونا۔	۱۰
وراثت کی منظوری فرزند کلاں کے نام ہونا۔	۸۷
وصیت سے فائدہ اُٹھانیوالا اُس کے دوسرے جز سے انکار نہیں کر سکتا۔	۲۱
وصیت نامہ کا عدم نفاذ۔	۹۲
وصیت نامہ کے جواز کا تصفیہ۔	۳۴

(ھ)

ہدایت عدالت۔	۱۰۹
ہراج پٹہ تحت لاوارثی۔	۲۶
ہراج کے بغیر پٹہ کا دیا جانا۔	۱۰۰

دکن لارپورٹ

جلد بست وچہارم بابتہ سنہ ۱۳۴۳ ف

حصۂ مالگزاری

مرافعہ صیغۂ عطیات باب حکومت

نشان مسل ۶۸ سنہ ۱۳۴۱ ف
منفصلہ ۳ امرداد سنہ ۱۳۴۲ ف

خواجہ محمد کلیم الدین خاں .... مرافع بوکالت

بنام

سرکار عالی .... مرافعہ علیہ بوکالت

گشتی نشان (۱۰) بابتہ سنہ ۱۳۳۹ ف - دوامی جاگیر سے گشتی مذکور متعلق نہ ہونا -

تجویز ہوئی کہ اگر جاگیر کی نوعیت دواماً معلوم ہو تو پھر گشتی نشان (۱۰) سنہ ۱۳۳۹ ف ایسی جاگیر سے متعلق نہیں ہوسکتی ہے (مقدمات مہرالنساء بیگم بنام سرکار عالی - امرت راؤ بنام سرکار عالی وینکٹ نرسہوال راؤ بنام سرکار عالی - سید شاہ معین الدین حسین بنام سرکار عالی کا حوالہ دیا گیا)

واقعات ابتدائی

خاندان اسمٰعیل یار جنگ و حافظ یار جنگ مرحوم میں معاشہائے عطیہ سلطانی عرصہ سے بحال چلے آرہے ہیں اور ابتداءً میں دریافت انعام سے بھی وہ مستثنےٰ

مرافعہ بناراضی تجویز راجہ جگموہن لال بہادر ناظم عطیات سرکار عالی -

خواجہ محمد کلیم الدین خاں
بنام
سرکار عالی

کئے گئے تھے ۔

اول اراضی انعامی و یومیہ کی دریافت انعامی ۱۲۸۳ف میں بمقابلہ محمد شرف الدین خاں ولد مجاہد الدین خاں عمل میں آئی ۔ یومیہ کی مقدار سالانہ (ما لعہ) اور اراضی (الہ لعہ بیگہ محاصلی) تھی ۔ معاش ضلع نظام آباد میں واقع ہے ۔

بذریعہ منتخب نشان تعمیل ۲۵/۳۵ واقع ۶ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ یہ حکم ہوا کہ منجملہ معاش مذکور ایک سو انتالیس روپیہ آٹھ آنہ چھ پائی نقدی سالتمام حسب حال ۱۵ بیگہ ڈیڑھ بام زمین چار سو واقع باخذ نصف حصہ محاصل بحال رہے ۔

اس کی نظر ثانی معاشدار صاحب کی جانب سے ہوئی اور بذریعہ فیصلہ نظر ثانی ۵۴۴/۱۷ شہریور ۱۳۰۰ف کمشنری انعام سے یہ تصفیہ ہوا کہ " جملہ اراضی انعام تری و خشکی موازی ۹۱ بیگہ محاصلی (صہ ماللعہ) مندرجۂ تختہ بلا اخذ کدامی حصہ تا بقاء اولاد نرینہ دوامًا بحال رہے ۔

جاگیرات کی دریافت انعامی ۱۳۰۰ف میں آغاز ہوئی اور حسب ذیل اصحاب رجوع ہوئے ۔

(۱) محمد شرف الدین خاں (۲) محمد حفیظ الدین خاں

(۳) محمد امیر الدین خاں (۴) محمد منیر الدین خاں

(۱) جاگیرات حسب ذیل ہیں

(۱) ابراج پلی تعلقہ بودھن ضلع نظام آباد (۲) میلوارم	محمد شرف الدین خاں
(۳) چیدری (۴) بوسے گاؤں (۵) بوئن پلی	محمد حفیظ الدین خاں فرزند محمد شرف الدین خاں
(۶) سلیگاؤں (۷) کاؤل گوڑہ (۸) رنگم پلی	محمد امیر الدین خاں محمد منیر الدین خاں فرزندان محمد شرف الدین خاں

خواجہ محمد کلیم الدین خاں
بنام
سرکار عالی

دعویداراں کا دعوے تھا کہ مواضع مذکور ہمارے خاندان میں تخمیناً ۶۰۔۷۰ سال سے بعنوان جاگیر چلے آرہے ہیں اور سابقہ استحقاق کے لحاظ سے نواب مختار الملک مرحوم نے اسناد استقلال ان مواضع کی بابتہ ہم کو عطا کئے ہیں اور یہ جاگیرات ذات ہیں جمعیت یا تنخواہ جاگیر نہیں ہیں۔ سیلوارم و چیدری کے اسناد حضرت غفراں مآب نواب نظام علی خاں نے ابتداء میں عطا کئے تھے اور وہ پیش کئے گئے باقی مواضع کے اسناد قدیم گم ہوگئے ہیں۔ جدید اسناد عطیہ جناب نواب مختار الملک مرحوم کی توضیح حسب ذیل ہے:۔

(۱) سند ۱۲۸۵ھ اسمی محمد شرف الدین خاں بابتہ موضع ایراج پلی و سیلوارم اس میں درج ہے کہ یہ بجو بیگم والدہ اور مجاہد الدین خاں والد محمد شرف الدین خاں کے نام مقرر تھے ان سے گذاشت کر کے ارثاً بجاگیرات ذات محمد شرف الدینخاں پسر محمد مجاہد الدین خاں عطا کئے ہیں۔

(۲) سند بابتہ ۱۲۸۵ھ اسمی محمد حفیظ الدین خاں متعلق مواضع چیدری و بولیگاؤں اس سند میں یہ درج ہے کہ جاگیر محمد حامی الدین خاں مرحوم میں مقرر تھے۔ ۱۲۷۷ھ ارثاً بجاگیرات ذات محمد حفیظ الدین برادرزادہ مرحوم دئے گئے (تن شدہ کا لفظ ہے)۔

(۳) سند بابتہ ۱۲۹۱ھ اسمی محمد حفیظ الدین بابتہ موضع بوٹن پلی سند میں درج ہے کہ موضع محمد ذوالفقار الدین خاں میر حامی الدین خاں مقرر تھا ان کے انتقال سے بجاگیر ذات محمد حفیظ الدینخاں ارثاً پسر مجاہد الدین خاں دیا گیا۔

(۴) سند ۱۲۹۱ھ بابتہ موضع سیدگاؤں۔ رنگم پلی، کادلی گوڑہ اس سند میں درج ہے کہ مواضع بنام محمد ذوالفقار الدین مقرر تھے اب ۸۶ھ سے بجاگیر ذات محمد امیر الدین و محمد منیر الدین پسران محمد شرف الدین نبیرگان محمد مجاہد الدین خاں دئے گئے۔

اسناد کی تصدیق دفتر ملکی و دفتر مال سے کرانے کے بعد نواب رفعت یار جنگ مرحوم کمشنر انعام نے حسب ذیل تجویز کی۔

دعویداروں کا قبضہ بھی ان جاگیرات پر روداد مثل سے ثابت ہوتا ہے جب اسناد جدید اور معتبر موجود ہیں اور جاگیرات پر بھی قبضہ ہے تو ان واقعات کی بنا پر اس محکمہ کی رائے یہ ہے کہ جملہ جاگیرات بموجب عمل اسناد کے دعویداران کے خاندان میں جاری رہیں اور ہر ایک قابض اپنے حصہ کی جاگیر پر بموجب اس فیصلہ کے قابض رہے۔

خواجہ محمد کلیم الدین خاں
بنام
سرکار عالی

نواب سر وقار الامراء مرحوم نے بحیثیت معین المہام مالگزاری ۱۷ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ صرف یہ حکم فرمایا۔

"بحال رہیں"۔

اور اس کی بناء پر منتخبہ انعامی بدیں حکم اجراء ہوا کہ:-

جملہ جاگیرات بموجب عمل اسناد کے دعویداران کے خاندان میں جاری رہیں اور ہر ایک قابض اپنے حصہ کی جاگیر پر بموجب اسی فیصلہ کے قابض رہے۔

وراثت محمد شرف الدین خاں مرحوم

محمد شرف الدین خاں مرحوم کا انتقال ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۱۴ھ کو ہو گیا ان کے فرزندان محمد حفیظ الدینخان، محمد امیر الدین خاں، محمد منیر الدین خاں (جن کے نام علیحدہ اسناد کے ذریعہ علیحدہ معاش بھی اجرا تھی علاوہ معاش ذاتی) معاش پدری کی وراثت کے لئے رجوع دفاتر متعلقہ ہوئے۔ تحصیلدار بودھن نے بعد ترتیب تختہ وراثت اپنی رائے میں ظاہر کیا کہ بعد تحقیقات و ثبوت مندرجہ صدر جاگیرات و انعامات و یومیہ مندرجہ خانہ (۹) تختہ وراثت بنام ورثاء مرحوم جو خاص فرزندان ہیں اور تاریخ انتقال معاشدار مرحوم سے بھی اُن کے ورثاء کے قبض و تصرف میں ہیں ایسا ہی دوامًا بحال رہنا مناسب ہے اور وراثت ہر سہ فرزندان کے نام منظور فرمائی جائے۔

نواب برز جنگ بہادر اول تعلقدار نظام آباد نے اپنی رائے میں تحریر کیا کہ حسب رائے تحصیل وراثت مرحوم بنام محمد حفیظ الدین خاں منظور ہونا مناسب ہے۔ تختہ جات وراثت با مثلث و نقول منتخب داخل کھتا ئے بی سررشتہ انعام و شاخ و شجرہ مدخلہ مختار عام و نقل مختار نامہ عام ابلاغ جا بجا لی ہیں و نیز نقل فیصلہ مجلس مالگزاری جس کے ذریعہ قید اولاد نرینہ اُٹھا دیگئی منسلک ہذا ہے۔ چونکہ معاش ہائے مندرجہ تختہ ہذا کا تصفیہ قبل اجرائی رزولیوشن نمبر (۷) بابتہ ۱۳۰۳ف ہو چکا ہے۔ لہذا احکام مندرجہ رزولیوشن موصوف کا اثر اس معاش پر پڑ نہیں سکتا۔ ...

نواب قوت یار الدولہ مرحوم صوبہ دار میدک نے رائے اول تعلقداری سے اتفاق کیا مگر وراثت ہر سہ فرزندان کے نام منظور کرنے کی رائے دی بعد صدور فرمان مبارک مصدرہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۲۰ھ حسب ذیل احکام معتمدی مالگزاری سے اجراء ہوئے۔

خواجہ محمد کلیم الدین خاں
بنام
سرکار عالی

حسب الحکم عالیجناب سر مہاراجہ کشن پرشاد یمین السلطنتہ بہادر مدار المہام سرکار عالی بموجب فرمان واجب الاذعان اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہم خلد اللہ ملکہ مترشدہ ۲۷ ذیحجہ ۱۳۲۰ھ باتفاق رائے عہدہ داران ماتحت وراثت محمد شرف الدین خاں مرحوم بنام حفیظ الدین خاں فرزند کلاں منظور کی جاتی ہے محمد شرف الدین خاں کے جسقدر جاگیر اراضی و نقدی بحال ہو چکی تھی وہ اب کے ورثاء کے راضی نامہ کے لحاظ سے ان کے بڑے فرزند حفیظ الدین خاں کے نام بحال کی جائے اور امیر الدین خاں و منیر الدین خاں کے نام شکمی میں درج رہیں جس راضی نامہ کا ذکر ہوا ہے اُس کا مضمون یہ ہے کہ موضع ایراج پلی و اراضیات انعامی و نقدی یومیہ کی رقم عرسیات سالانہ فاتحہ بزرگان خاندان میں صرف ہونے کے بعد جو کچھ باقی رہے وہ تینوں بھائیوں حفیظ الدین خاں و امیر الدین خاں و منیر الدین خاں میں تقسیم ہو۔

وراثت محمد حفیظ الدین خاں مرحوم — محمد حفیظ الدین خاں کا انتقال ۲۸ شعبان ۱۳۲۷ھ کو ہوا سلسلہ وراثت میں اُن کے دو فرزند محمد اسد الدین و محمد وحید الدین خاں رجوع ہوئے۔

باہمی رضا مندی سے تقسیم جاگیرات کی استدعا کی کہ بڑے فرزند محمد اسد الدین خاں کو چدری و بوٹن پلی اور چھوٹے فرزند محمد وحید الدین خاں کو بولے گاؤں ملے۔ اراضی انعامی وغیرہ ہر دو کے نام اجراء ہونے کی استدعا کی۔ اور بعد تحقیقات وراثت نواب برزو جنگ متوفی صوبہ دار اورنگ آباد نے رائے دی اُس کا آخری فقرہ حسب ذیل ہے۔

"اب ورثائے مرحوم کی معاش کی بحالی مرحوم کے ہر دو فرزنداں کے نام حسب استدعا اُن کے زیادہ تر اس وجہ سے لائق منظوری ہے کہ جاگیرات سندی ہیں اور ایک قدیم اور معزز خاندان کے رکن کو سرکار سے بصلہ جاں نثاری و فرمانبرداری عطا ہوئی ہیں اور بعہد نواب سر آسمانجاہ مرحوم بلا قید حیات دوام کے لئے بحال ہو چکے ہیں امید کہ وراثت کی منظوری سرفرازی بخشی جائیگی۔

بربناء صدور فرمان مبارک مصدرہ ۹ رجب المرجب ۱۳۳۱ھ و ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ وراثت ہر دو فرزنداں کے نام منظور ہو کر بولیگاؤں محمد وحید الدین خاں کو عطا ہوا اور موضع میلوارم و ایراج پلی و معاش اراضی انعامی وغیرہ میں مشترکاً دونوں کے نام وراثت منظور فرمائی گئی۔

وراثت وحید الدین خاں مرحوم — محمد وحید الدین خاں کا انتقال ۱۸ رجب ۱۳۴۳ھ کو ہو گیا اور اُن کے فرزند خواجہ

خواجہ محمد کلیم الدین خاں بنام سرکار عالی

محمد حامی الدین خاں ۱۴ ر اردی بہشت ۱۳۳۴ف کو اُن کے مقبوضہ مواضعات و مشترکہ حصص معاش سلطانی کی وراثت کیلئے رجوع ہوئے حسب ضابطہ کارروائی عمل میں آئی۔

رائے جگموہن لال صاحب نے ۲۸ ر آبان ۱۳۳۸ف کو حسب ذیل حکم دیا۔

"بحث سماعت ہوئی وراثت محمد وحید الدین خاں بنام فرزند محمد حامی الدین خاں بدیں شرط منظور کی جاتی ہے کہ جو عمل ان کے والد کے زمانہ میں رہا وہ قائم رہیگی و نیز قبضہ کا اور کسی قسم کا تغیر واقع نہیں ہوگا۔

وراثت محمد اسد الدین خاں و محمد امیر الدین خاں

محمد امیر الدین خاں صاحب منتخب نمبر (۳) کا انتقال ۱۴ ر جمادی الاول ۱۳۳۸ھ کو ہوگیا صرف لڑکیاں اُن کو ہیں اس لئے بعد کارروائی ضابطہ بعد منظوری بلاز ان خسروی جو بذریعہ فرمان مبارک مصدرہ ۶ ر شوال المکرم ۱۳۴۴ھ شرف صدور پایا وراثت اُن کے حقیقی بھائی محمد منیر الدین خاں صاحب منتخب نمبر (۴) و قابض مشترک کے نام اس شرط سے منظور ہوئی کہ وہ اپنے برادر مرحوم کے زوجہ و دختروں کو شرعی حصہ دیتے رہیں۔ محمد اسد الدین خاں کا نبیرہ صاحب منتخب نمبر (۱) و فرزند صاحب منتخب نمبر (۲) و برادر محمد وحید الدین کا انتقال ۱۶ ر محرم ۱۳۳۸ھ کو ہوگیا اور ان کی وراثت حسب ضابطہ ناظم صاحب عطیات نے اُن کے ورثاء کے نام منظور کی ہے۔

انتقال محمد حامی الدین خاں و کارروائی وراثت

خواجہ حامی الدین خاں جاگیردار موضع بولیگاؤں وغیرہ کا انتقال دفعتاً عین نوجوانی کمسنی میں ۱۷ ر اردی بہشت ۱۳۴۰ف کو ہوگیا۔ پسماندگان میں صرف ایک طفل شیرخوار معمر چار ماہ مسمی خواجہ کلیم الدین خاں اور ایک زوجہ واحد النساء بیگم معمر تخمیناً (۱۹) سالہ ہے۔

خواجہ کلیم الدین خاں اپنی بیوہ والدہ کی ولایت سے اپنے والد مرحوم کی وراثت کے لئے ۱۸ ر اردی بہشت ۱۳۴۰ف کو رجوع ہوئے اور استدعا کی کہ اُن کے نام وراثت منظور فرمائی جائے۔ اور اُن کی حقیقی والدہ کا نام بھی تا بحد حصہ شرعی شکمی میں رکھا جائے۔

اس کے بعد ۲۲ ر امرداد ۱۳۴۰ف کو حسب ضابطہ بیان دعوے پیش کیا کہ بعد تحقیقات تخنتہ وراثت جاگیر ذات و جاگیرات موروثی و مشترکہ و اراضیات انعام بحق سائل تا بحد حصہ مرتب منظور

خواجہ محمد کلیم الدین خاں بنام سرکار عالی

فرمایا جائے اور سائل کی والدہ سائل کے زیر پرورش رکھی جائیں۔

بوجہ اس کے کہ تختہ ورثاء حیات جاگیردار مرحوم میں داخل نہ ہوا تھا جاگیر زیر نگرانی سرکار لیگئی اور فرزند و بیوہ کے لئے ماہانہ (ماہ عہ) کا گذارہ حسب الحکم جناب صدر المہام صاحب مال مقرر کیا گیا اور خواجہ محمد فیاض الدین خاں صاحب کو مشترکہ جاگیردار اراضی انعام و یومیہ میں سے حصہ حامی الدین خاں مرحوم داخل سرکار کرنے حکم دیا گیا۔

حسب ضابطہ کارروائی وراثت آغاز ہوئی اور کوئی عذردار رجوع نہیں ہوا۔

تجویز زیر حراخہ | مولوی غلام محی الدین صاحب مددگار ناظم عطیات مورخہ ۱۲ امرداد بہشت ۱۳۴۱ف کو حسب ذیل تجویز کی۔

"وراثت خواجہ محمد حامی الدین مرحوم اُن کے اکلوتے فرزند خواجہ محمد کلیم الدین خاں کے نام تابحد جاگیر بولے گاؤں و حصہ دیگر معاش مشترکہ مصرحۂ بالا باخذ فیصدی (عہ) روپیہ حق مالکانہ سرکار بدیں شرط قابل منظوری ہے کہ وہ اپنی والدہ مسماۃ واحد النساء بیگم صاحبہ کی پرورش کیا کریں چونکہ دعویدار نابالغ کی والدہ نابالغ کی قدرتی ولیہ ہیں اس لئے مرحوم جاگیردار صاحب کی معاش جو کہ بوجہ عدم ادخال تختہ ضمیمہ (ج) تا تصفیہ وراثت زیر نگرانی سرکار لی گئی ہے وہ اب بوجہ تصفیہ وراثت تا بلوغ دعویدار وراثت بقبضۂ والدۂ دعویدار وراثت دیجا سکتی ہے۔ کیونکہ معاش قلیل ہے اور واحد النساء بیگم صاحبہ خود بھی ایک جاگیردار کی دختر ہونے کی حیثیت سے صلاحیت انتظام رکھتی ہیں۔ اس لئے معاش کا اُن کے قبضہ میں دیا جانا نامناسب نہ ہوگا۔ بالخصوص اس لئے بھی کہ نگرانی سرکار کا بار اس قلیل معاش پر عائد ہونا بلاشبہ موجب زیر باری ہوگا۔

(۷) بحالی جاگیرات سے متعلق منتخب میں صریحاً الفاظ دوام کا استعمال نہیں ہوا ہے۔ اس لئے حسب گشتی نشان (۱۰) ۱۳۳۹ف (دعہ) فیصدی کی وضعات کا عمل صرف تابحد جاگیرات ہونا چاہئے جو کہ تابع رہیگا اُس عام تصفیہ کا جس کی نسبت ذریعہ مراسلہ دفتر ہذا نشان (۱۰۷۵) مورخہ ۲۳ بہمن ۱۳۴۰ف علحدہ تحریک کی گئی بلحاظ مقدار محاصل موجودہ کے (جو کہ عہ سالانہ تبلایا گیا ہے) وراثت محتاج منظوری اقدس و اعلیٰ ہے۔ بعالی ملاحظہ بمواجہ وکیل صاحب دعویدار برائے حکم مناسب پیش ہو"

خواجہ محمد کلیم الدین خاں بنام سرکار عالی

راجہ جگموہن لال بہادر نے ۲۴ رخورداد ۱۳۴۱ف کو حسب ذیل تجویز کی:-

"مجھے مددگار صاحب کی رائے سے اتفاق ہے۔ حسبہ مسودہ عرضداشت مرتب و پیش ہو"

عذرات مرافعہ

اس تجویز کی ناراضی سے خواجہ محمد کلیم الدین خاں نے معزز اجلاس مرافعہ عطیات باب حکومت میں ۱۲ر شہریور ۱۳۴۱ف کو بعذرات ذیل مرافعہ دائر کیا ہے۔

(۱) تجویز جناب ناظم صاحب عطیات کا علم ۱۵ر امرداد ۱۳۴۱ف کو ہوا۔ اور اُسی روز درخواست نقل پیش کی گئی اور ۲۳ر امرداد ۱۳۴۱ف کو نقل حاصل ہوئی اس لئے یہ مرافعہ اندرون میعاد ہے۔

(۲) مرافع نابالغ ہے اور ولیہ پردہ نشین ہے اس لئے حسب دفعہ (۶) قانون میعاد سماعت سرکار عالی میعاد محفوظ ہے۔

(۳) تجویز محکمۂ تحت تابجد وضعات (۵عہ) فیصدی خلاف انصاف وقانون و روئداد مثل ہے۔

(۴) گشتی نشان (۱۰) بابتہ ۱۳۳۹ف اس مقدمہ سے متعلق نہیں ہے الفاظ غیر قطعی سے متعلق ہے

(۵) جب ذات جاگیر تسلیم کرکے منتخب جاری کیا گیا ہے تو اُس کی یہ تاثیر ہے کہ دواماً بحالی کا حکم ہے۔

(۶) جب منتخب نشان (۱۰۷۰) بابتہ ۱۳۰۰ف میں" جاگیرات بموجب عمل اسناد دعویدارل کے خاندان میں جاری رہیں" کے الفاظ موجود ہیں تو باوجود اس کے یہ تصور کہ الفاظ دوام کا استعمال نہیں ہوا ہے صحیح نہیں ہے۔

(۷) بعد اجرائی منتخب میں مرتبہ وراثتیں منظور ہوچکی ہیں اور سرکار نے ہر مرتبہ کامل جاگیر بحال فرمائی اس لئے یہ عمل درآمد اس امر کی دلیل ہے کہ سرکار کا منشا بحالی دوام کا ہے۔

(۸) بقیہ عذرات بوقت بحث عرض کئے جائیں گے لہذا استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ تجویز تحت تابجد وضعات (۵عہ) فیصدی حسب گشتی نشان (۱۰) بابتہ ۱۳۳۹ف منسوخ فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب نواب عقیل جنگ بہادر صدرالمہام تعمیرات و نواب مرزا یار جنگ بہادر میر مجلس عدالت العالیہ معزز ارکان۔

تمہید۔ محمد حامی الدین نے ۱۷ر بہمن ۱۳۴۰ف کو ایک موضع جاگیری موسومہ بولے گاؤں دانہ اُنی

خواجہ محمد کلیم الدین خاں
بنام
سرکار عالی

وانعامی وغیرہ چھوڑ کر انتقال کیا عدالت ماتحت نے ان کی وراثت ان کے لڑکے محمد کلیم الدین کے نام قائم کرکے اُسپر پندرہ فیصدی حق مالکانہ حسب گشتی نشان (۱۰) ۱۳۳۹ف مقرر کیا اس تجویز کے خلاف محمد کلیم الدین نے مرافعہ دائر کیا ہے جس میں یہ بحث کی جاتی ہے کہ یہ جاگیر عین حیاتی نہ تھی بلکہ دوامی تھی گشتی نشان نمبر (۱) ۱۳۳۹ف اس سے متعلق نہیں ہے اس گشتی کے متعلق متعدد فیصلے کئے ہیں جن کی صراحت حاشیہ میں کی جاتی ہے ان فیصلہ جات کی رو سے جو اصول ہم نے قائم کیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر جاگیر کی نوعیت دوامی معلوم ہو تو پھر گشتی مذکور اُس سے متعلق نہیں کی جاسکتی۔ جہانتک اس مقدمہ کے واقعات کا تعلق ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مواضع بولے گاؤں بوٹ پلی وغیرہ۔ کسی زمانہ میں محمد حامی الدین متوفی کے جد محمد حفیظ الدین کے قبضہ میں تھے جنھوں نے ۲۸ شعبان ۱۳۲۷ف کو انتقال کیا ان کے انتقال پر وراثت کی کارروائی کا آغاز ہوا نواب برز جنگ صوبہ دار نے یہ رائے پیش کی کہ یہ مواضع ان کے فرزندان اسد الدین اور وحید الدین پر دواماً بحال کیا جائے۔ بادی النظر میں اسی رائے کے مطابق بموجب فرامین مبارک مورخہ ۹ رجب ۱۳۳۱ف و ۷ رمضان المبارک ۱۳۳۲ف یہ مواضع حفیظ الدین کے دونوں لڑکوں کے نام اس طرح سے بحال کیا گیا کہ ان پر دو روپیہ فیصدی حق مالکانہ سرکار قائم کیا گیا مگر یہ حق مالکانہ گشتی نشان (۱۰) ۱۳۳۹ف کے تحت میں نہیں قائم کیا گیا تھا۔ وحید الدین خاں نے ۱۸ رجب ۱۳۴۳ف کو انتقال کیا اُس وقت یہ موضع بولے گاؤں اُن کے بیٹے حامی الدین کے نام بحال کیا گیا تھا۔ ہم نے اس مقدمہ کے تمام واقعات سابقہ اور مابعد پر غور کیا ہماری رائے میں یہ جاگیر عین حیاتی نہ تھی اور اس سے گشتی نشان (۱۰) ۱۳۳۹ف متعلق نہیں ہے لہذا پندرہ فیصدی قائم کرنے کی حد تک جو حکم عدالت ماتحت نے دیا ہے وہ منسوخ کیا جاتا ہے مگر اس کا یہ اثر نہ ہوگا کہ دو فیصدی حق مالکانہ جو بموجب فرامین مبارک مورخہ ۹ رجب ۱۳۳۱ف و ۷ رمضان المبارک ۱۳۳۲ف قائم کیا گیا ہے اس میں کسی قسم کا رد و بدل کیا جائے۔ عدالت ماتحت کے حکم میں اسی قدر ترمیم کی جاتی ہے

مہر النساء بیگم	بنام	سرکار عالی
امرت راؤ	”	”
وینکٹ نرسہوان راؤ	”	”
سید شاہ معین الدین حسین	”	”

مرافعہ صیغہ عطیات

نشان مثل ۶۳ / ۸۷ ۱۳۴۲ف
مفصلہ ۲۴ مہر ۱۳۴۲ف

محمد معین الدین خاں وغیرہ
بنام

مرافعہ بوکالت پنڈت شیشا چار صاحب و پنڈت وینکوبا راؤ صاحب وکلاء

مرافعہ بنا راضی تجویز صوبہ دار صاحب صوبہ گلبرگہ شریف۔

محمد عبد الرحیم خاں وغیرہ مرافعہ علیہم بوکالت مولوی سید خواجہ معین الدین صاحب وکیل و مولوی محمد فیض الدین صاحب عنا ایڈوکیٹ

عطیات۔ دستبرداری مورث۔ مورث کے دستبرداری کی وجہ ورثا کے حقوق عطیات میں زائل نہ ہونا۔ دیر حاضری۔ معافی دیر حاضری کی کارروائی ہونا۔

تجویز ہوئی کہ (۱) عطیات میں کسی مورث کی دستبرداری سے آئندہ نسل کے حقوق معاش کے متعلق زائل نہیں ہوتے ہیں۔

(۲) اگر غیر حاضری کے متعلق وجوہات کافی ہوں تو معافی کی کارروائی حسب ضابطہ ضلع سے ہونی چاہئے۔

(مقدمہ عبد الرحیم بنام گیسو دراز صاحب کا حوالہ دیا گیا)

واقعات یہ ہیں کہ محمد کبیر خاں جاگیردار کرنکوٹ کے چار فرزندان مسمیان محمد فضل اللہ خاں محمد قادر خاں محمد حفیظ الدین خاں۔ محمد خاں تھے۔

محمد کبیر خاں جاگیردار کرنکوٹ کی فوتی پر محمد خاں فرزند چہارم پر جاگیر بحال ہوئی اور بقیہ سہ فرزندان کو فی کس ماہانہ (للعہ) روپیہ محاصل جاگیر سے گذارہ مقرر ہوا۔ محمد خاں کے فوت ہونے پر جاگیر اُن کے فرزند گیسو دراز خاں پر اور گیسو دراز خاں کے فوت ہونے پر اُن کے فرزند عمر دراز خاں کے نام بحال ہوئی جو اسی وقت قابض جاگیر ہیں اور شرط یہ قائم کی گئی کہ عمر دراز خاں تمام ورثاء کی پرورش وہ دوسرے حصہ داران کے حصص بھی مثل سابق ادا کرتے رہیں۔ فیصلہ صوبہ داری سے ظاہر ہے کہ محمد فضل اللہ خاں اپنی زندگی میں اپنی ماہوار کے منجملہ (صعہ) روپیہ اپنے فرزند اکبر احمد خاں کے نام (اور (صہ) روپیہ عائشہ خاتون کے نام منتقل کر کے (عہ) روپیہ خود حاصل کیا کرتے تھے۔

محمد فضل اللہ خاں واحمد خاں فرزند اکبر وجلال الدین خاں نبیرہ فوت ہو چکے ہیں صرف محمد عبد الرحیم خاں فرزند خورد فضل اللہ خاں موجود ہیں قادر خاں نمبر (۲) کا بھی انتقال ہونے سے اُن کا گذارہ ورثاء احق کے نام جاری ہونا ظاہر ہے۔

اب یہ کارروائی حفیظ الدین خاں نمبر (۳) کی ہے جو لاولد فوت ہوئے ہیں ان کے نام علاوہ گذارہ زیر بحث کے علاقہ صرفخاص مبارک میں بھی منصب مقرر تھی جس کے لئے محمد عبد الرحیم خاں نے بحیثیت

محمد معین الدین خاں
بنام
محمد عبدالرحیم خاں

برادرزادہ علاقہ موصوف میں رجوع ہونے پر بعد دریافت ان کے نام (للعہ) روپیہ حصہ منصب منظور ہوئے اور منجملہ اس کے رحمن بی منکوحہ حفیظ الدین خاں مرحوم کے نام (عہ) روپیہ کی اجرائی کا حکم ہوا۔ محمد عبدالرحیم خاں نے ماہوار جاگیر کرنکوٹ کی نسبت بھی جو حفیظ الدین خاں کو ملا کرتی تھی معتمدی صرفخاص مبارک میں درخواست پیش کرنے پر ۲۹ اردی بہشت ۱۳۲۹ف کو فہمائش دیگئی کہ آپ کو جس جاگیر کے محاصل کا دعوے ہے وہ دیوانی میں واقع ہے اس لئے دیوانی میں چارہ جوئی کیجائے بنابراں محمد عبدالرحیم خاں نے بتاریخ ۲۷ مہر ۱۳۳۴ف بصیغہ انتظامی عطیات (للعہ) ماہوار حفیظ الدین خاں مرحوم کے دعویدار وراثت ہوئے اور کارروائی جاری تھی کہ بتاریخ ۲ مہر ۱۳۳۶ف کریم خاتون دختر فضل اللہ خاں و نصیر الدین نبیرہ فضل اللہ خاں نے بھی ورثاء حفیظ الدین خاں میں خود بھی ہونا ظاہر کرکے خواہان وراثت ہوئے تو اجلاس صدر المہامی سے بحوالہ گشتی نشان (۳۷) بابتہ ۱۳۲۵ف عدم میسری گذارہ و حصص کا تعلق ضلع سے قرار دیکر فریقین کو ضلع میں رجوع ہونیکی ہدایت ہوئی اسپر بلحاظ اقتدار یہ کارروائی ضلع میں آغاز ہوئی۔ عبدالرحیم خاں بحیثیت برادرزادہ ہونے کے اس ادعاء کے ساتھ رجوع ہوئے کہ متوفی کی تنخواہ منصب علاقہ صرفخاص مبارک سے ان کے نام بحال ہوئی ہے۔ اس لئے یہ ماہوار جاگیر کے بھی مستحق ہیں۔

و نیز جلال الدین کو جو تنخواہ فضل اللہ خاں کی ملتی تھی بوجہ فوتی جلال الدین خود کو ملنا چاہئے اور مسمیان محمد معین الدین خاں و محمد حسن الدین خاں و صدر الدین خاں وغیرہ نے یہ دعوے کیا کہ وہ محمد قادر خاں نمبر (۲) برادر حفیظ الدین خاں نمبر (۳) کے نبیرگاں ہیں اس لئے یہ مستحق وراثت ہیں۔

صاحب ضلع نے وراثت حفیظ الدین خاں و جلال الدین کی نسبت عمر دراز خاں قابض جاگیر سے جواب لیکر بتاریخ ۴ اسفندار ۱۳۴۱ف تجویز فرمائی کہ حفیظ الدین خاں مرحوم کے حصہ کے دعویدار محمد قادر خاں کے ورثاء بھی وراثتاً دعویدار ہوئے ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ جبکہ دریافت وراثت ابتدائی جو صرفخاص مبارک میں طے ہوئی ہے محمد قادر خاں مرحوم اپنے دعوے سے دستبردار ہوچکے ہیں تو اب ان کے ورثاء دعویدار ہو نہیں سکتے اور نہ ایک طے شدہ معاملہ کی مکرر دریافت ہوسکتی ہے اس لئے نہ یہاں اب حفیظ الدین مرحوم کی وراثت کی کوئی بحث ہوسکتی ہے و نہ کسی دریافت کی ضرورت ہے اور وراثت جلال الدین کی نسبت تجویز کی کہ گو عبدالرحیم خاں جلال الدین مرحوم کی ماہوار کے

محمد معین الدین خاں
بنام
محمد عبدالرحیم خاں

دلانے کی بھی درخواست دی ہے مگر ورثاء مرحوم میں اُنکی زوجہ ودختران رجوع ہوئے ہیں انکی علٰحدہ کارروائی ہوگی۔

تجویز بالاکی ناراضی سے معین الدین خاں وغیرہ نے صوبہ داری میں مرافعہ پیش کیا کہ دستبرداری کا واقعہ غلط ہے ولو بالفرض اگر صحیح بھی ہو تو اُس کا اثر معاش جاگیر علاقہ دیوانی پر کیسے ڈالا جا سکتا ہے وغیرہ۔

جناب صوبہ دار صاحب نے بسماعت عذرات فریقین بتاریخ ۲۲ مہر ۱۳۴۱ ف جو فیصلہ صادر فرمایا ہے وہ یہ ہے۔

"محمد حفیظ الدین خاں ۱۳۱۷ ف میں فوت ہونا بیان کیا جاتا ہے اور مرافعہ گزار اپنے کو بھتیجہ بتا کر خواہاں رقم گذارہ ہے (۱۷) سال کے بعد یہ رجوع سررشتہ مال ہوئے اور عذر یہ تھا کہ وہ صرفخاص میں رجوع ہوئے تھے جہاں سے ان کو ۱۳۲۹ ف میں خالصہ میں رجوع ہونے کی ہدایت ملی اس کے بھی (۱۲) سال بعد یہ رجوع ہوئے ابتدائی درخواست کے معائنہ سے ظاہر ہے کہ استدعا یہ ہے کہ ۱۳۱۷ ف سے (للعہ) روپیہ دلائے جارہے ہیں۔ انہیں خاندان کے ایک فریق وقابض جاگیر کے مقابلہ میں ایسے ہی گذارہ کی نسبت دعوے ہوکر یہ طے کردیا گیا ہے کہ مرافع کو جو (للعہ) گزارہ مقرر کر دیا گیا ہے اس سے زائد حاصل کرنے کا حق نہیں ہے۔ یہاں بھی محمد حفیظ الدین خاں لاولد فوت ہوئے مرافع کے والد کا گذارہ (للعہ) روپیہ علٰحدہ مقرر ہے وہ وراثتاً پائیگا اس کو حق ہو سکتا ہے لاوارث چچا کا حصہ پانے کے یہ مستحق نہیں ہیں اور بیرون مدت رجوع ہوئے ہیں جبکہ ضلع نے اس فیصلہ کی بناء پر درخواست نامنظور کی ہے جو درست پائی جاتی ہے حکم ہوا کہ مرافعہ نامنظور"۔

تجویز بالاکی ناراضی سے بعذرات ذیل معین الدین خاں وغیرہ نے بمقابلہ عبدالرحیم خاں وعمر دراز خاں یہ مرافعہ پیش کئے ہیں۔

عذرات

(۱) محکمہ ماتحت نے متوفی کو آمدنی جاگیر سے ماہانہ جو حصہ ملا کرتا تھا اُس کو گذارہ تصور کرنے میں غلطی کی ہے۔ ہر حصہ دار کی وراثت کی دریافت ضروری ہے یہی حکم صوبہ داری سے ضلع کو دیا گیا ہے۔

(۲) گو حفیظ الدین خاں کا انتقال ۱۳۱۷ ف میں ہوا ہے مگر کوئی اشتہار حضوری جاری نہیں ہوا میعاد کا شمار ختم مدت اشتہار سے کیا جاتا ہے اس لئے درخواست اندرون مدت ہے۔

محمد معین الدین خاں
بنام
محمد عبدالرحیم خاں

(۳) مرافعہ علیہم کو بمقابلہ مرافعان حق وراثت حاصل نہیں ہے کیونکہ وہ محروم الارث ہیں ۔

استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ وراثت حفیظ الدین مرافعان کے نام منظور فرمائی جاوے ۔

حکم عالیجناب مولوی محمد رحمت اللہ صاحب ناظم عطیات ۔

فریقین حاضر اور بحث سماعت کی گئی اس قسم کے مقدمہ میں علیحدہ تجویز صراحت سے تابع .... مرافع عبدالرحیم بنام گیسو دراز خاں ہو چکی ہے اُس کی نقل اس مثل میں شریک کر کے یہ مقدمہ بھی حسب ہدایات مندرجہ تجویز محولہ محکمۂ ضلع میں تکمیل پانا ہے ۔

مرافع کی درخواست ابتدائی ضلع سے بربناء دستبرداری مورث و عذر تمادی خارج ہوئی ۔ محکمۂ صوبہ داری سے محکمۂ ضلع کی تجویز سے اتفاق کر کے مرافعہ خارج ہوا ۔ جس کا مرافعہ ثانی پیش ہے ۔ چونکہ عطیات میں کسی مورث کی دستبرداری سے آنیوالی نسل کے حقوق معاش کے متعلق زائل نہیں ہوتے نیز تمادی کے عذر کی بناء پر مقدمہ خارج ہونے سے حقوق موروثی معاشداراں متاثر ہوتے ہیں لہذا اگر غیر حاضری کے متعلق وجوہات کافی پیش ہوں تو معافی کی کارروائی حسب ضابطہ محکمۂ ضلع سے ہونی چاہیے لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ ترمیماً منظور ۔ مزید صراحت کے لئے فیصلہ محولۂ صدر کی نقل شریک کر کے تعمیلاً روانہ ہو

مرافعہ صیغہ عطیات

۴۲ ۱۳ آذر
نشان مثل ۹۴/۸۷
منفصلہ ۸ دی
۴۲

انور بی و عزت بی — مرافعان بوکالت مولوی قاضی محمد محی الدین علیخاں صاحب وکیل

بنام

سرکار عالی .... مرافعہ علیہ

فوتی معاشدار ۔ فوتی معاشدار کی عدم اطلاع کی ذمہ داری ۔ ذمہ داری ورثاء پر ہی نہیں بلکہ دوسرے صاحب تختہ پر بھی ہونا ۔ گشتی نشان (۱۶) ۱۳۰۱ف و نشان (۲) بابتہ ۱۲۹۰ ف پچاس سال کے بعد رجوع ہونا ۔ بیدخل ہونے کے بعد ۵۰ سال کے بعد رجوع ہو تو کوئی شنوائی نہ ہونا ۔

تجویز ہوئی کہ (۱) فوتی معاشدار کی عدم اطلاع کی ذمہ داری نہ صرف ورثاء پر ہے بلکہ دوسرے صاحبان تختہ پر بھی ہے (گشتیات نشان (۱۶) ۱۳۰۱ف و نشان (۲) ۱۲۹۰ف) ۔

مرافعہ بنا راضی تجویز صوبہ دار صاحب صوبۂ ورنگل ۔

انور بی وغیرہ مستدعی
بنام
سرکار عالی

(۲) دعویداران محض (۵۰) سال کے دیری کے بعد رجوع ہوئے ہیں بلکہ اُن کے مورث اور وہ ۴۰-۵۰ سال سے بیدخل بھی ہوگئے تھے ایسی حالت میں اُن کی درخواست جو خارج کی گئی ہے وہ درست اور واجبی ہے۔

واقعات یہ ہیں کہ مسماۃ انور بی وعزت بی بنتان نعمت بی نے بتاریخ ۲۸ اسفندار ۱۳۴۱ف محکمۂ ہذا میں بایں واقعات درخواست دی کہ بذریعہ منتخب نشان (۸۶۹) بابتہ سنہ ۱۲۹۸ف تعلقہ نظام آباد میں اراضی خشکی وتری بعنوان مدد معاش بنام محمد کریم الدین بحال ہوئی۔ منتخب کے خانہ (۶) میں تحت تفصیل اراضیات مقبوضہ جلال الدین کے نام ایک بیگہ ۱۰ بام اراضی خشکی وتری محاصلی (لعہ) موقوعہ مدک پلی درج ہے۔ حین ترتیب تختہ انعام جلال الدین حصہ دار کا انتقال بگذاشت دو دختران حمیدہ بی والفت بی ہوگیا۔ ہر دو مسماتان اپنے والد کے حصۂ اراضی پر قابض ومتصرف رہے۔ جس کی تصدیق بیان صاحب منتخب ورائے ڈپٹی کمشنری انعام مندرجہ تختہ سے ہوسکتی ہے۔

منجملہ دختران اولاً الفت بی لاولد فوت ہوئی۔ من بعد حمیدہ بی بگذاشت یک فرزند جلال الدین ثانی انتقال کیں۔ اس کے بعد جلال الدین نے بھی لاولد انتقال کیا جسکو تخمیناً بارہ سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ چنانچہ جلال الدین حصہ دار کی ایک حقیقی بہن نعمت بی جو دعویداران کی والدہ تھیں اُنکا بھی انتقال ہوگیا۔ اب جلال الدین حصہ دار کا بجز ہمارے کوئی وارث شرعی نہیں ہے۔ جو ذوی الارحام ہیں۔ دعویداران مستورات پردہ نشین ہونے کے علاوہ ایک دور دراز مقام عادل آباد دنانڈیڑ میں رہتی ہیں۔ علاوہ اس کے یہ امید تھی کہ کریم الدین صاحب منتخب کی وراثت کے ساتھ بلحاظ اس کے کہ جلال الدین حصہ دار کی اراضی بھی شریک منتخب ہے۔ جملہ معاش کی وراثت ہوجائیگی۔ دعویداران بروقت رجوع نہ ہوسکے۔ اب سنہ ۱۳۳۷ف میں کریم الدین صاحب منتخب کی وراثت اُن کی زوجہ امینہ بیگم کے نام منظور کی جاکر جلال الدین حصہ دار جو مورث سائلان ہے اُن کی حصہ کی اراضی زیر نگرانی سرکار رکھ لینے حکم ہوا ہے چونکہ سائلان دور دراز مقام پر رہنے کے علاوہ ناواقفیت قانون وقواعد بروقت رجوع نہ ہوسکے بمعافی طویل دیر حاضری بعد تحقیقات وراثت جلال الدین بنام سائلان منظور فرمانے کے لیے ضلع کے نام حکم صادر فرمایا جائے۔

یہ اصل درخواست برائے کارروائی حسب تجویز نواب ناظم صاحب وقت ضلع میں روانہ کیگئی

انوربی وعزت بی
بنام
سرکار عالی

جہاں سے بہ تعمیل تجویز محکمۂ ہذا بغرض تعین مدت دیر حاضری کارروائی معافی دیر حاضری بقرار داد پیشی درخواست گذاروں کے طلبی کا سمن اجراء پایا و بعد قلمبندی بیانات صاحب ضلع نے بتاریخ ۷ امرداد ۱۳۲۱ ف تجویز کی کہ :-

"منتخب کریم الدین صاحب کے نام صادر ہونا بیان کیا جاتا ہے - اس منتخب میں جلال الدین ضمنی حصہ دار تھے - وکیل صاحب کہتے ہیں کہ ان کے نام (ﺻﮧ) بیگہ رقمی (ﺻﮧ) خریف اور ۱عہ بیگہ ۱۰ بام رقمی (ﻋﻌﺴﮧ) روپیہ تری بحال تھی - کریم الدین کے انتقال کے بعد اُن کی وراثت اُن کی بی بی کے نام منظور ہوئی - اس سے قبل ہی جلال الدین کا انتقال ہو چکا تھا مسماۃ انوربی کے بیان شمولۂ مثل سے معلوم ہوتا ہے کہ جلال الدین کا انتقال ہو کر تقریباً پچاس برس گزر گئے - انوربی و عزت بی جواب دعویدار ہوئے ہیں اپنے کو جلال الدین کی بنا و پر بر وقت رجوع نہ ہو سکیں مقدمۂ ہذا میں اُس زمانہ پر نظر ڈالنا ضروری ہے جو جلال الدین کے انتقال کے بعد سے ابتک واقع ہو گیا ہے - یعنے پچاس سال جلال الدین کے انتقال کے بعد دو تین دور اُن کے ورثاء کے گذرے اُن میں سے کوئی رجوع نہ ہوا - ایک عرصۂ مدید کے بعد اب جو لوگ رجوع ہوئے ہیں اُن کے حق میں تقریباً (۵۰) برس کی غیر حاضری کو معاف کرنے کا سوال بہت ہی نازک ہو جاتا ہے اگرچہ معاش تھوڑی ہے اور دعویدار بھی قابل ہمدردی متصور ہو سکتے ہیں تاہم جس زمانہ کو معاف کرنیکی سفارش کرنا پڑتا ہے وہ بہت ہی طویل ہے - لہذا تجویز ہوئی کہ درخواست نسبت معافی غیر حاضری نامنظور کی جاتی ہے"

تجویز بالا کی ناراضی سے ضلع میں درخواست تجویز ثانی پیش ہوئی کہ غیر حاضری (۲۰) - (۲۵) سالہ ہے پچاس سالہ جو تصور کی گئی ہے وہ غیر صحیح ہے وغیرہ - اسپر صاحب ضلع نے یہ تجویز فرمائی -

تجویز ثانیخواہاں کی جانب سے ایک تختہ دریافت انعام و تختہ منتخب پیش ہوا ہے جو کریم الدین کے نام مرتب ہوا ہے -

اول الذکر تختہ میں ایک جگہ ذکر آگیا ہے کہ جلال الدین کی دو لڑکیاں ہیں ان کے حصہ کو کریم الدین نے قبول کیا ہے اس تختہ میں کریم الدین کے حقوق کا تصفیہ ہوا مگر جلال الدین کی دختران کی وراثت زیر تصفیہ نہیں رہی - پس ایک ضمنی تصفیہ کی بنا و پر جلال الدین کی دختروں کے نام جن کے اسماء حمیدہ بی والفت بی درخواست تجویز ثانی میں بتائے گئے ہیں وراثت کا ہو جانا تسلیم نہیں

انوری و عزت بی
بنام
سرکار عالی

کیا جا سکتا۔ جو نقل منتخب پیش ہوئی ہے اُس میں حصہ داروں کی فہرست میں جلال الدین کا نام درج ہے ان کی دختروں کا نام درج نہیں ہوا ہے۔ جلال الدین کا انتقال ہو کر پچاس برس ہو گئے تو اب وہی بحث رہ گئی کہ دختروں نے کیوں بر وقت پیروی نہیں کی۔

یہ تسلیم کرنیکے بعد بھی کہ حمیدہ بی و الفت بی کا انتقال اُن کے پدر جلال الدین کے انتقال کے ۲۵ سال بعد ہوا جلال الدین کی وراثت کو اب طے کرنے کے لئے حسب تصفیہ سابق (۵۰) سالہ دیر حاضری قائم رہی ہے کیونکہ حمیدہ بی و الفت بی قطعاً جانشین وراثت نہ تھے اس لئے اصولاً اب جلال الدین مرحوم کے ورثاء پر نظر ڈالنا پڑتا ہے اب اسقدر طویل زمانہ کے بعد غیر حاضری کو معاف کر کے دریافت وراثت کے لئے رائے نہیں دیجا سکتی درخواست تجویز ثانی نامنظور۔

تجویز بالا کی ناراضی سے منجانب انوری و عزت بی صوبہ داری میں مرافعہ پیش ہوا جو بسماعت بحث وکیل صاحب مرافع تجویز ہوئی کہ صاحب ضلع نے مرافع کے عذرات پر دو وقت غور کیا۔ اولاً ابتداءً ثانی جبکہ درخواست تجویز ثانی پیش ہوئی۔ ہر دو وقت صاحب ضلع نے صاف الفاظ میں درخواست دیر حاضری پچاس سالہ کی معافی کے متعلق درخواست نامنظور کر دی۔ معافی دیر حاضری ایک رعایت ہے کسی شخص کو حق نہیں ہے اور ایسی دیری جو پچاس سال کی ہو۔ پس تجویز ہوئی کہ مرافعہ نامنظور تجویز تحت بحال رہے۔

اس تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے بعذرات ذیل انوری و عزت بی نے یہ درخواست مرافعہ پیش کی ہے

عذرات

(۱) الفت بی دختر جلال الدین حصہ دار کی وراثت مطلوب ہے نہ کہ جلال الدین حصہ دار کی۔

(۲) بحین ترتیب تخنہ جلال الدین کا انتقال ہو گیا۔ صاحب منتخب کے بیان پر جلال الدین کی دختران حمیدہ بی و الفت بی وراثتاً حصہ دارہ مسلمہ قرار پائی ملاحظہ ہو۔ بیان صاحب منتخب و رائے ڈپٹی کمشنر انعام مندرجہ تخنہ آخری وارث مساۃ الفت بی کی وراثت کے ہم خواہان جنکو فوت ہو کر (۲۰-۲۵) سال ہوئے۔

(۳) مسماتان حمیدہ بی و الفت بی کے نام کا غذات سرکاری میں شریک اور حصہ داری مسلمہ ہے باوصف اس کے ان کی وراثت کی کارروائی ہوئی نہ اشتہار حضوری ورثاء اجراء پایا۔ ایسی صورت میں دیر حاضری

انوری بنام سرکار عالی

عدم رجوع کا سوال قابل غور ہوجاتا ہے۔

(۴) خصوصاً جبکہ اراضی انعام سرکار سے دوامًا بحال ہے تو مقاصد عطا کے مدنظر غریب انعامداروں کے ورثاء محروم وراثت نہیں ہوسکتے۔

استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ بمنسوخی تجویز تحت اگر دیر حاضری مرافعان تصور فرمائی جاتی ہے تو بمعافی دیر حاضری کارروائی وراثت مساۃ الفت بی دختر جلال الدین مرحوم حصہ دار بمقابلہ مرافعان آغاز کرنے کا حکم عالی صادر ہو۔

حکم عالیجناب مولوی محمد رحمت اللہ صاحب ناظم عطیات۔

تمہید۔ مثل پیش ہوئی۔ لائق وکیل صاحب مرافع کی بحث سماعت کی گئی۔

واقعات مختصراً یہ ہیں کہ مثل نشان $\frac{4}{58}$ ۱۳۳۸ف صیغہ عطیات میدک بیابت کریم الدین کی وراثت کے ضمن میں یہ حکم دیا گیا تھا کہ جلال الدین متوفی کی معاش جس پر کریم الدین ناجائز طور پر قابض تھے۔ زیر ضبطی سرکار رکھی جائے۔ یہ حکم آذر ۱۳۴۱ف کا ہے اور اسفندار ۱۳۴۲ف میں مرافعان نے ضلع میں اسی معاش کے متعلق خواہان وراثت ہوئے۔ ضلع نے جلال الدین صاحب تختہ کی وراثت نہ ہونے سے اور تقریباً (۵۰) سالہ مدت منقضی ہونے سے بوجہ طویل المدت غیر حاضری درخواست داخل دفتر کردی۔ بصیغہ مرافعہ محکمۂ صوبہ داری نے بھی (۵۰) سال کی غیر حاضری ہونے سے ضلع کی رائے سے اتفاق کیا۔ اب فیصلہ صوبہ داری کے خلاف مرافعہ ثانی محکمۂ ہذا میں پیش ہے

فوتی معاشدار کے عدم اطلاعدہی کی ذمہ داری نہ صرف ورثاء پر ہے بلکہ دوسرے صاحبان تختہ پر ہے۔ (ملاحظہ ہو گشتیات نشان ۱۶ و نشان (۲) سنہ ۱۳۰۱ف و سنہ ۱۲۹۰ف علی الترتیب جبکہ دوسرے صاحب تختہ کریم الدین کی وراثت میں جلال الدین (مورث مرافعان) کی فوتی اور اُن کی معاش کا ۴۰۔۵۰ سال تک دوسرے صاحب تختہ کے قبضہ میں ناجائز طور پر رہنے کا نوٹ ہوا اور معاش زیر نگرانی سرکار لی گئی تو اس کے بعد مرافعان اپنے کو ورثاء ظاہر کر کے رجوع ہوئے۔ پس صرف اس میں غیر حاضری طویل المدت ہی نہیں ہے بلکہ یہ ثابت ہے کہ جلال الدین مورث مرافعان کی معاش ایک شخص ثالث کے قبضہ میں ۴۰۔۵۰ سال سے تھی اور ورثاء جلال الدین مرحوم اس معاش سے استفادہ ۴۰۔۵۰ سال سے کھو بیٹھے تھے۔ کریم الدین دوسرے صاحب تختہ پر بھی عدم اطلاعدہی

انوربی
بنام
سرکار عالی

فوتی حصہ دار کی ذمہ داری عائد ہوگئی تھی اور وہ بھی قابل مواخذہ تھے اور اسی وقت جبکہ معاش جلال الدین مورث مرافعان کے ناجائز قبضہ میں آنے کی تجویز ہوئی اس معاش کے شریک خالصہ کا حکم دیا جاتا ۔ محض زیر نگرانی کے حکم سے مرافعان کو ترغیب ہوئی کہ وہ رجوع وراثت ہوں اصولاً بیدخل ۵۰ سال تک رہنے کے بعد اب وراثت کا تصفیہ بیحد مشکل ہوجاتا ہے ۔ پس اس مقدمہ میں نہ صرف مدت غیر حاضری تقریباً ۵۰ سالہ ہے بلکہ مرافعان یا اُن کے مورث بیدخل اسقدر مدت تک رہنے کے بعد اب حق ارجاع ہی اُن کو باقی نہیں رہتا ۔ اس کے علاوہ عدم اطلاع بھی فوتی کی ذمہ داری بھی بموجب گشتیات محولۂ بالا ہے ۔ لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور ۔

نگرانی صیغۂ مال

گوڑی پاٹی پاپ ریڈی نگرانیخواہ بوکالت مولوی احمد علیخاں صاحب رضا وکیل

نشان مثل ۹۹ سنہ ۱۳۴۱ ف
۸۹
منفصلہ ۲۹ امرداد سنہ ۱۳۴۲ ف

بنام

توڑی اونما طرفثانیہ بوکالت ....

اختیارات ڈویژن ۔ رفع مزاحمت کے دعوے میں ڈویژن افسر صاحب کو اختیار تصفیہ نہ ہونا ۔

تجویز ہوئی کہ رفع مزاحمت کے مقدمات میں ڈویژن افسر صاحب کو اقتدار تصفیہ حاصل نہیں ہے ۔

واقعات یہ ہیں کہ ڈویژن حضور آباد میں مساۃ توڑی اونما نگرانی علیہا بیٹہ دارہ نے بتاریخ ۲۹ آذر سنہ ۱۳۳۹ ف درخواست پیش کی کہ (۸) سال قبل سائلہ اپنی لڑکی کی شادی مسمی ملا ریڈی پسر نگرانیخواہ سے کردی تھی ۔ ملا ریڈی سال گزشتہ فوت ہوا اس کے بعد گوڑی پاٹی پاپ ریڈی پٹیل نے مجھ سے کہا کہ تمہارے زمینات بٹائی ہر دو یک سالہ کاشت کر کے نصف پیداوار دیتا ہوں اور رقم بھی ادا کرتا ہوں اور بیلوں کو وہ سائلہ اپنے سمدھی کی ہمدردی پر رضامند ہوکر بیل بھی دی ۔ لیکن اس نے کاشت کر کے نہ نصف حصہ پیداوار دیا نہ بیل واپس کیا ۔ پیداوار تری کی دھان (۱۰) کھنڈی ۔ جوار زرد ایک کھنڈی ۔ تل یک کھنڈی ۔ سکا ایک کھنڈی ۔ مرچ (۲) کھنڈی

نگرانی بناراضی تجویز صوبہ دار صاحب صوبۂ ورنگل مورخہ ۲۷ آذر سنہ ۱۳۴۱ ف ۔

گوڑی باٹی پاپا ریڈی
بنام
توڑی اونما

ہوئی اس کا نصف قابل وصول ہے امثال باوجود ممانعت کے بھی سروے نمبرات (۴۰ ۔ ۹ ۔ ۵۰ ۔ ۹۹ و ۴۳ و ۲۱۳) موازی (۱۰ ایکر ۹ گنٹہ) خشکی محاصلی کے (۳۰ روپے) کاشت کرلیا اور چار راس بھینس اور تین گائے اور تین پاڑے بھی بجبر حاصل کرلیا۔ سائلہ کو اپنے مقبوضہ مکان میں نہ رہنے کی دھمکی دے رہا ہے لہٰذا حسب ضابطہ تحقیقات ہوکر نمبرات صدر پر سائلہ بیوہ کو قبضہ دلوایا جائے اور پیداوار تا تصفیہ ضبط و زیر نگرانی سرکار رہنے حکم دیا جائے اور سالگزشتہ کا منافعہ بھی حسب صراحت صدر سائلہ کو دلوایا جائے۔ ڈویژن سے تا تصفیہ مال پیداوار زیر نگرانی سرکار رکھنے اور رفع شکایت کے لیئے اصل درخواست تحصیل میں بھیجی گئی۔ بوصول درخواست تحصیل میں دریافت آغاز کیگئی تو منجانب پاپ ریڈی (زگرانخواہ) جوابدعوے ۱۸ ر فروردی ۱۳۳۹ف کو پیش کیا گیا کہ نصف اراضیات مندرجہ عرضیدعوے پر قدیم سے مدعی علیہ اور اس کا بھائی قابض ہیں۔ مدعیہ اپنے نصف حصہ کی اراضی اپنی دختر کی شادی کے وقت (۱۰۰ روپیہ) میں بیع کردی ہے جس پر مدعی علیہ تاریخ بیع سے قابض و متصرف ہے۔ بیعنامہ دیا ڈوٹی شامل مثل ہے اور مدعیہ کے نام بٹہ برائے نام ہے لیکن اراضیات میں اس کا حق اور قبضہ نہیں ہے دعوے مدعیہ خارج کردیا جائے۔

جوابدعوے پیش ہونے پر بعد قلمبندی شہادت سید صبغۃ اللہ صاحب تحصیلدار نے بتاریخ ۲۰ ر اردی بہشت ۱۳۴۰ف تجویز کیا کہ روئداد و نظائر و احکام کے نظر کرتے مدعیہ قابل ڈگری رفع مزاحمت معلوم ہوتی ہے اگر قابض اراضی جبراً بیدخل کردیا جائے تو اُس کو دخلدہانی کے لیئے مال میں حق نالش ہے اور اندرون ۱۲ سال ایسے غیر قابض کو مال سے قبضہ دلایا جاسکتا ہے اور مال پیداوار بھی دلایا جاسکتا ہے چونکہ مدعیہ بوجہ رنج و غم اپنی اراضی کو بٹائی پر دی ہے تو دعوے بٹائی بھی قابل سماعت سررشتہ مال ہے یہ امر مسلمہ مدعی علیہ ہے کہ بربنائے بیعنامہ وہ قابض و کاشتکار ہے ایسے بیعنامہ کی بناء پر مدعی علیہ کا استدلال ناقابل پذیرائی ہے جو سادہ کاغذ پر ہو اور جسکی رجسٹری لازمی بھی ہو۔ درآنحالیکہ دیہچند نذرانہ وغیرہ داخل نہیں ہوا۔ مدعیہ کی جانب سے بتائید دعوی ایک گواہ پیش ہوا اور منصرم تحصیلدار صاحب نے دو گواہ بطور خود طلب کرکے بمقام سنگاپور بیانات قلمبند کیئے جن سے مدعیہ کے دعوے اور اس کے مالک اور قابض اراضی ہونے کی پوری

گوڑی پاڈی پاپی ریڈی
بنام
توٹلی اونما

تائید ہوتی ہے لہذا دعوے مدعیہ دلایا نے قبضہ اراضیات (۲۰،۴ - ۵،۹ - ۴۹۹ -
۲۱۳) خشکی کی ڈگری دیجاتی ہے اور نصف غلہ بٹائی بھی مدعیہ پانے کی مستحق ہے -

بنا لاضی تجویز تحصیل مسمی پاپی ریڈی نگرانخواہ نے ڈویژن میں درخواست مرافعہ پیش کیا تو حافظ سید احمد صاحب مددگار تعلقدار نے بتاریخ ۱۶ اسفندار ۱۳۲۰ ف بعد سماعت بحث وکلاء فریقین تجویز فرمایا کہ یہ مقدمہ رفع مزاحمت کا ہے جسکی تحقیقات تحصیل میں کی گئی - اس میں شک نہیں کہ مرافعہ علیہا بیوہ بیکس ہے اور مرافع ایک نہایت ناصب شخص معلوم ہوتا ہے مگر روئداد سے مجبوری ہے جبکہ خود مرافعہ علیہا کو اپنے عدم قبضہ کا اقبال ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مرافعہ علیہا کی تائید کریں لہذا مرافعہ منظور تجویز تحصیل منسوخ اور قبضہ مرافع بحال -

عندالاپیل جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ ورنگل نے بتاریخ ۲۷ آذر ۱۳۲۱ ف فیصلہ صادر فرمایا کہ مقدمہ رفع مزاحمت کا ہے تحصیلدار صاحب نے بر بنا د حکم ضلع فیصلہ صادر کیا جس کا مرافعہ ڈویژن افسر نے سماعت کیا - حالانکہ صاحب موصوف کو اختیار نہیں ہے ملاحظہ ہو نظائر مال جلد (۲) ص ۳۳ ے مقدمہ دھنا جی بنام بالاجی جس میں عالیجناب صدر المہام بہادر نے تصفیہ فرمادیا ہے رفع مزاحمت کا مرافعہ ضلع کے اجلاس پر ہوگا کیونکہ وہ قطعی ہوگا - تجویز ڈویژن غیر اختیاری ہے لہذا مرافعہ منظور تجویز ڈویژن منسوخ -

محکمۂ ہذا میں فیصلہ صوبہ داری کی نگرانی پیش ہوئی ہے -

عذرات

ف ۱ - نگرانخواہ ۱۳۲۶ ف سے نصف حصہ اراضیات متنازعہ پر بطور مالکانہ اور نصف پر وراثتاً زمانہ دراز سے قابض رہکر کاشت کر رہا ہے - نگرانی علیہا کی غیر صحیح کارروائی بصیغہ مال نگرانخواہ بیدخل نہیں ہوسکتا - فیصلہ تحت خلاف قانون صادر ہوا ہے صحیح نہیں قابل تنسیخ ہے -

ف ۲ - نگرانخواہ قبل ۱۳۲۸ ف بمعاوضہ ادائی مبلغ (۱۳ما) روپیہ سکۂ عثمانیہ نگرانی علیہا کا نصف حصہ خرید لیا - اسی بنا پر قابض وکاشتکار ہے اور زر مالگزاری بھی داخل کر رہا ہے ملاحظہ ہو پاؤتی متمولہ مثل -

ف ۳ - اجلاس صوبہ داری پر ۲۷ آذر ۱۳۲۱ ف تاریخ مقرر ہوکر بلا اطلاع سائل فیصلہ یکطرفہ

گوڑی پاٹی پاپی ریڈی
بنام
توڑی اونا

صادر ہوا ہے جو قابل تنسیخ ہے۔

۴۔ ۲۶ تا ۲۷ ف میں نگرانیخواہ کے لڑکے سے نگرانی علیہا کی لڑکی کی شادی ہوئی۔ مبلغ (۱۳۰) روپیہ نگرانی علیہا جو نگرانیخواہ سے بزمانہ شادی لی تھی اس کے معاوضہ میں ۲۸ف میں اراضیات محولہ نصف حصہ کی حدتک جو اس کی تہی بیع کردی اور قبضہ ۲۸ف سے نگرانیخواہ کا اتنک ہے بکاغذات بیع اس کے موئد ہیں۔ ایسی حالت میں نگرانیخواہ بٹائی دار کس طرح ہوسکتا ہے عدالت تحتانیہ نے جو خلاف سائل فیصلہ صادر فرمایا ہے لائق تنسیخ ہے۔

حکم عالیجناب مسٹر ڈی۔ جے ٹاسکر اسکوائر منصرم صدر المہام بہادر مال۔

تمہید۔ مثل پیش ہوئی۔ بحث وکیل نگرانیخواہ ۱۱ اردے ۱۳۳۲ف کو سماعت ہوئی لیکن نگرانی علیہا غیر حاضر تھی اس لئے یکطرفہ کارروائی ہوئی۔

مقدمہ بالکل صاف ہے صوبہ دار صاحب نے ڈویژن کی تجویز کو خارج از اقتدار ہونے کی وجہ سے کالعدم کردیا ہے۔ یہ درست ہے کہ رفع مزاحمت کے مقدمات میں ڈویژن افسر کو اقتدار تصفیہ حاصل نہیں ہے۔ لہذا صوبہ دار صاحب کی تجویز درست اور ناقابل دست اندازی ہے

لہذا تجویز ہوئی کہ

نگرانی نامنظور۔

مرافعہ صیغہ مال

۱۳۴۱ف
نشان مثل ۱۲۶/۸۷
منفصلہ ۲۰ مہر
شہریور ۱۳۴۲ف

راپول وینکٹیشوراؤ — مرافع بوکالت مسٹر یم مالکشمی نرسیا صاحب ومسٹر سورج چند صاحب وکلاء

بنام

راپول رامنا — مرافعہ علیہا بوکالت مولوی حاجی محمد فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ و مولوی محمد اعظم الدین صاحب وکیل

وصیت سے فائدہ اٹھانے والا اس کے دوسرے جز سے انکار نہیں کرسکتا۔

تجویز ہوئی کہ وصیت کا ایک مسلمہ قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص اس کے ایک جز سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ دوسرے جز سے انکار نہیں کرسکتا۔

واقعات یہ ہیں کہ دفتر دیہی سے رپورٹ معہ دو قطعہ تختہ جات وراثت پٹہ اراضیات مواضع

مرافعہ بنا راضی فیصلہ صوبہ داری صوبہ ورنگل مورخہ یکم مہر ۱۳۴۱ف

راپول وینکٹیشور راؤ
بنام
راپول رامنا

مرمور ویلماپلی واقع سلطان آباد حال عثمان نگر بتاریخ ۱۹۱۸ء ۱۸ فروردی ۱۳۳۴ف تحصیل میں وصول ہوئی کہ مسمی پدا کشٹیا ۷ امہر ۱۳۳۱ف کو فوت ہوا ہے اس کے ورثاء میں ایک فرزند صلبی مسمی وینکٹیشور راؤ (مرافع) اور دوسرا فرزند متبنےٰ مسمی رامنا (مرافعہ علیہ) ہے وراثت منظور کی جائے بوصول تختہ جات تحصیل سے کارروائی ابھی آغاز نہیں ہوئی تھی کہ مسمی وینکٹیشور راؤ نے بتاریخ ۲۱ فروردی ۱۳۳۴ف تحصیل میں درخواست پیش کیا کہ میرے والد مسمی کشٹیا کو مواضعات مرمور و یلماپلی کے اوطان مقدم مالی کے تھے میرے زمانہ نابالغی میں میری حقیقی والدہ کو رامنا نے متبنےٰ کہنے مجبور کرکے ۱۳۲۶ف میں اظہار دلوایا کہ میرے شوہر کشٹیا متوفی نے وصیت کی ہے کہ اوطان میں سے موضع مرمور کا تقرر میرے صلبی فرزند وینکٹیشور راؤ کے نام اور موضع یلماپلی کا تقرر مسمی رامیا فرزند متبنےٰ کے نام کرادیا جائے اور زمینات پٹہ ہر دو مواضع فرزند صلبی ہی کو دیا جائے۔ الخ۔ اس اظہار کی بناء پر رامنا نے بلا استحقاق وطن مقدمی مالی موضع یلماپلی اپنے نام کرالئے۔ اب مسموع ہوا ہے کہ وراثت پٹہ میں بھی شریک ہونے کی کوشش کر رہے ہیں وارث احق سائل ہے۔ لہذا وراثت پٹہ اراضی متوفی ہر دو مواضع سائل کے نام بلاشرکت غیرے منظور کی جائے بنا برین فریقین کی طلبی بہ قرار داد تاریخ تحصیل سے عمل میں آئی۔ اس کے بعد بتاریخ ۱۲ فروردی ۱۳۳۵ف راپول رامنا (مرافعہ علیہ) نے درخواست دی کہ وینکٹیشور راؤ جو امور درخواست میں بتلایا ہے غلط ہیں سائل کو اُن سے انکار ہے یہ کارروائی پٹہ اراضی کشٹیا کی ہے اس میں اوطان کی کارروائی اور تقرر امر منفصلہ ہے اس لئے نہ اب اس کے اعادہ کی ضرورت ہے نہ قانوناً اس کا تصفیہ اس مقدمہ میں کرنے کی ضرورت ہے۔ فریقین کا خاندان وقبضہ وتصرف اراضیات مشترکہ موروثی ہے۔ مسئلہ تبنیت بلحاظ قانون وقعت امر واقعہ ومنظورہ تقرر ناقابل اعتراض ہے۔ لہذا تختہ جات وراثت مرتبہ پٹواری ہر دو فرزندوں کے نام بحصص مساوی منظور فرمائے جائیں۔

اس کی دریافت میں عرصہ تک بدینوجہ بھی کارروائی جاری رہی کہ دوران کارروائی میں فریقین ذریعہ پنچ تصفیہ پر آمادہ ہوئے۔ لیکن ذریعہ پنچ تصفیہ نہ ہونے سے تحصیل میں کارروائی آغاز کی گئی اور فریقین سے وثائق طلب ہوکر پیشیاں تبدیل ہوتی رہیں۔

منجانب فریقین وثائق وشہادت پیش ہونے کے بعد مولوی عبدالرزاق صاحب تحصیلدار

راپول وینکٹیشور راؤ
بنام
راپول رامنا

وقت نے بتاریخ ۷ ، امرداد ۱۳۳۶ ف بسیط تجویز صادر کی کہ سررشتہ مال کو اپنے سررشتہ کے مقبولہ و منظورہ تبنیت کو جس کی بنیاد پر اوطان متوفیہ کا قطعی فیصلہ ڈویژن سے ہو چکا ہو تاریخ فیصلہ سے تقریباً (۲۰) سال بعد اس کو امر منفصلہ تصور نہ کرنے بلکہ کالعدم و بے اثر قرار دینے کی نسبت کوئی قانون یا صریح نظیر پیش نہیں ہوئی ۔ ایسی حالت میں کوئی وجہ نہیں ہے کہ اُس فیصلہ کو بھی رامنا مفید نہ سمجھیں ۔ متوفی کا فرزند متبنیٰ رامنا قرار پا چکا ہے تو ظاہر ہے کہ وراثت پٹہ میں بدرجۂ اولیٰ دریافت مذکورہ اور اُس کا فیصلہ بالکل مؤثر اور منطبق ہے ۔ چونکہ فرزند متبنیٰ رامنا کو وینکٹیشور راؤ فرزند ہونے کا اقبال ہے ۔ لہذا عذرداری خارج ہو ۔ رامنا اور وینکٹیشو رراؤ بالمساوی نصف نصف کے ورثاء متوفیہ قرار دئے جائیں بغرض تکمیل کارروائی و فیصلہ ہذا ڈویژن میں پیش کیا جائے ۔

اس کی تجویز ثانی پیش ہوئی تو بصیغۂ تجویز ثانی مولوی محمد ابراہیم صاحب تحصیلدار نے بتاریخ ۲۹ آبان ۱۳۴۰ ف تجویز کی کہ نفس کارروائی میں فیصلہ محولۂ بالا اور بیان مادر وینکٹیشور راؤ مورخہ ۳ تیر ۱۳۱۸ ف جس میں اس نے ظاہر کیا ہے کہ اپنے شوہر کی خواہش تھی کہ فرزند صلبی ہی کے نام پٹہ اراضیات کا کیا جائے ۔ لہذا عذرداری منظور پٹہ اراضیات یلماپلی و مرمور و رانتا وینکٹیشور راؤ فرزند صلبی کے نام منظور ۔

مسمی رامنا تجویز بالا کی ناراضی سے ڈویژن میں درخواست مرافعہ پیش کیا تو مولوی سید محی الدین احمد صاحب رضوی مددگار تعلقدار نے بتاریخ ۲۶ ، فروردی ۱۳۴۱ ف بنا منظوری مرافعہ تجویز فرمایا کہ سررشتۂ مال کو اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ تبنیت جائز ہے یا ناجائز ہے اور متبنی مساوی حصہ کا مستحق ہی نہیں ہے اور نہ تحقیقات تبنیت بضمن دریافت وراثت ہو سکتی ہے ۔ مرافع کو بربناء تبنیت حق کا ادعاء ہے تو دیوانی سے استقرار حق کی ڈگری حاصل کر سکتا ہے تجویز زیر مرافعہ درست نے قابل دست اندازی ہے ۔

تجویز بالا کی ناراضی کا صوبہ داری میں اپیل پیش ہوا تو جناب مسٹر داراب جی پاوجی صاحب جینا ئی صوبہ دار ورنگل نے درخواست مرافعہ منظور کرتے ہوئے تجویز صادر فرمائی کہ متوفیہ کے دو فرزندان ہیں جن کے حقوق مساوی قرار پا چکے ہیں بوقت وراثت اوطان مادر نے ہر دو فرزندان کے حقوق قبول کیا ہے

راپول دیکھیٹ وراولی
بنام
راپول امنا

جبکہ ایک باپ کے دو فرزنداں شاستراً مساوی حقوق رکھتے ہیں تو اراضیات کے پٹہ سے فرزند متبنٰے جو بقبولہ فریقین ہے محروم نہیں کیا جاسکتا جبکہ اوطان کی وراثت منظور ہوئی اُسی وقت اراضیات کی وراثت بھی بموجب وراثت اوطان منظور ہو جانا چاہئے تھا بہر حال ہر دو برادراں مساوی کے حصہ دار ہیں ۔ وراثت اراضیات ہر دو فرزنداں کے نام بمساوی حصہ منظور کی جاتی ہے فیصلہ صوبہ داری کی ناراضی سے محکمۂ ہذا میں مرافعہ دائر ہوا ہے جس کے عذرات کا ماحصل یہ ہے ۔

عذرات

ف ۱ ۔ محکمۂ صوبہ داری کو اصول وراثت متعلقہ صیغۂ مال کی نسبت غلط فہمی ہوئی ہے جبکہ مرافعہ علیہ کی تبنیت نزاعی ہے تو ایسی حالت میں تبنیت کی تحقیقات کرنا اور اس کی نسبت فیصلہ کرنا خلاف قانون ہے محکمۂ مال کو متوفیٰ کا سیدھا وارث کون ہے اسپر غور کرنا چاہئے ۔ محکمۂ صوبہ داری نے اسپر لحاظ نہیں فرمایا اس لئے فیصلہ تحت قابل تنسیخ ہے ۔

ف ۲ ۔ مرافع متوفیٰ کا فرزند حقیقی بغرض وراثت رجوع ہوا اور مرافعہ علیہ بربناء تبنیت دعویدار ہوا تو محکمۂ مال کو چاہئے کہ اسکو ہدایت کرے کہ عدالت سے استقرار تبنیت کی ڈگری حاصل کرے ۔ لیکن ایسا نہ کرکے تبنیت کے متعلق وراثت کی کارروائی میں جو تصفیہ ہوا ہے صریحاً خلاف قانون ہے ۔

ف ۳ ۔ محکمۂ صوبہ داری کی تجویز کہ ہر دو فرزندان کے نام مساوی حصہ منظور کیا جاتا ہے خلاف ورزی قانون حالیہ ہوتی ہے بلحاظ اس کے کہ جائنٹ پٹہ کا عمل ناپسندیدہ و ممنوع قرار دیا گیا ہے ۔

ف ۴ ۔ کارروائی تبنیت کا من مرافع پابند نہیں ہے اس لئے کہ اس وقت مرافع کی عمر تقریباً (۱۲) سال کی تھی اور زیر ولایت ماموں مسمی کپل بچیا کے تھا ایسی حالت میں مرافع کی والدہ کو کوئی حق کسی وطن وغیرہ کے عطاء کرنے کے متعلق قطعاً حاصل نہیں ہے اور نہ مرافع اپنے والدہ کے بیانات یا عمل کا کسی طرح قانوناً و انصافاً پابند کرایا جاسکتا ہے ۔

حکم عالیجناب مسٹر ٹی ۔ جے ٹاسکر اسکوائر منصرم صدر المہام بہادر مال ۔

تمہید ۔ مثل پیش ہوئی بحث وکلا فریقین ۱۸ ۔ فروردی ۱۳۴۲ ف کو سماعت کی گئی حسب ذیل شجرہ خاندان ملاحظہ طلب ہے ۔

راپول وینکٹیشور راؤ
بنام
راپول رامنا

پالم لچھمکا بیوہ - راپول پداکشٹیا (فوت ۱۳۱۷ف)

راپول وینکٹیشور راؤ — فرزند صلبی مرافعہ گزار
راپول رامنا — فرزند متبنٰے غیر منظورہ سرکار مرافعہ علیہ

متوفی راپول پداکشٹیا کے وطن اور مکانات کی حد تک کارروائی ۱۳۱۵ف میں ہوئی اور ایک زمانہ دراز کے بعد ۱۳۴۱ف میں اب وراثت پٹہ اراضی کی کارروائی پیش کی جارہی ہے -

فریق اول یہ کہتا ہے کہ فریق ثانی کے اثر کی وجہ سے یہ کارروائی اتنے عرصہ تک ملتوی رہی - ممکن ہے کہ ایسا ہو - لیکن اس تحقیقات میں جانے کی ضرورت نہیں - اب سوال صرف یہ ہے کہ اراضی کے پٹہ کی کارروائی بھی کیوں نہ اسی اصول پر طے کی جائے جیسے ۱۳۱۸ف میں وطن اور مکانات کی کارروائی طے ہوئی ہے میرے خیال میں کوئی دوسرا اصول نافذ ہو ہی نہیں سکتا -

فریق اول کا یہ بیان ہے کہ وطن اور مکانات کی کارروائی میں متوفے کی وصیت کو مدنظر رکھا گیا تھا جو پالم لچھمکا کے بیان مورخہ ۳ شہریور ۱۳۱۸ف میں ضمناً درج ہے - اس وصیت کے مطابق فرزند متبنٰے (مرافعہ علیہ) کے نام باوجود متبنیت غیر منظورہ سرکار ہونے کے ایک موضع کا وطن ہوا اگر اس سے قطع نظر کیا جائے تو مرافعہ علیہ کے نام کبھی وطن نہیں ہو سکتا یعنے اگر وصیت نہ ہوتی اور معمولی وراثت کی کارروائی ہوتی تو بوجہ اس کے کہ مرافعہ علیہ متبنٰے منظورہ سرکار نہ تھا اس کے نام کبھی وطن نہیں ہوتا - پس یہ صاف ظاہر ہے کہ وصیت کے بموجب یہ سب عمل ہوا - وصیت کا ایک مسلمہ قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص اس کے ایک جزو سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ دوسرے جزو سے انکار نہیں کر سکتا - (کلکتہ جلد ۴۴ ص ۵۴۱ - انڈین کیسز جلد ۴۰ ص ۶۵۰) پس میری رائے میں اب دفعہ (۵۹) قانون مالگزاری کے تحت عمل ہونا ضروری ہے اور اس وصیت کے بموجب جس کے ایک جزو پر عمل ہو چکا ہے دوسرے جزو پر بھی عمل کرنا چاہئے - مرافعہ علیہ کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے کہ اس وقت اراضیات کے پٹہ کا مسئلہ درپیش ہے نہ کہ وطن کا - یہ دونوں اراضی پٹہ اور وطن باہم مربوط ہیں اور مختلف طریقہ پر ان پر عمل نہیں ہو سکتا - لہذا

حکم ہوا کہ

میری رائے میں مرافعہ منظور اور استدعاء ہے مرافعہ گذار کے بموجب عمل ہونا چاہئے۔

سنہ ۱۳۴۱ ف
نشان مثل ۸۴/۸۷
منفصلہ ۲۴ ر
تیر سنہ ۱۳۴۲ ف

مرافعہ صیغۂ مال

ایریا وغیرہ — **مرافعان بوکالت پنڈت سری پت راؤ صاحب وکیل**

بنام

سرکار عالی — **مرافعہ علیہ بوکالت مولوی حاجی محمد فیض الدین صاحب وکیل سرکار**

پٹہ کا لاوارثی کے تحت ہراج۔ دفعہ ۶۰ قانون مالگزاری۔ قابض کے حقوق۔ بغیر پٹہ کے قابض بھی رہے تو ہراج کیا جانا۔

واقعات مقدمہ ہذا میں پٹہ دارہ کے فوت ہونے کے بعد مرافع اراضی نزاعی پر قابض ہوگیا اور بہت سال تک قابض بھی رہا اب اُس کا عذر ہے کہ اراضی ہراج نہیں کی جاسکتی۔

تجویز ہوئی کہ مقدمہ زیر بحث میں بوجہ اس کے کہ تحصیل کی تجویز عطائے پٹہ قلع سے ٹوٹ گئی اور کارروائی کا سلسلہ ابتک جاری ہے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ پٹہ مرافعہ گزار کے نام پختہ ہوچکا تھا ایسی صورت میں دفعہ (۶۰) قانون مالگزاری کے تحت کارروائی ہونی چاہئے۔

واقعات یہ ہیں کہ ایرما زوجہ سنگیا کے نام سروے نمبرات (۶۲۹ و ۶۵۴ و ۶۶۹ و ۶۶۴ و ۶۷۴ و ۶۲۴) تری و خشکی و سروے (۲۰۰) خشکی واقع موضع ویمٹ تعلقہ ناگر کرنول کا پٹہ تھا وہ لاوارث فوت ہوئے تو ابتداً محمد حسین نے سنہ ۱۳۲۷ ف میں کارروائی ہراج آغاز کرنے تحصیل میں درخواست کی۔ تحصیل سے کارروائی آغاز کی گئی۔ سنہ ۱۳۳۱ ف تک اشتہار نیلام جاری ہوتا رہا جس کی تعمیل بھی ہوئی۔ لیکن خواہشمند پیدا نہ ہونے سے ماہ آذر سنہ ۱۳۳۲ ف میں اشتہار عذرداری تحصیل سے جاری کیا گیا (تعمیلی اشتہار شریک مثل ہے) اور اس اثناء میں درخواست گذار بھی فوت ہوگیا۔ اشتہار عذرداری جاری ہونے پر مسمی ویم ریڈی نرسلو ہراج حق مقابضت کی درخواست ۱۷ اردی سنہ ۱۳۳۲ ف کو تحصیل میں دی اور مسمیان راگی سائنا و بلیا پدران مرافعین نمبر (۱ و ۲) نے بتاریخ ۱۸ مہر و سنہ ۱۳۳۲ ف ایک درخواست پیش کی کہ سروے نمبر (۲۰۰) پر تقریباً تیس سال سے قابض و کاشت کرکے رقم سرکاری ادا کر رہے ہیں۔ ہراج حق مقابضت کی کارروائی ملتوی کی جائے اور بعد اخذ ثبوت

مرافعہ بنا راضی تجویز محکمہ صوبہ داری صوبہ میدک مورخہ ۲۵ و ۲۸ فردودی سنہ ۱۳۴۱ ف۔

ایریا
بنام
سرکار عالی

ہمارے نام پٹہ کیا جائے۔

درخواستیں پیش ہونے پر پٹواری سے کیفیت طلب کی گئی تو اس نے اطلاع دی کہ نمبرات صدر کے منجملہ نمبر (۲۰۰) خشکی پر راگی ساکنا ملیا اور دیگر نمبرات پر نمی زسیا (مرافع نمبر ۳) قابض و کاشت کر کے رقم مالگزاری ادا کر رہے ہیں۔ بدریافت معلوم ہوا ہے کہ متوفیہ کو فوت ہو کر تقریباً (۱۵) سال ہوئے اور اس کا کوئی وارث نہیں ہے۔

بناء بریں تحصیل میں تحقیقات آغاز ہو کر ملیا و نمی زسیا کے بیانات مشمولۂ مثل قلمبند کئے گئے اور عذر دار کا حق بوجہ عدم پیروی ساقط کر کے محبوب احمد خاں صاحب تحصیلدار رفت نے بتاریخ ۳۰ آبان ۱۳۳۲ف تجویز کی کہ کاشتکار کی موجودگی میں جس کو حق شکمیداری بوجہ قبضہ دیرینہ حاصل ہو چکا ہے۔ حسب دفعہ (۲۰) قانون مالگزاری حق مقابضت ہراج نہیں کیا جا سکتا ملاحظہ ہو محبوب النظائر سنہ ۱۳۳۲ف صفحہ ۲۶ مراسلہ محکمۂ سرکار نشان (۳۶) ۲۰ فروردی ۱۳۳۰ف اور سروے نمبرات ۲۰۰ کا پٹہ راگی ملیا کے نام اور دیگر مابقی نمبرات کا پٹہ بنام نمی زسیا منظور کیا گیا۔

ڈویژن میں بناراضی تجویز تحصیل ویم ریڈی زسملو نے اپیل پیش کیا تو بتاریخ ۱۹ مہر ۱۳۳۳ف بمقابل فریقین مکمل تحقیقات کا حکم تحصیل کے نام دیا گیا۔ بناء بریں مکرر تحقیقات تحصیل ہو کر بلحاظ قبضہ دیرینہ نمی زسیا و راگی ملیا محمد حیدر صاحب منصرم تحصیلدار نے اپنی تجویز مورخہ ۲ مہر ۱۳۳۵ف میں سابقہ تجویز تحصیل سے اتفاق کیا۔ اس تجویز تحصیل کی ناراضی کا مرافعہ ویم ریڈی زسملو نے ضلع میں کیا تو مولوی سید عزیز الدین علی خاں صاحب اول تعلقدار وقت نے بتاریخ ۱۹ امرداد ۱۳۳۵ف تجویز صادر فرمائی کہ دفعہ (۶۰) قانون مالگزاری میں صاف حکم ہے کہ جب پٹہ دار لاوارث و بلا وصیت کرنے کے فوت ہو تو حق قبضہ ہراج کیا جائیگا۔ کہیں قابض قدیم کے حقوق کی حفاظت نہیں کی گئی ہے پٹہ دار کا حق شکمیدار کو حاصل نہیں ہو سکتا ہے اگر مرافعہ علیہ قابض قدیم ہیں اور ان کو قانوناً حق شکمیداری ہے تو وہ اس ہراج سے متاثر نہیں ہو سکتا ہے بمنظوری مرافعہ ہراج نمبرات کا حکم دیا گیا۔

تجویز تحصیل کا مرافعہ ڈویژن میں کیا گیا تھا جو بوجہ مجاز سماعت نہ ہونے کے مثل ضلع میں

ایریا
بنام
سرکار عالی

منتقل و مقدمہ کی سماعت ہوئی ہے ۔ بنا راضی تجویز ضلع صوبہ داری میں مرافعہ ایریا وغیرہ نے کیا تو صوبہ دار صاحب صوبہ میدک نے بہ نامنظوری مرافعہ فیصلہ زیر اپیل صادر فرمایا گیا کہ مرافعین کی حیثیت محض قولداروں کی ہے جو تجویز صاحب ضلع نے کی ہے نا قابل دست اندازی ہے فیصلہ صوبہ داری کی ناراضی سے محکمۂ ہذا میں درخواست اپیل پیش ہوئی ہے جن کے عذرات کا ماحصل یہ ہے ۔

عذرات

ف ۱ ۔ جناب صاحب ضلع نے شخص غیر مجاز کے مرافعہ پر خلاف روئداد جو فیصلہ صادر کیا ہے ۔ لائق بحالی نہیں ہے ۔ تحصیل و ڈویژن کے فیصلہ مبنی بر انصاف ہیں ۔

ف ۲ ۔ پٹہ دارہ کو فوت ہو کر بارہ سال سے زائد گذر چکے ہیں مرافعان اراضیات پر پٹہ دارہ کی حیات سے ہی باد ائی زر مالگزاری قابض و متصرف ہیں ۔ اس لحاظ سے حقوق پٹہ بھی حاصل ہو چکے ہیں اور بلحاظ دفعہ ۷ ۶ قانون مالگزاری وہ شکمیدار ہیں ۔

ف ۳ ۔ محکمۂ مال سے قبضہ زائد از تین سالہ کسی صورت سے نہیں ہٹایا جاتا ۔

ف ۴ ۔ کارروائی لاوارثی میں جب سائلاں قابض ہیں تو کسی طرح اراضی ہراج نہیں ہو سکتی ۔ بلکہ سائلاں کے خلاف بصیغۂ لاوارثی دعوے ہونا چاہئے ۔

ف ۵ ۔ اگر کسی وجہ سے درخواست ہذا کی سماعت بصیغۂ مرافعہ نہ ہو سکے تو بحیثیت نگرانی سماعت فرمائی جائے ۔

حکم عالیجناب مسٹر ڈی ۔ جے ٹاسکر اسکوائر منصرم صدر المہام بہادر مال ۔

تمہید ۔ مثل پیش ہوئی ۔ بحث وکلاء فریقین ۵ ۱۸ اسفندار ۱۳۴۲ف کو سماعت کی گئی ۔

فریق اول کا بڑا استدلال یہ ہے کہ میں (۳۰) سالہ قابض ہوں اس لئے اب نمبرات ہراج نہیں ہو سکتے اس نے اپنی تائید میں نظیر وینکٹیش بنام جیونت راؤ بیش کی (دکن لاء رپورٹ جلد ۱ ۲ حصہ مالگزاری ۷ ص ۶۹) اور زائد از یکسالہ قبضہ کو اٹھا دینے میں سررشتہ مال کو غیر مقتدر قرار دیا ۔

فریق ثانی نے یہ جواب دیا کہ ۳۲ف کے پہلے مرافعہ گذار بلا پٹہ قابض تھا اس کے بعد سے

ایریا
بنام
سرکار عالی

سنہ ۳۲ ف سے منسوخی پٹہ تک قابض تحت پٹہ قابض تھا چونکہ پٹہ دار سابقہ لاوارثہ تہی اس لئے تحت دفعہ (۶۰) قانون مالگزاری ایسی اراضی کا ہراج لازمی ہے -

معائنہ مثل سے واضح ہوتا ہے کہ مولوی محبوب احمد خاں صاحب تحصیلدار وقت نے ۳۰ آبان سنہ ۱۳۳۲ ف کو سروے نمبرات مندرجہ حاشیہ { ۶۴۷ - ۶۴۶ - ۶۴۵ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - } کا پٹہ ٹمی ترسیا کے نام منظور کیا تھا اور سروے نمبر ۲۰۰ کا پٹہ راگی بلیا کے نام منظور کیا تھا - لیکن اس کے بعد ویم ریڈی ترسلو نے مرافعہ ۲۱ دے سنہ ۳۳ ف کیا اور کارروائی تحقیقات مکرر کے لئے تحصیل میں واپس ہوئی - تحصیلدار صاحب نے بعد تحقیقات ۲ مہر سنہ ۳۵ ف کو تجویز سابقہ بحال رکھی جس کا مرافعہ ضلع میں ہوا - ضلع سے ۱۹ امرداد سنہ ۳۸ ف کو مرافعہ منظور رہوا اور صوبہ داری نے بھی بالآخر اس تجویز کو بحال رکھا اس سلسلہ کارروائی سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی سنہ ۳۲ ف کے پہلے مرافعہ گذاراں بلا پٹہ قابض اراضی تھے اور جب سنہ ۳۲ ف میں ان کے نام پٹہ ہوا تو فوراً مرافعے شروع ہوگئے اور ابتک کارروائی جاری ہے چونکہ تجویز تحصیل جو پٹہ کرنے کی بابت تہی مرافعہ میں ٹوٹ گئی اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مرافعہ گزاروں کے نام پٹہ منظور رہوا یا وہ تحت پٹہ قابض ہیں - ان کا قبضہ بلا پٹہ سمجھا جائیگا وکیل صاحب مرافعہ گذار نے جو نظیر وینکٹیش بنام جیونت راؤ پیش کی ہے وہ صادق نہیں آتی اس لئے کہ اُس مقدمہ میں سکھارام پٹواری کے نام پٹہ ہوچکا تہا جس کا کہیں مرافعہ نہیں ہوا اس لئے وہ خود اور اُس کے فرزند پٹہ سے متمتع ہو کر فوت ہوگئے اور اسکی پوتی بھیما بائی کے نام پٹہ ہوا - یہی وجہ تھی جو وہ فسخ نہیں کیا گیا - لیکن مقدمہ زیر بحث میں بوجہ اس کے کہ تحصیل کی تجویز عطائے پٹہ ضلع سے ٹوٹ گئی اور کارروائی کا سلسلہ ابتک جاری ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پٹہ مرافعہ گزار کے نام پختہ ہوچکا تھا - ایسی صورت میں دفعہ (۶۰) قانون مالگزاری کے تحت کارروائی ضرور ہے لہذا صوبہ داری اور ضلع سے جو تجویز ہوئی ہے وہ درست ہے - البتہ یہ واضح کر دیا جاتا کہ ہراج صرف پٹہ داری حقوق کا ہوگا جو شکمیداری کے دعاوی کے تابع ہوگا اور شکمیدار ہراج میں بولی بھی لگا سکتے ہیں لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور رہے

سنہ ۱۳۴۰ف
نشان مثل ۴۸/۸۳
منفصلہ ۹ مہر آبان سنہ ۱۳۴۲ف

مرافعہ صیغۂ مال

پنگل وینکٹ راما ریڈی دیسکھ — مرافع بوکالت مسٹر ترمل راؤ صاحب وکیل

بنام

بھیراج نرسھواں راؤ فوت قائمقام وینکٹ رام راؤ وغیرہ — مرافعہ علیہم بوکالت مولوی احمد سعید خانصاحب وکیل

تبدیل نام کا اثر - قابض کے حقوق - ڈگری کی تعمیل لازمی ہونا -

تجویز ہوئی کہ (۱) تبدیل نام محض ایک کاغذی عمل ہے جو کسی صورت میں حقیقی قابض اراضی کے حقوق پر خواہ کچھ بھی ہوں اثر پذیر نہیں ہو سکتا -

(۲) سررشتۂ مال کے لئے یہ درست نہیں کہ ڈگری کی تعمیل سے انکار کرے بلکہ اس قسم کے مقدمات میں جن میں کارروائی ضابطہ کی پابندی ضروری ہو عمل میں لائی جانی چاہئے -

واقعات یہ ہیں کہ راجہ صدر المہام صاحب مال آنجہانی کے اجلاس پر بتاریخ ۲۵ بہمن سنہ ۱۳۳۲ف مسمیان شیشیا - لمیا وغیرہ (۱۵) نفر رعایائے موضع ویرییوار اور پلی تعلقہ ورنگل نے ایک درخواست شکایتی پیش کی کہ مسمی نرسھواں راؤ پٹواری کے ساتھ ابتدائی زراعت تخمیناً (۳۳) سال سے ہم کاشت کرتے چلے آرہے ہیں جس سے قانوناً ہم کو حیثیت شکمیداری حاصل ہو چکی - مکانات و باؤلیات و کوٹھ وغیرہ بھی تیار کئے ہیں - اب بدنیتی سے نرسھواں راؤ اراضی زراعتی سے ہم کو بیدخل کرنا چاہتا ہے مظالم پر آمادہ ہے اور چھ ہزار روپیہ نذرانہ کا خواستگار ہے لہذا مظالم سے نجات دلائیں اور تحت کے نام ضروری تحقیقات کے بعد کاغذات سرکاری میں ہماری شکمی درج کرنے احکام جاری ہوں - الخ اس پر محکمۂ سرکار سے ذریعہ مراسلہ نشان (۷۷۹) مورخہ ۲۷ بہمن سنہ ۳۴ف ضلع کے نام بعد دریافت فیصلہ کرنے اور تا فیصلہ مزارعین اراضی سے بیدخل نہ ہونے کے احکام جاری کئے گئے - ضلع سے تحصیل کے نام منتقلی پٹہ کا عمل بنام نرسھواں راؤ نہ کرنے اور ڈویژن کو بعد تحقیقات نتیجہ سے اطلاع دینے حکم دیا گیا - تحصیل نے اطلاع دی کہ منتقلی اراضی کی کارروائی تحصیل میں پیش نہیں ہوئی ہے - لیکن ڈویژن میں اس کی تحقیقات عمل میں آئی اور پیشیاں تبدیل ہوتی رہیں - بتاریخ ۱۵ مہر سنہ ۱۳۳۵ف نرسھواں راؤ پٹواری کی جانب سے صلحنامہ پیش کیا گیا کہ رعایا تقریباً ۳۵ سال سے میرے پٹہ اراضی میں کاشتکا

مرافعہ بنا راضی تجویز مسٹر دار ابجی صاحب چینائی صوبہ دار صوبۂ ورنگل نشان انفصال (۱۸۲) مورخہ ۲۲ تیر سنہ ۱۳۳۹ف -

پنگل وینکٹ
راما ریڈی
بنام
پیراج نرسہواں راؤ

و قابض رہیں بموجب دفعہ ۷۶ مجموعۂ مالگزاری حق شکمیدار حاصل ہے اس وجہ سے ان نمبرات کی منتقلی کی کارروائی بھی بمعاوضہ ([illegible]) روپیہ بنام رعایا کر رہا ہوں اب کوئی جھگڑا باقی نہ رہا۔ صلح کر لیتا ہوں۔ مقدمہ ختم کر دیا جائے۔ رعایا نے بھی رضامندی کی درخواست پیش کی تو خواجہ الطاف حسین صاحب مددگار تعلقدار نے بتاریخ ۱۸ مہر ۱۳۳۵ف تجویز صادر فرمائی کہ فریقین کیجانب سے صلحنامہ پیش ہوا ہے اور وکیل صاحب رعایا نے نرسہواں راؤ کا تحریر شدہ ایک قول بھی پیش کیا جس میں لکھدیا گیا ہے کہ رعایا اراضی کو صاف کر کے کاشت کرینگے تو بعد ختم مدت اراضی کا پٹہ رعایا کے نام کرادیگا بموجب قول رعایا بلا ادائی معاوضہ پٹہ کی مستحق ہے۔ مگر جھگڑوں سے نجات کے مدنظر دو ہزار روپیہ دینے کے لئے آمادہ ہیں اور صلح کے بعد ختم کارروائی کی خواہش ہے تو اس کی صراحت ضروری ہے کہ اگر کسی وجہ سے نرسہواں راؤ اراضی منتقل بھی نہ کرسکے تو رعایا کو اس کے مقبوضہ اراضی سے بیدخل کرنیکا کوئی اختیار کسی کو حاصل نہ ہوگا۔ لہذا بوجہ پیش سازی صلحنامہ مقدمہ خارج۔ مثل ضلع ۸/۵۹ بابتہ ۱۳۳۵ف سے ظاہر ہے کہ دوران کارروائی ڈویژن مسمیان پنگل وینکٹ راما ریڈی و وینکٹ رامراؤ قائم مقام مرافعہ علیہ نمبر (۱) نے بمقابلہ نرسہواں راؤ بربناء بیع اراضیات پٹہ مابہ البحث موازی (مار ۱۶ یکر ۴ گنٹہ) رقمی ([illegible]) کی ڈگری عدالت سے یکم اسفندار ۱۳۳۴ف کو حاصل کی اور تعمیل ڈگری کے لئے مرافع ضلع میں رجوع ہونے سے تحصیل سے اراضی زیر ڈگری کے بقائے کی نسبت دریافت کیا گیا تو تحصیل نے جواب دیا کہ وینکٹ رامراؤ کے ذمہ ([illegible]) بقایا ہے اس کے بعد تحصیل سے درمیانی مراسلت ہونے کے بعد نواب نعیم یار جنگ مرحوم اول تعلقدار ضلع ورنگل نے بتاریخ ۲۵ شہریور ۱۳۳۷ف تجویز صادر فرمائی کہ پیراج نرسہواں راؤ پٹواری موضع ویلیر تخمیناً (۳۰) سال قبل رعایا کو اقرارنامہ لکھدیا کہ اراضی کی کاشت کریں تو انکی حیثیت شکمیداری کی رہیگی اور بعد ختم قول پٹہ رعایا کے نام کرادیا جائیگا اس بناء پر رعایا کاشت کر کے قابض رہی بعد میں یکم اسفندار ۱۳۳۴ف میں پٹواری مذکور نے ان زمینات کی بیع و پٹہ پنگل وینکٹ راما ریڈی و پیراج وینکٹ رامراؤ جو اس کا فرزند تھا ہر دو کے نام پٹہ کرنے کی نسبت رضامندی کا اظہار کیا جس کی بناء پر ہر دو کے نام استقرار حق کی ڈگری عدالت سے صادر ہوئی لیکن پٹہ کی کارروائی و استرداد ڈگری کے قبل ہی صدر المہام بہادر مال کے پاس بصراحت وقوعات

پنگل وینکٹ راما ریڈی بنام پراج نرسہواں راؤ

رعایاء کی درخواست پیش ہوئی تو دریافت کا حکم ہوا۔ بدریافت ڈویژن نرسہواں راؤ نے جو بیان دیا ہے رعایاء کے حقوق شکمیداری اور برسوں سے قابض رہنے کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ صاحب ڈویژن نے لکھا ہے بلحاظ دفعہ (۶۷) رعایاء کو حقوق شکمیداری حاصل ہو چکے ہیں اور پٹواری بعوض دو ہزار روپیہ اپنے حق پٹہ داری کو رعایاء پر منتقل کرنے رضامند ہے جبکہ آپس میں صلح ہو گئی تو اس کے موافق عمل کیا جائے۔ دوران کارروائی میں پٹواری اور رعایاء اجلاس پر حاضر ہوئے اور کارروائی منتقلی پیش کی گئی تو تحصیل سے بقایاء دریافت ہونے پر معلوم ہوا کہ (اکسٹھ سو سے) ہیں رعایاء نے دو ہزار داخل کرنے رضامندی ظاہر کی اور پٹواری واقعات سے اعتراف کرنے رضامندی ظاہر کیا۔ چنانچہ حسبہٖ عمل کرنے تحصیل کو لکھا گیا اور حکم دیا گیا کہ اس پٹواری کے دیگر مواضعات پٹہ اس موضع میں موجود ہیں اور استقرار حق کی ڈگری ان نمبرات کے سوا اس موضع کی بھی اراضیات پٹہ پر موجود ہے۔ بہ ضبطی مابقی چھ سو روپیہ وصول کئے جائیں۔ بلحاظ حالات بالا حسب دفعہ ۷۶ قانون مالگزاری محض استقرار حق کی ڈگری کی تعمیل کی ضرورت نہیں ہے۔ رعایاء کے حقوق پس انداز نہ کئے جائیں دیگر اراضیات پٹہ زیر ڈگری کے متعلق بعد وصول بقایاء کوئی عذر نہ ہو تو حسب ضابطہ ڈگری کی تعمیل کی جائے۔

تجویز ضلع کی ناراضی کا مرافعہ صوبہ داری ورنگل میں پیش ہوا تو عندالاپیل جناب صوبہ دار صاحب نے بتاریخ ۲۲ تیر ۱۳۳۹ف بعد سماعت بحث وکلاء فریقین تجویز صادر فرمائی کہ اس کارروائی میں نرسہواں راؤ کی چالاکی ضرور ہے کہ اس نے بلا قبضہ ایک طرف حقوق رعایاء تسلیم کیا اور دوسرے طرف بیعنامہ بھی تحریر کر دیا۔ مرافع کس حیثیت سے سررشتہ مال میں فریق ہو سکتا ہے جبکہ وہ پٹہ دار نہیں ہے اور نہ قابض اراضی ہے۔ اصولاً مرافع کو ڈگری عدالت سے ان اراضیات پر کوئی حقوق پیدا نہیں ہو سکتے اور نہ سررشتہ مال ایسی ڈگری استقرار کی تعمیل راست کر سکتی۔ چونکہ ڈگری عدالت رعایاء کے مقابلہ میں نہیں ہے جو قابض اراضی ہیں تو رعایاء کے مقابلہ میں کوئی اثر نہیں رکھتی ہے اور نہ استقرار حق کی ڈگری تعمیل کرائی جا سکتی ہے میری رائے میں فیصلہ ضلع نادرست نہیں ہے مرافع کو اگر کوئی چارہ کار ہے تو وہ عدالت میں رجوع ہو کر اپنے نقصان کی تلافی کر سکتا ہے لہذا مرافعہ نامنظور فیصلہ تحت بحال۔

وینکٹ راما ریڈی
بنام
نرسمہا راؤ

بنا راضی فیصلہ صوبہ داری ینگل وینکٹ راما ریڈی نے درخواست مرافعہ ثانیہ محکمۂ ہذا میں بتاریخ ۸ ہر فروردی ۱۳۴۰ف بعذرات ذیل پیش کیا ہے۔

عذرات

ف ۱۔ محکمہ جات تحت نے دفعہ (۷۶) قانون مالگزاری اراضی کے منشاء کو سمجھنے میں سخت غلطی فرمائی ہے۔

ف ۲۔ بیعنامہ بحق مرافع کی تکمیل کے بعد جو کارروائی مابین مالک ماقبل و قولداران اراضی میں عمل میں آئی ہے وہ کالعدم و ناقابل تعمیل ہے۔

ف ۳۔ قولداران اراضی کو بمقابلہ من مشتری کوئی حق کرایا نے پٹہ کا حاصل نہیں ہے۔

ف ۴۔ منجانب مرافع بمقابلہ قولداران قبضہ دہانی کی کارروائی نہیں کی گئی ہے سررشتۂ مال میں قولداراں کی عذرداریاں دیوانی میں خارج ہوچکی ہیں اور یہ تصفیہ کیا گیا کہ ڈگری استقرار کرایا نے پٹہ سے ان کے حقوق شکمی و قبضہ متاثر نہیں ہوسکتے۔

ف ۵۔ ڈگری استقراری ایک قطعی ڈگری ہے جس کی تعمیل ہوسکتی ہے۔ پس ایسی حالت میں تعمیل سے انکار صحیح نہیں ہے۔

ف ۶۔ مرافع کی جانب سے ڈگری استقراری کی تعمیل کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے صحیح و ناقابل اعتراض ہے کیونکہ اس کی تعمیل بتوسط عدالت نہیں کرائی جاسکتی بلکہ محکمہ جات متعلقہ سے کرائی جاسکتی ہے۔

ف ۷۔ دیگر عذرات بوقت بحث عرض کئے جائیں گے۔

استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ بہ تنسیخ فیصلہ جات تحت ڈگری عدالت کی تعمیل میں مرافع کے نام بمراتب ڈگری شدہ کا پٹہ کرنے حکم صادر فرمایا جائے۔

حکم عالیجناب ٹی۔ جے ٹاسکر اسکوائر منصرم صدرالمہام بہادر مال۔

تمہید۔ وکلاء فریقین کی بحث بتاریخ ۱۶ اہر شہریور ۱۳۴۲ف سماعت کی گئی۔ مرافعہ گذار یہ بیان کرتا ہے کہ مقدمۂ ہذا میں وہ قبضہ کا مستدعی نہیں ہے بلکہ فی الحقیقت بجز اپنا نام بحیثیت پٹہ دار کاغذات سرکاری میں درج ہونے کے اور کسی امر کا خواہاں نہیں ہے۔ لیکن مرافعہ علیہم یہ بیان کرتے ہیں کہ

وینکٹ راماریڈی
بنام
نرسہواں راؤ

چونکہ وہ فریق مقدمہ نہیں تھے - لہذا وہ ڈگری سے متاثر نہیں ہوسکتے اور یہ کہ ہر مقدمہ میں عمل ورگ مبادلہ کی کارروائی ضابطہ معمولاً ہونی چاہیئے -

یہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ مرافعہ علیہم کیوں استقدر خائف ہیں - تبدیل نام محض ایک کاغذی عمل ہے جو کسی صورت میں حقیقی قابض اراضی کے حقوق پر خواہ کچھ بھی ہوں اثر پذیر نہیں ہوسکتا - سررشتہ مال کے لئے یہ درست نہیں کہ ڈگری کی تعمیل سے انکار کرے بلکہ اس قسم کے مقدمات میں جس میں کارروائی ضابطہ کی پابندی ضروری ہو عمل میں لائی جانی چاہیئے - نظر بران

حکم ہوا کہ

مرافعہ منظور -

مرافعہ صیغۂ مال

نشان مسل ۳۴۲ سنہ ۱۳۴۲ ف
منفصلہ ۲۸ دے سنہ ۱۳۴۲ ف

شرنیا وغیرہ — مرافعان بوکالت مولوی حافظ عبدالعلی صاحب ایڈوکیٹ و مولوی سید سعید حسن صاحب رضوی وکیل

بنام

بٹپا — مرافعہ علیہ بوکالت پنڈت بھیما چاری صاحب وکیل

تصفیہ جواز وصیت نامہ -

تجویز ہوئی کہ وصیت نامہ کے جواز کا مسئلہ ایسا ہے جس کا تصفیہ عدالت دیوانی سے ہونا چاہیئے -

واقعات یہ ہیں کہ مسمی بسوراج عرف بسون گوڑہ پٹہ دار سروے نمبرات (۹-۱۲-۱۸۵-۱۷۶) موازی (۸۰ ایکر ۲۰ گنٹہ) محاصلی (۸۰ روپیہ) واقع موضع گنیگل و نمبرات ۴۴ و ۴۵ موازی (۱۷ ایکر ۱۱ گنٹہ) محاصلی (۳۰ روپیہ) موقوعہ موضع بیلگل فوت ہونے کی اطلاع پٹیل پٹواری موضع نے ذریعہ رپورٹ نشان (۲) مورخہ ۲۰ بہمن ۱۳۴۰ ف تحصیل میں دی اور تختہ وراثت میں متوفے کے ورثاء مسماۃ شیوما علاتی ماں اور مسمی بٹپا بھانجہ متوفے (مرافعہ علیہ) کا نام بتلا کر یہ رائے دی کہ متوفے نے ذریعہ وصیت نامہ اپنی جائداد کا مالک مسمی بٹپا بھانجہ (مرافعہ علیہ) کو قرار دیا ہے جس سے شیوما علاتی ماں متوفے کو بھی اختلاف نہیں ہے - لہذا متوفے کی وراثت اس کے بھانجہ بٹپا

شرنیا بنام بٹیا

کے نام منظور فرمائی جائے اسپر تحصیل سے بذمہ داری اہلارہ ۲۰ر بہمن ۱۳۴۰ف کو منظوری دیگئی۔
۴۲ر آبان ۱۳۴۰ف کو مرافعان (شرنیا وایرنیا وغیرہ) نے تحصیل میں عذر داری پیش کی کہ
پٹہ دار متوفے (بسوراج) نابالغ معمرہ (۱۵) سال تھا اور عذر داران (مرافعان) متوفے کے
ہمجدی قرابتدار ہیں۔ دعویدار بٹیا (مرافعہ علیہ) کو اس خاندان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہذا اراضیات
کا پٹہ عذر داران شرنیا وغیرہ (مرافعان) کے نام منظور فرمایا جائے۔
تحصیل سے بعد تحقیقات باخذ ثبوت وتردید ۱۲ر فروردی ۱۳۴۱ف کو یہ تجویز ہوئی کہ "بصورت
وراثت محکمۂ مال میں وارث اقرب دیکھا جاتا ہے متوفے کی وارث اقرب اُس کی سوتیلی ماں ہے
لیکن پٹہ دار متوفے نے ذریعہ وصیت نامہ بٹیا بھانجہ (مرافعہ علیہ) کو وارث قرار دیا ہے اور
سوتیلی ماں کو بھی وصیت سے اختلاف نہیں ہے۔ اس لیے تحت دفعہ (۵۹) قانون مال
متوفے کی وراثت اُس کے بھانجہ بٹیا (مرافعہ علیہ) کے نام قابل منظوری ہے اور عذر داری لائق
اخراج ہے" مثل بغرض منظوری ڈویژن میں روانہ کردیگئی تو عذر داران رجوع ڈویژن ہوئے
اور ڈویژن سے بقرار داد تاریخ پیشی تحقیقات فرمائی جاکر عذر داران شرنیا وغیرہ (مرافعان) کا
حق بمقابلہ مرافعہ علیہ (بٹیا) مرجح قرار دیکر یہ تجویز فرمائی کہ "بسوراج پٹہ دار متوفے کی وراثت
عذر داران شرنیا وایرنیا (مرافعان) کے نام منظور کی جاتی ہے۔ مواضعات بیلگل وگنگل
تعلقہ دیودرگ میں جو اراضیات متوفے کے نام پٹہ پر ہیں اُن کا پٹہ بضمن وراثت عذر داران مذکرہ
صدر کے نام کیا جائے گا"

اس تجویز ڈویژن کی ناراضی سے مسمی بٹیا نے محکمۂ صوبہ داری میں مرافعہ کیا تو محکمۂ صوبہ داری
سے تجویز تحصیل کے ساتھ اتفاق فرماتے ہوئے فریق ناراض کو عدالت دیوانی کی ہدایت دی گئی
اب اس تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے مسمیان شرنیا وایرنیا نے اندرون میعاد بعذرات
ذیل مرافعہ پیش کیا ہے۔

عذرات

۱۔ صوبہ دار صاحب کا یہ استدلال کہ ملک سرکار عالی میں بلوغیت کی عمر (۱۵) سال ہے غلط
ہے بلکہ (۱۶) سال ہے اور بوقت فوتی بسوراج اُس کی عمر ۱۴ سال (۹) ماہ تھی اس کے لحاظ سے

شر نیا
بنام
بٹیا

وصیت ناجائز ہے۔

(۲) وراثت خواہ نے متوفی بسوراج کی عمر بڑھانے میں ہم عذرداروں کے نقول حاصل کیا اور اصل کاغذات میں جعل کیا اُس پر صوبہ دار صاحب نے کوئی توجہ نہیں فرمائی وغیرہ وغیرہ لہذا مرافعہ منظور و تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب لفٹنٹ کرنل سیسٹر یخ صدر المہام بہادر مال۔

تمہید۔ وکلاء فریقین حاضر ہیں وکیل شیوتا بھی حاضر آئے ہیں جو اس وقت بحیثیت مرافع رجوع ہوئی ہے۔ مقدمۂ ہذا کا تعلق وراثت متوفی بسوراج سے ہے چونکہ فریقین خاندان کے منقسمہ ہونے پر متفق ہیں اس لئے متوفی کی وارث قریبی مسلمہ طور پر اُس کی والدہ ماں شیوما ہے۔ لیکن تحصیلدار صاحب نے اپنی تجویز مورخۂ ۲۰ بہمن ۱۳۴۱ف میں بر بناء وصیت نامہ جو بسوراج نے بحق بٹیا تحریر کیا ہے اور برضامندی شیوما بٹیا کا نام بحیثیت پٹہ دار نمبرات زیر نزاع رجسٹر جمعبندی میں شریک کرنے کا حکم دیا۔

بعد ازاں موجودہ مرافعان شر نیا و ویر نیا نے اس پٹہ کی نسبت اس بناء پر عذرداری کی کہ وصیت نامہ ناجائز تھا۔ تحصیل میں باضابطہ تحقیقات آغاز ہوئی اور نتیجۃً شر نیا اور ویر نیا کی عذرداری خارج ہوئی۔ لیکن جب کارروائی بغرض منظوری ڈویژن میں پہونچی تو ڈویژنل افسر صاحب نے شر نیا اور ویر نیا کے حق میں تجویز کی اور ان کے نام وراثت منظور کی گئی۔ بٹیا نے صوبہ داری میں مرافعہ پیش کیا جہاں پر لہ تجویز تحصیل کو برقرار رکھا گیا۔ شر نیا اور ویر نیا نے اب بنا راضی تجویز صوبہ داری محکمۂ سرکار میں مرافعہ دائر کیا ہے۔

شریک معتمد صاحب کی اس رائے سے مجھے اتفاق ہے کہ وصیت نامہ کے جواز کا مسئلہ ایسا ہے جس کا تصفیہ عدالت دیوانی سے ہونا چاہیئے اور تا تصفیہ پٹہ شیوما کے نام منظور ہونا چاہیئے جس کی اپنے حقوق سے دستبرداری صریحاً بسوراج متوفی کی وصیت پر عمل کرنے پر مشروط تھی۔ مرافعان یا بٹیا فوت شدہ کے قائمقاماں اگر چاہیں تو عدالت دیوانی میں رجوع ہو سکتے ہیں۔

مرافعہ صیغۂ مال

ف ۱۳۴۲
نشان مثل ۸۷/۵۷
منفصل ۲۸ دے
۱۳۴۳ ف

گوئندراؤ وغیرہ مرافعان بوکالت پنڈت گوئندراؤ صاحب وکیل

بنام

مانک راؤ وغیرہ مرافعہ علیہم بوکالت پنڈت راماچاری صاحب وکیل

خاندان کے اشتراک وانقسام کا تصفیہ عدالت دیوانی سے ہونا چاہیئے۔

تجویز ہوئی کہ کوئی خاندان مشترکہ ہے یا منقسمہ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ اس کا تصفیہ عدالت دیوانی سے ہونا چاہیئے۔

واقعات یہ ہیں کہ مسمی دھونڈو ولد مہادیو پٹواری چار مزرعہ جات پیر مقرر واڑی - خورد واڑی ستر واڑی - داگجی واڑی تحت اوسہ کا پرداڑی حسب فیصلہ محکمہ سرکار بصیغہ مال مورخہ ۱۵ اسفندار ۱۳۳۴ف تھا۔ بتاریخ ۱۴ مہر ۱۳۳۷ف فوت ہوا۔ مالی پٹیل نے فوتی پٹواری کی رپورٹ تحصیل میں روانہ کرکے لکھا کہ متوفیٰ کو کوئی اولاد از قسم ذکور نہیں ہے ایک بیوہ اور تین لڑکیاں ہیں۔ اس پر تحصیل سے حسب ضابطہ اشتہار حضوری ورثاء اجراء ہوا۔ ۱۹ مہر ۱۳۳۷ف کو مسمی گوپال راجہ رام (پدر مرافعان) نے تحصیل میں درخواست پیش کی کہ متوفیٰ پٹواری امدادی پٹواری تھا اب امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ من بٹہ دار کو کام کرنے کی اجازت دیجائے۔

۳ آبان ۱۳۳۷ف کو ایک اور دعویدار مسمی مانک راؤ رجوع تحصیل ہوا کہ متوفیٰ سائل کا چچازاد بھائی ہے متوفیٰ کو کوئی اولاد ذکور نہیں ہے۔ صرف ایک بیوہ مسماۃ متھورا بائی ہے جو میرے زیر پرورش ہے۔ میرے نام وراثت منظور فرمائی جائے۔

بتاریخ ۲۲ دے ۱۳۳۸ف منجانب متھورا بائی زوجۂ متوفیٰ درخواست پیش ہوئی کہ اصل وطندار پٹواری مسمی گوپال راجہ رام ہے۔ میرے شوہر کے نام بٹہ پٹواری گری نہیں تھا وہ امدادی پٹواری تھا۔ مجھکو کوئی اولاد نہیں ہے بٹہ پٹوار گری کا کام انجام دینے کا وہ بھی مجاز ہے اور بٹہ دار پٹواری مسمی گوپال راؤ قریب کا وارث ہے لہذا بٹہ دار پٹواری (گوپال راؤ) کو کام کرنے کی اجازت دیجائے اور ۱۲ بہمن ۱۳۳۸ف کو مسماۃ متھورا بائی نے اپنا بیان قلمبند کرایا جس میں اُس نے دستبرداری کے معاملہ پٹہ وطن متوفیٰ بنام گوپال راؤ کرنے کی استدعا کی ہے دوران تحقیقات میں گوپال راؤ (پدر مرافعان) فوت ہوگئے کسے مرافعان کی قائم مقامی قرار دیگئی ہے۔

مرافعہ بناراضی تجویز صوبہ دار صاحب صوبۂ گلبرگہ شریف مورخہ ۲۶ دے ۱۳۴۲ ف۔

گوئند راؤ بنام مانک راؤ

تحصیل سے بعد تحقیقات باخذ ثبوت بیوہ کی دستبرداری کو تسلیم کرتے ہوئے مانک راؤ عذردار کو قریبی وارث قرار دیا اور قائمقامان گوپال راؤ کو محروم کر دیا اور یہ رائے دی کہ "مانک راؤ کے نام بشکمی دیگر برادران مانک راؤ وراثت منظور فرمائی جائے"۔

جسپرڈویژن سے بعد سماعت بحث وکیل صاحب مانک راؤ وغیرہ (مرافعہ علیہ) اور وکیل صاحب متھورا بائی زوجہ متوفیے "جس نے بعد میں درخواست دستبرداری سے رجوع کیا تھا" یہ تجویز صادر کردی کہ "وراثت مانک راؤ کے نام بشکمیداری دیگر برادران مانک راؤ بحصص مساوی منظور۔ زوجہ متوفیے متھورا بائی کی پرورش بذمہ مانک راؤ رہیگی" اور قائم مقامان گوپال راؤ کو دور کے رشتہ دار ہونا قرار دیا و نیز خاندان مانک راؤ کو وطن کی حد تک مشترک قرار دیا اور اسی طرح درخواست دستبرداری کو امر مانع تقریر مخالف قرار دیکر متھورا بائی کی درخواست رجوع کو نامنظور فرمایا۔

اس تجویز ڈویژن کی ناراضی سے مسمیان گوئند راؤ و راجہ رام قائمقامان گوپال راؤ بٹہ دار پٹواری اوسہ نے محکمۂ صوبہ داری میں مرافعہ کیا جو ۲۲ ردے ۳۴۲ف کو نامنظور ہوا۔

اب اس تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے منجانب گوئند راؤ۔ راجہ رام نے یہ مرافعہ اندرون میعاد بعذرات ذیل محکمۂ ہذا میں پیش کیا ہے۔

عذرات

۱۔ عدالت دیوانی سے بمقابلہ مرافعہ علیہم نمبر (۵) ڈگری بحق پدر مرافعان صادر ہوئی وہ قطعی ہے۔ پس بلحاظ فیصلہ عدالت دیوانی مال سے فیصلہ ہونا لازمی ہے اور حسب منشاء فیصلہ مالگزاری مرافعان مستحق وطن ہیں۔

۲۔ خاندان مرافعہ علیہم نمبر ۱ تا ۴ مشترکہ نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اُن کا ادعاء کہ خاندان مشترکہ ہے جھوٹ ہے۔

(۳) مرافعہ علیہم نمبر ۱ تا ۴ کا دعوے استقرار حق عدالت دیوانی سے خارج ہو چکا ہے ایسی صورت میں تجویز تحت قابل تنسیخ ہے۔ لہذا مرافعہ منظور و تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب لفٹننٹ کرنل مسٹر ٹرنچ صدر المہام بہادر مال۔

گوئنڈ راؤ
بنام
مانک راؤ

تمہید - وکلاء فریقین حاضر ہیں۔

مانک راؤ اور اُس کے بھائیوں کی جانب سے ایک ابتدائی عذر یہ پیش ہوا کہ مرافعان گوئنڈ راؤ و راجہ رام کو کوئی قانونی استحقاق حاصل نہیں ہے کیونکہ وہ صرف اُس صورت میں وطن کا ادعاء کر سکتے ہیں جبکہ متھورا بائی ان کے پدر کے حق میں اپنے حقوق سے دستبردار ہو جاتی ہے اور یہ کہ دھونڈو متوفی کے ورثاء قریبی کی حیثیت سے ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے میں اس عذر کو تسلیم کرنے آمادہ نہیں ہوں اس لئے کہ پورے مقدمہ کا انحصار اس امر پر ہے کہ آیا وطن جائداد مشترکہ ہے یا منقسمہ اور قرین انصاف یہی ہے کہ مرافعان کی بحث اس امر پر سماعت کی جانی چاہئے۔

فریقین کے مباحث کی کافی طور پر سماعت کی گئی مرافعان کا استدلال یہ ہے کہ فیصلہ منصفی مورخہ ۲۰ تیر ۱۳۳۶ف کے نظر کرتے اشتراک خاندان کا بار ثبوت مانک راؤ اور اُس کے بھائیوں پر عائد ہوتا ہے اور اس ضمن میں دفعہ ۳۲۷ دہرم شاستر مؤلفہ ملّا پر استدلال کیا جا رہا ہے۔ بہرحال یہ ایک ایسا امر ہے جس کا تصفیہ بجائے عدالتہائے مال کے عدالت دیوانی سے ہونا چاہئے اور یہاں پر یہ کہنا کافی ہوگا کہ تحصیل میں جو شہادت پیش ہوئی ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہے کہ وطن منقسمہ ہے لہذا ان حالات میں گوپال راؤ نے جو اتفاقی ڈگری عدالت دیوانی سے متھورا بائی کے مقابل حاصل کی ہے اُس کی تعمیل کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے لہذا

تجویز ہوئی کہ

مرافعہ نامنظور۔

مرافعہ صیغۂ مال

۱۳۴۲ف
نشان مثل ۲۴/۴۷
منفصلہ ۱۵ / ۵
بہمن ۱۳۴۲ف

راما سوامی — مرافع بوکالت مولوی مرزا انور الحسن صاحب وکیل

بنام

سرکار عالی — مرافعہ علیہ بوکالت مولوی حاجی محمد فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ ڈسٹرکٹ و مولوی محمد عثمان صاحب وکیل سرکار

* مرافعہ بنارافنی تجویز صوبہ دار صاحب صوبہ میدک نشان انفصال (۴۸) ۱۳۴۲ف۔

راما سوامی بنام سرکار عالی

حکم صوبہ داری میں بصیغۂ مرافعہ دست اندازی نہ ہونا۔

واقعات ایک کنچہ کا ہراج ایک شخص کے حق میں ہوا مگر اُس نے قبضہ نہیں لیا اس وجہ سے دوبارہ ہراج کرنا پڑا اور جو نقصان ہوا اُس کی ذمہ داری اُس شخص پر ڈالی گئی جس کے حق میں پہلا ہراج ختم ہوا تھا اُس نے مرافعہ کیا تو ضلع نے تحصیل کو حکم دیا "آپ اپنی رائے کے موافق عمل کرکے رقم وصول کریں شخص متفرر کو حق چارہ کار ضابطہ حاصل رہیگا"۔ اس حکم کا صوبہ داری میں مرافعہ ہرا جو نامنظور رہوا۔ اُس کا اب مرافعہ کیا گیا ہے۔

تجویز ہوئی کہ یہ حکم بجائے خود کسی امر کو فیصل نہیں کرتا ہے۔ اس لئے بصیغہ مرافعہ اس میں دست اندازی کی ضرورت نہیں ہے۔

واقعات مقدمۂ ہذا یہ ہیں کہ کاہ کنچہ جات سنہ ۱۳۴۱ ف کے تختہ جات نیلام دوبارہ تحصیل سے مرتب کئے جاکر ذریعہ مراسلہ نمبر (۴۴۴) م ۲۸ مہر سنہ ۱۳۴۰ ف روانہ ڈویژن ہوئے منجملہ اُن کے موضع کُندی کا کنچہ بھی شریک تھا۔

ڈویژن نے ذریعہ مراسلہ ۸۲۷ م ۷ آبان سنہ ۱۳۴۰ ف سہ بارہ کی منظوری دیا مگر کُندی کے کنچہ میں بوجہ کمی واقع ہونے کے منظوری نہیں دیگئی۔ بالآخر تحصیل کے جواب طلب کرنے پر ڈویژن سے ذریعہ مراسلہ نمبر (۶۲) م ۱۱ اردے سنہ ۱۳۴۱ ف سہ بارہ کی منظوری دیگئی اور تحصیل سے کُندی کا کنچہ (۱۱۱) پر راما سوامی مرافع کے نام ہراج ہوا اور تحصیل نے ۱۱ فوردی سنہ ۱۳۴۱ ف کو ادخال رقم کے لئے راما سوامی کو نوٹس دیا۔

راما سوامی نے تحصیل میں درخواست دیا کہ اُس کو سہ بارہ کی اطلاع نہیں ہے اور موسم بھی گذر گیا ہے اس لئے وہ رقم کا ذمہ دار نہیں ہے۔

تحصیل سے مقدم پٹواری سے رپورٹ طلب کی گئی۔ پٹواری نے رپورٹ کیا کہ بفور وصول احکام عمل دخل مستاجر کو بالمشافہ اور ذریعہ سیت سندھی اطلاع دیگئی مگر وہ قبضہ حاصل نہیں کیا اور اس دریافت میں مال موجودہ بھی برباد ہورہا تھا۔ تحصیل سے مکرر ہراج (۵۰) پر کیا جاکر ڈویژن و ضلع کو اطلاع دیگئی۔ ڈویژن سے کمی رقم کی ذمہ داری راما سوامی پر عائد کیجاکر وصولی رقم کا حکم دیا گیا۔ پھر راما سوامی ڈویژن میں رجوع ہوا اور وہاں سے ضلع میں ذریعہ مراسلہ ۸۱

راما سوامی بنام سرکار عالی

م ۷ شہریور ۱۳۴۱ ف رپورٹ کی گئی کہ تحصیل نے ۲۰ یوم کی تاخیر سے متاجر کو اطلاع دیا اور اس تاخیر کی ذمہ داری تحصیل پر رہیگی اور ابواب ہراجی کی حفاظت کی ذمہ داری مقدم پٹواری کے فرائض میں داخل ہے جبکہ اس معاملہ کا سہ بارہ بروقت نہیں ہوا تھا تو گھانس کی حفاظت کرنا تھا لیکن مقدم پٹواری نے اپنے فرائض کو انجام نہیں دیا لہذا وہ بھی اس نقصان کا ذمہ دار ہے۔

تحصیل نے یکم مہر ۱۳۴۱ ف کو یہ کیفیت پیش کی کہ ہراج سہ بارہ کی اطلاع ڈویژن سے ذریعہ مراسلہ نمبر ۶۲ م ۲۱ دے ۱۳۴۱ ف محکمۂ تحصیل میں ۱۱ بہمن ۱۳۴۱ ف کو وصول ہوئی اور دفتر دیہی پر ذریعہ مراسلہ ۱۵۳۲ م ۲۳ بہمن ۱۳۴۱ ف عمل دخل کے احکام اجرا ہوئے اور بعد ازاں رقم وصول نہ ہونے سے علیحدہ متاجر کو ادخال رقم کے لئے ۱۱ فروردی ۱۳۴۱ ف نوٹس دیگئی اور اُس نے درخواست پیش کیا موسم قطع وبرید کا باقی نہیں رہا اس لئے رقم کا وہ ذمہ دار نہیں ہے حالانکہ دفتر دیہی کی رپورٹ مورخہ ۱۲ اسفندار ۱۳۴۱ ف سے ظاہر ہے کہ راما سوامی کو بالمشافہ احکام سہ بارہ کی اطلاع ہوچکی ہے اس لئے کمر ہراج (۱۵ سے) میں کیا جاکر (۱۵ سے) کے تصفیہ کے لئے ذریعہ مراسلہ ۳۵۷ م ۱۳ ارادی بہشت ۱۳۴۱ ف ڈویژن میں رپورٹ کر دیگئی۔

اور ۱۵ سے روپیہ راما سوامی سے وصول کرنے کے لئے ڈویژن سے حکم ہوا ہے جس کے وصولی کی کارروائی جاری ہے اور عموماً جب دوبارہ کسی کے نام ختم کیا جاتا ہے تو اُس کا فرض ہوتا ہے کہ پیروی کرکے سہ بارہ جلد کرائے۔ ہراج گیرندہ کا سکوت اس بات کی دلیل ہے کہ بلا جانچ کے سوا کر دیا اور موقع پر کافی مال نہ ہونے کی وجہ رقم سے بری ہونے کے لئے یہ پہلو اختیار کیا ہے دیہات میں جب کوئی احکام جاتے ہیں تو وہ لوگ اکثر بالمشافہ آسامیوں کو اطلاع دیتے ہیں۔ مقدم پٹواری سہ بارہ کے اطلاع دینے کا کوئی ثبوت پیش کریں تو ہراج گیرندہ ہرگز اس رقم سے بری نہیں ہوسکتا اس جزو کی تحقیقات فرمائی جائے تو مناسب ہے۔

ضلع سے ذریعہ مراسلہ نمبر (۲۰۸۸) م ۱۴ مہر ۱۳۴۱ ف یہ حکم دیا گیا کہ آپ اپنی رائے کے موافق عمل کرکے رقم وصول کرلیجئے شخص متضرر کو حق چارہ کار ضابطہ حاصل رہیگا۔

صوبہ داری میں ۲۳ مہر ۱۳۴۱ ف کو راما سوامی نے درخواست مرافعہ پیش کی اور نواب فخر جنگ بہادر صوبہ دار میدک نے ۲۹ ارادی بہشت ۱۳۴۲ ف کو یہ فیصلہ فرمایا کہ:-

راما سوامی بنام سرکار عالی

"ضلع کی تجویز محض ایک درمیانی اور ہدایتی ہے ایسی تجویز کا مرافعہ نہیں کیا جا سکتا اگر مرافع کو تحصیل کی تجویز سے ضرر پہونچا ہے تو اُس کو چاہئے تھا کہ حسب ضابطہ ضلع میں مرافعہ دائر کرتا لہذا مرافعہ نامنظور۔

اب محکمۂ ہذا میں بناراضی فیصلہ صوبہ داری منجانب راما سوامی مرافعہ پیش ہوا ہے جس کے عذرات اہم یہ ہیں:-

عذرات

ف ۱ - تجویز جس کا اپیل صوبہ داری میں پیش کیا گیا وہی تجویز قابل اپیل تھی۔

ف ۲ - صوبہ داری کا یہ تصور صحیح نہیں ہے کہ مرافع کو تجویز تحصیل کا اپیل کرنا چاہئے تھا۔

ف ۳ - تجویز زیر اپیل میں غور فرمائے بغیر فیصلہ صادر فرمایا گیا ہے - قابل ملاحظہ یہ امر تھا کہ اس مثل کے حالات کے لحاظ سے مرافع پر کوئی ذمہ داری رقم ہراج کی عائد کی جا سکتی تھی یا نہیں؟ بغیر اس امر پر غور کئے فیصلہ فرمایا گیا جو ہر طرح قابل تنسیخ ہے۔

ف ۴ - تحصیل یا ڈویژن یا مقدم پٹواری کی غفلت کی بناء پر مرافع پر کوئی رقم نہ عائد ہونی چاہئے اس معاملہ میں مرافع کا کوئی قصور نہیں ہے استدعا ہے کہ بمنظوری اپیل تجویز زیر اپیل منسوخ فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب لفٹنٹ کرنل سر ٹرنیچ صدر المہام بہادر مال۔

تمہید - مثل پیش ہوئی بحث وکلاء فریقین بتاریخ یکم مہر ۱۳۴۲ف سماعت کی گئی صوبہ دار صاحب کی تجویز مورخہ ۲۹ ر اردی بہشت ۱۳۴۲ف کا یہ اپیل ہے صاحب موصوف کے اس استدلال سے مجھے اتفاق نہیں کہ ضلع کی تجویز محض اس وجہ سے کہ درمیانی اور ہدایتی ہے اس لئے اس کا مرافعہ نہیں ہو سکتا (دفعہ ۱۵۸ قانون مالگزاری) ضلع کی تجویز قطعی نہ تھی اور اس کا مرافعہ ہو سکتا تھا - بہر حال یہ استدلال سے بحث ہے نتیجہ سے مجھے اتفاق ہے روئداد سے معلوم ہوتا ہے کہ ضلع نے ڈویژن کو بذریعہ مراسلہ نشان (۲۰۸۸) مورخہ ۲ ر مہر ۱۳۴۱ف یہ حکم دیا تھا کہ آپ اپنی رائے کے موافق عمل کر لیجئے شخص متضرر کو حق چارہ کار مرافعہ باقی رہیگا - یہ حکم بجائے خود کسی امر کو فیصل نہیں کرتا ہے اور غالباً یہی لکھکر صوبہ دار صاحب نے مرافعہ نامنظور فرمایا ہے -

صوبہ دار صاحب کے نتیجہ سے اختلاف کرنے کی کوئی وجہ نہیں - لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور -

مرافعہ صیغہ مال

نشان مثل ۲/۸۷ سنہ ۱۳۳۹ف
منفصلہ ۱۱ / امرداد سنہ ۱۳۳۹ف

محمد سردار الدین وغیرہ .... مرافع

بنام

محمد فضل علی .... مرافعہ علیہ

جاگیردار کو اپنے حقوق منتقل کرنے کا اختیار نہ ہونا - سرکار کے پاس جاگیردار ہی ذمہ دار قرار دیا جانا -

تجویز ہوئی کہ معلوم ہوتا ہے کہ جاگیردار نے فضل علی نامی شخص کو سالم یا جز موضع پر حقوق کاشت دئے ہیں - فضل علی کے جو کچھ بھی حقوق ہوں سرکار کو اس سے کچھ سروکار نہیں اور نہ جاگیردار اپنی ذمہ داریوں کو اُن پر منتقل کرسکتے ہیں - مگر سرکار کے حصہ کی حد تک صرف وہی ذمہ دار قرار دئے جائیں گے -

واقعات یہ ہیں کہ فضل علی و یعقوب علی پٹہ دار مزرعہ قادر گوڑہ تحت چجرلہ تعلقہ کریم نگر نے ۲۱/ اسفندار سنہ ۱۳۳۶ف کو ڈویژن کریم نگر میں درخواست دی کہ مزرعہ قادر گوڑہ تحت چجرلہ نصف جاگیر تعلقہ کریم نگر کا سائل پٹہ دار ہے جس میں نصف حصہ یعقوب علی صاحب کا بھی ہماری جانب سے رعایاء منافع پر کاشت کرکے بمواجہ ہمارے ہر سال ہر قسط پر محاصل مالگزاری پٹواری کو خود رعایاء اداکرتی ہے - ہمارے رسائد رعایاء کے پاس اور جاگیردار کے رسائد ہمارے پاس ہیں ہمارے ذمہ کوئی بقایاء نہیں ہے - لیکن تنقیح سرزمین کے وقت ادخال بقایاء کے لئے حکم دیا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے - اس کے پہلے جاگیردار صاحب نے اس بارہ میں درخواست دی تھی جس کی دریافت ہمارے مواجہ میں ہوئی - اور جاگیردار صاحب کا بیان قلمبند ہوا جس میں جاگیردار صاحب نے ہمارے پیشکردہ رسائد سے اقبال کیا لہذا ادخال رقم کی ذمہ داری جاگیردار پر ہے اس پر ڈویژن نے بہ تقرر تاریخ پیشی دریافت آغاز کی اور ۲۴/ فروردی سنہ ۱۳۳۶ف کو حسب ذیل تجویز کی :-

مرافعہ بناراضی تجویز داراب جی باپو جی صاحب چینائی صدر ناظم سمت تلنگانہ نشان (۱۵۴) مورخہ ۹/ آبان سنہ ۱۳۳۸ف

محمد سردار الدین
بنام
محمد افضل علی

درخواستگزار وکالتاً حاضر اور جاگیر دار غیر حاضر۔ مثل تحصیل دیکھی گئی۔ درخواستگزار سے ۱۳۳۵ف کی رقم وصول کرنیکے متعلق جاگیر دار صاحب کا حلفی بیان اقبالی موجود ہے۔ لہذا مزید رقم کا مطالبہ خلاف اصول ہے۔ لہذا رقم وصول طلب جاگیر دار صاحب سے وصول کرلیجائے۔ تجویز بالا کی ناراضی سے منجانب جاگیر دار محکمۂ صدر نظامت میں درخواست مرافعہ پیش ہوئی۔ بکین مرافعہ صدر ناظم صاحب سمت تلنگانہ نے حسب ذیل تجویز کی :۔

بحث وکلاء فریقین سماعت ہوئی۔ جاگیر دار سردار الدین صاحب کے ذمہ بابتہ نصف حصہ جاگیر کا بقایا برآمد ہوا ہے۔ اب جاگیر دار صاحب کی خواہش ہے کہ ایک وسیع الرقبہ کا پٹہ دار محمد افضل علی ہے اس کے ذمہ ہمارا بقایا ہے وہ وصول کرلے کر جمع سرکار بابتہ بقایا حصۂ جاگیر کیا جائے اور ڈویژن افسر کی تجویز دیکھی گئی۔ اصولاً بقایا بابتہ حصۂ جاگیر کے ذمہ دار جاگیر دار صاحب ہیں اور جاگیر دار صاحب کو بھی بقایا سرکاری ادا کرنا لازم ہے اگر کوئی پٹہ دار جاگیر جاگیر دار کو رقم ادا نہیں کرتا ہے اس کے وصول کے طریقہ ضابطہ سے بتلائے گئے ہیں اس کے بموجب چارہ کار اختیار کرنا چاہئے۔ بقایا بابتہ حصۂ جاگیر کی ذمہ داری جاگیر دار پر ہے۔ لہذا مرافعہ نامنظور تجویز صدر کی ناراضی سے منجانب جاگیر دار صاحب محکمۂ ہذا میں درخواست مرافعہ پیش ہے۔ اہم عذرات حسب ذیل ہیں۔

عذرات

ف ۱۔ ۱۳۳۴ف میں ایک نادہندہ پٹہ دار محمد افضل علی سے تحصیل کریم نگر نے یہ اقرار نامہ لیا تھا کہ رقم مالگزاری حصۂ جاگیر و حصۂ سرکار کے متعلق رسائد جاگیر دار قابل قبول نہ ہوں گے۔ اس کے بعد ۱۳۳۵ف کی رقم مالگزاری حصۂ سرکار پٹہ دار مذکور نے نہ داخل کر کے عذرات محکمۂ تحصیل میں پیش کیا جس کی نسبت بعد تحقیقات ۱۳۳۶ف میں بذمہ محمد افضل علی (۱۱۰۰ ؎) روپیہ عائد کئے گئے ملاحظہ ہو نقل مصدقہ فیصلہ تحصیل۔

ف ۲۔ فیصلہ تحصیل کی کچھ تعمیل بھی ہوئی تھی کہ چالاک پٹہ دار نے ڈویژن میں ۱۳۳۸ف میں درخواست دیگر تجویز تحصیل حاصل کی کہ رقم وصول طلب بذمہ جاگیر دار صاحب عائد کی جائے جس کا مرافعہ محکمۂ صوبہ داری میں کیا گیا جو نامنظور ہوا۔

محمد سردار الدین
بنام
محمد فضل علی

ف ۳ - محکمۂ تحصیل سے فیصلہ قطعی صادر ہو کر مدت مرافعہ گزر جانے کے بعد بلا اطلاع سائل تجویز ڈویژن جس کو محکمۂ صوبہ داری نے بحال رکھا ہے صحیح نہیں ہے۔

ف ۴ - فیصلہ صوبہ داری کا یہ مضمون کہ بذمہ جاگیردار بقایا ۱۳۳۵ ف میں برآمد ہوا تھا۔ صحیح نہیں ہے بملاحظہ فیصلہ تحصیل یہ واضح ہوگا کہ بذمہ فضل علی پٹہ دار بقایا برآمد ہوا تھا جس کے وصول کی کارروائی جاری تھی۔

ف ۵ - قبل از قبل سرکار سے امداد و وصول رقم حصۂ سرکار کی درخواست پیش کرنے کے بعد جاگیردار ہرگز ذمہ دار رقم مالگزاری کا نہیں ہو سکتا بلکہ پٹہ دار اراضی سے رقم وصول ہونا چاہئے قانوناً پٹہ دار اراضی رقم مالگزاری کے داخل کرنے کا ذمہ دار ہے۔

ف ۶ - مرافع کے حق میں بہت سختی کی گئی کہ ایک وسیع رقبہ کے پٹہ دار کی ذمگی رقم مالگزاری حصۂ سرکار قطعی فیصلہ تحصیل کے بعد ذات مرافع پر عائد کی گئی۔

لہٰذا استدعا ہے کہ حسب ضابطہ بہ طلبی امشلہ صوبہ داری و ڈویژن و تحصیل و بمنظوری ہذا و تنسیخ تجاویز تحت دعوے مرافعہ علیہ خارج فرمایا جا کر دادرسی کی جائے۔

حکم عالیجناب مسٹر ٹی۔ جے۔ ٹاسکر اسکوائر منصرم صدر المہام بہادر مال۔

تمہید۔ صدر الدین موضع قادر گوڑہ کے جاگیردار ہیں اور اُن کو سرکار کو پچاس روپیہ فیصدی محاصل ادا کرنا چاہئے۔ اس نصف حصہ کے لئے موضع کا کوئی خاص حصہ علٰحدہ نہیں کیا گیا ہے اس کے علاوہ معلوم ہوتا ہے کہ جاگیردار نے فضل علی نامی شخص کو سالم یا جز موضع حقوق کاشت دئے ہیں فضل علی کے جو کچھ بھی حقوق ہوں سرکار کو اس سے کچھ سروکار نہیں اور نہ جاگیردار اپنی ذمہ داریوں کو اُن پر منتقل کر سکتے مگر سرکار کے حصہ کی حد تک صرف وہی ذمہ دار قرار دئے جائیں گے۔

پس صوبہ دار صاحب کے احکام میں دخل دینے کے لئے کوئی وجہ نہیں ہے۔ لہٰذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور کیا جاتا ہے۔

مرافعہ صیغۂ مال

جانکی بائی زوجہ امرت راؤ
بنام

مرافعہا بوکالت مسٹر بھکاجی پنڈت صاحب وکیل

مسل ۱۳۴۲ ف
نشان مسل ۲/۸۲
منفصلہ ۲۱ ۔
بہمن ۱۳۴۳ ف

مرافعہ بناراضی تجویز صوبہ دار صاحب صوبۂ گلبرگہ شریف مورخہ ۲ امرداد ۱۳۴۱ ف

نارائن راؤ سوت قائمقام زوجہ سالو بائی مرافعہ علیہ بوکالت مسٹر زنگراؤ صاحب وکیل
وپنڈت کاشی ناتھ راؤ صاحب ایڈوکیٹ

جائداد مکسوبہ ـ جائداد مکسوبہ کی صورت میں اصول توریث متعلق ہونا ـ مشترکہ جائداد کی صورت میں اصول پسماندگی متعلق ہونا ـ

تجویز ہوئی کہ اگر جائداد مکسوبہ ہے تو عام اصول توریث اسپر منطبق ہونا چاہئے اور اگر جائداد مکسوبہ نہیں ہے اصول پسماندگی متعلق ہوگا ـ

واقعات یہ ہیں کہ امرت راؤ ولد نارائن راؤ پٹواری موضع بولے گاؤں تعلقہ نیلنگہ بتاریخ ۲۳ رفروردی ۱۳۳۱ف فوت ہوا ـ پٹیل پٹواری موضع کے رپورٹ کی بناء پر تحصیل سے حسب ضابطہ اشتہار حضوری ورثاء جاری ہوا جو ۲۹ رارد ی بہشت ۱۳۳۱ف کو تعمیل پاکر شریک مثل تحصیل کیا گیا ہے اندرون مدت اشتہار ۴ رمہر ۱۳۳۱ف مسماۃ جانکی بائی زوجہ امرت راؤ رجوع تحصیل ہوکر درخواست پیش کی کہ امرت راؤ پٹہ دار پٹواری (۱۶ ر) کا پٹہ دار تھا فوت ہوا اُس کو بجز سائلہ کے کوئی اور وارث نہیں ہے ـ لہٰذا متوفے کی پٹواری کا پٹہ معہ پٹہ اراضیات سائلہ کے نام منظور فرمایا جائے ـ

دوسری درخواست منجانب شنکر بتاریخ ۴ ر بہمن ۱۳۳۱ف فصلی تحصیل میں پیش ہوئی کہ متوفی میرا حقیقی چچا تھا متوفے کا اور میرا خاندان مشترکہ ہے اور سائل ہر کا شکمیدار وطن ہے متوفے کی وراثت سائل کے نام منظور فرمائی جائے ـ تحصیل سے حسب ضابطہ تحقیقات شروع ہوئی مسماۃ جانکی بائی زوجہ متوفے (امرت راؤ) کا اظہار ذریعہ کمیشن قلمبند کیا گیا اُس نے اپنے بیان میں سروے نمبرات (۱۰۲ و ۹ و ۳) کا پٹہ اپنے نام اور (۱۴ - ۳ - ۸۳) کا پٹہ مسماۃ سالو بائی مادر متوفے (امرت راؤ) اور سروے نمبر ۲۶ اور وطن پٹوارگری کا پٹہ نارائن راؤ (پدر امرت راؤ متوفی) کے نام منظور ہونے کی خواہش کی اور سالو بائی اور نارائن راؤ نے بھی اپنے بیان میں اسی خواہش کا اظہار کیا ہے ـ من بعد جانکی بائی زوجہ متوفے (امرت راؤ) اور پدر متوفے نارائن راؤ نے اپنے بیانات سابقہ سے رجوع ہوکر اپنے اپنے پٹے کی خواہش کی ـ شنکر عذردار نے اپنے دعوے کی تائید میں کوئی عذر پیش کیا نہ تاریخ پیشی پر اصالتاً یا وکالتاً حاضر رہا ـ

بعد تحقیقات تحصیلدار صاحب نے شنکر عذردار کے خاندان کو منقسمہ قرار دیکر درخواست عذرداری

جانکی بائی بنام نارائن راؤ

خارج کردی اور متوفے (امرت راؤ) اور نارائن راؤ کے خاندان کو مشترکہ قرار دیکر حسب دفعہ ۳۶۷ و (۲۷۴) دہرم شاستر مولفہ راؤ بہادر بحینا تھ صاحب وطن پٹوارگیری کا بٹہ نارائن راؤ پدر متوفے کے نام کرکے جانکی بائی کے پرورش کی ذمہ داری نارائن راؤ کے تفویض ہونے کی رائے دی - ۲۰ اردی بہشت ۱۳۳۴ف -

اس کی ناراضی سے شنکر عذردار اور جانکی بائی نے محکمہ ڈویژن میں درخواست پیش کی تو ڈویژن سے اس بناء پر کہ :-

تختہ منظورہ سابقہ کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ گوندراؤ ولد وینکٹ راؤ نے اس پٹوارگیری کا بٹہ بنام امرت راؤ متوفے منتقل کرکے اُس میں نصف شکمی شنکر کی قائم کی ہے اُس وقت کسی نے عذرداری نہیں کی شنکر راؤ نابالغ ہے اُس کی ولیہ یا وکیل کسی پیشی پر حاضر نہ آیا تھا تو اُس کا حق ساقط کرنا درست نہیں تھا۔ بلکہ منجانب سرکار اُس کا کوئی ولی مقرر ہونا چاہئے تھا اس طرح نابالغ کے حقوق تلف نہیں کئے جاسکتے -۔ لہذا امرت راؤ متوفے کا وارث شنکر راؤ ہی ہوسکتا ہے - لہذا بٹہ پٹواری گری بنام شنکر منظور اور جانکی بائی شنکر کے زیر پرورش رہے -۔ (۲۵ ردے ۱۳۴۱ف)

اس تجویز ڈویژن کا مرافعہ نارائن راؤ نے محکمہ صوبہ داری میں پیشکر کے حسب ذیل شجرہ خاندان پیش کیا ہے دوران کارروائی میں اس کا انتقال ہونے سے مسماۃ سالو بائی بیوہ نارائن راؤ کے نام قائم مقامی منظور ہوئی -

وینکٹ راؤ

گوندراؤ (زندہ) لاولد — نارائن (فوت) قائمقام زوجہ سالو بائی (موجود) مرافعہ علیہ — بھاؤ راؤ (فوت)

نارائن کا پسر: امرت راؤ — اُس کی زوجہ: جانکی بائی (مرافعہا)

بھاؤ راؤ کا پسر: اننت راؤ (فوت) — اُس کا پسر: شنکر راؤ (فوت) لاولد

بعد تحقیقات صوبہ دار صاحب نے شنکر راؤ کے خاندان کو منقسم تصور کرکے غیر مستحق قرار دیا اور مرافعہ منظور کرکے وراثت بنام سالو بائی (مرافعہ علیہا) منظور کی اور جانکی بائی (مرافعہا) کو اُس کے

جانکی بائی بنام نارائن راؤ

زیر پرورش کردیا۔

اس تجویز صوبہ داری کا یہ مرافعہ مسماۃ جانکی بائی نے اندرون میعاد محکمۂ ہذا میں بعذرات ذیل پیش کیا ہے۔

عذرات

(۱) یہ کہ مرافعہ علیہ اور شوہر مرافعہ گذارہ کا خاندان منقسمہ ثابت ہے۔

(۲) یہ کہ وطن پٹواریگری موضع پولے گاؤں اور اراضیات واقع موضع ہسوری و مزرعہ داڑی ہسوری وغیرہ کا پٹہ ابتداءً شوہر مرافعہ گزارہ کے چچا گوئندراؤ کے نام تھا اُس نے اپنی حیات میں شوہر مرافعہ گذارہ کے نام منتقل کردیا۔ وطن اور اراضیات گوئندراؤ کے مکسوبہ تھے۔ جن سے مرافعہ علیہ نمبر (۱) کو کوئی حق از قسم وراثت نہیں ہے۔

حکم عالیجناب لفٹننٹ کرنل سر ٹرنچ صدر المہام بہادر مال۔

تمہید۔ وکلاء فریقین حاضر۔

فریقین کے تعلقات خاندانی شجرۂ ذیل سے ظاہر ہوں گے۔

ونیکٹ راؤ (فوت)

گوئندراؤ (فوت)	نارائن راؤ (فوت)	بھاؤراؤ (فوت)
	زوجہ سالو بائی	انندراؤ (فوت)
	امرت راؤ (فوت)	شنکر راؤ (فوت)
	زوجہ جانکی بائی	نابالغ لڑکا
	پدما بائی	

واقعات مقدمہ بالکل صاف ہیں ۱۳۲۶ف میں گوئندراؤ نے وطن پٹواریگری موضع پولیگاؤں بحق امرت راؤ بشکمیداری شنکرراؤ منتقل کیا۔ ساتھ ہی ساتھ اس نے چند نمبرات پٹہ کی تقسیم بھی اُن لوگوں میں کردی جس میں سے (۶) نمبرات امرت راؤ کے حصہ میں آئے۔ امرت راؤ کے ۱۳۳۱ف میں لاولد فوت ہونے پر اُس کی بیوہ جانکی بائی دعویدار وراثت وطن و ۶ نمبرات پٹہ ہوئی بمقابلہ نارائن راؤ

جانکی بائی بنام نارائن راؤ

اور شنکر راؤ تحصیل میں عذرداری پیش کی گئی۔ تحصیلدار صاحب نے شنکر راؤ کی عذرداری خارج کردی اور خاندان کو مشترکہ قرار دیکر وراثت نارائن راؤ کے نام منظور کرنے کی سفارش کی۔ ڈویژنل افسر صاحب نے اس سے اختلاف کیا صاحب موصوف نے گوندراؤ کے اس بیان پر استدلال کرتے ہوئے کہ وطن مکسوبہ ہے اور اُس کی منتقلی برضامندی نارائن راؤ بنام امرت راؤ و شنکر راؤ عمل میں آئی ہے۔ شنکر راؤ کے نام وراثت منظور کی اور جانکی بائی کی پرورش اُس کے ذمہ عائد کی اُنھوں نے یہ بھی تجویز کی کہ شنکر راؤ کے حقوق کی حفاظت اُس کے نابالغ ہونیکی وجہ منجانب سرکار ہونا لازمی ہے۔

اس تجویز ڈویژن کی ناراضی سے نارائن راؤ نے محکمۂ صوبہ داری میں مرافعہ پیش کیا دوران کارروائی میں اُس کے انتقال کی وجہ سے اُس کی بیوہ کو بحیثیت قائم مقام جائز فریق مقدمہ بنایا گیا۔ صوبہ دار صاحب نے بضمن مرافعہ تجویز ڈویژن کو منسوخ کرکے وراثت سالوبائی زوجۂ نارائن راؤ متوفی کے نام منظور کی اُس کی ناراضی سے منجانب جانکی بائی وطن اور اراضیات پیٹہ سے متعلق دو علحدہ علحدہ مرافعے محکمۂ سرکار میں پیش ہوئے۔ شریک معتمد صاحب نے اس بناء پر کہ جائداد زیر نزاع یعنے وطن و (۶) نمبرات پیٹہ منتقل شدہ بنام امرت راؤ جائداد مکسوبہ متصور ہونا چاہئے۔ بحق مرافع تجویز کی ہے۔ اس تجویز کی ناراضی سے منجانب سالوبائی میرے اجلاس پر بغرض سماعت عذرات درخواست پیش ہوئی ہے۔ حصہ داری وطن اور شنکر راؤ کے نام منتقل شدہ نمبرات پیٹہ کی نسبت کوئی نزاع نہیں ہے اور یہ اس وقت اس کے ورثاء کے قبضہ میں ہیں۔ فریقین کا بیان ہے کہ منجانب گوندراؤ وطن کی منتقلی بمنظوری سرکار ہوئی ہے اور تسلیم کرتے ہیں کہ مرافعہ ہذا کے تصفیہ کی غرض سے وطن اور (۶) نمبرات پیٹہ کی کارروائی ایک جگہ ہونا چاہئے اگر وہ امرت راؤ کی مکسوبہ جائداد ہے تو معمولاً جانکی بائی اُس کی وارث ہوسکتی ہے برخلاف اس کے اگر وہ مکسوبہ نہ ہوتی تو وراثت سالوبائی کے نام ہونا چاہئے کیونکہ جانکی بائی نے امرت راؤ و نارائن راؤ کے مشترکہ نہ ہونے کی نسبت اعتراض نہیں کیا لائق وکیل سالوبائی کا استدلال یہ ہے کہ وطن اور (۶) نمبرات پیٹہ گوندراؤ کی مکسوبہ ہونے کے متعلق روئداد مثل سے کچھ ظاہر نہیں ہوتا اور اگر اس کو بالغرض تسلیم

جانکی بائی
بنام
نارائن راؤ

بھی کرلیا جائے تو جانکی بائی کے حقوق اُس کے بیان سے جو اُس نے تحصیل میں دی ہے جس میں اُس نے نارائن راؤ سالو بائی اور خود کے درمیان وطن اور (۶) نمبرات پٹہ کی تقسیم کے متعلق رضامندی ظاہر کی ہے۔ زائل ہو جاتے ہیں۔ بہرکیف بیان محولہ امر مانع تقریر مخالف کی حد تک نہیں پہونچ سکتا نہ صرف یہ کہ کوئی صلحنامہ مرتب نہیں ہوا بلکہ جانکی بائی اور نارائن راؤ نے من بعد تحصیل میں اپنے بیانات سے انکار کیا ہے۔ لہٰذا تمام کارروائی کا انحصار اس امر کے تصفیہ پر ہے کہ آیا جائداد متنازعہ کو مکسوبہ امرت راؤ تصور کی جائے یا نہیں اگر وہ جائداد مکسوبہ ہے تو عام اصول توریث اسپر منطبق ہونی چاہیئے کیونکہ کہیں یہ بیان نہیں ہوا ہے کہ کبھی وہ مشترکہ جائداد رہی ہے اور اگر وہ مکسوبہ نہیں ہے تو اصول پسماندگی (Principle of survival) منطبق ہوگا۔ لائق وکیل سالو بائی کا یہ کہنا کہ اس امر کے متعلق کوئی مواد نہیں ہے نادرست ہے کیونکہ گوئند راؤ کا خود حلفی بیان جو اُس نے تحصیل میں دیا موجود ہے کہ وطن اس کا زرخیز ہے۔ اور اُس نے زیادہ عمر ہونے کی وجہ سے امرت راؤ کے نام بشکیداری شنکر راؤ منتقل کیا۔ منتقلی کی نسبت نارائن راؤ کی رضامندی اور اُس کے خلاف کوئی ثبوت کا پیش نہ ہونا میرے خیال میں اس امر کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ وطن اور (۶) نمبرات پٹہ گوئندراؤ کی مکسوبہ جائداد تھی اور جو بعد ازاں امرت راؤ کی علحدہ جائداد ہوگئی۔ شریک معتمد صاحب نے نہایت صحیح رائے قائم کی ہے اور اُن کی رائے کی توثیق کی جاتی ہے کہ جانکی بائی کا مرافعہ بنا راضی تجویز صوبہ دار صاحب نسبت حقوق اصلداری (۶) نمبرات پٹہ منظور کیا جائے۔

مرافعہ صیغۂ مال

سنہ ۱۳۴۰ ف
نشان مثل ۹۵/۸۷
منفصلہ ۲۹ بہمن سنہ ۱۳۴۳ ف

سکھارام — مرافع بوکالت پنڈت رامچندر راؤ صاحب وکیل

بنام

بھگاجی — مرافعہ علیہ بوکالت پنڈت گوئنداس صاحب تھاوکیل

حصۂ وطن کی ڈگری کی تعمیل۔

تجویز ہوئی کہ یہ عدالت دیوانی کا فرض ہے کہ حق مالکانہ حصہ داران وطن کی نسبت اپنی ڈگریاں خود تعمیل کریں نہ کہ محکمۂ مال۔

مرافعہ بنا راضی تجویز صوبہ دار صاحب صوبۂ اورنگ آباد نشان فیصلہ (۲۵۵) بابتہ ۲۵ شہریور سنہ ۱۳۴۲ ف۔

سکھارام
بنام
بھکاجی

واقعات یہ ہیں کہ بھکاجی وغیرہ مرافعان نے ضلع میں ۱۷ اسفندار ۱۳۳۷ف کو درخواست پیش کی کہ اُنہوں نے بمقابلہ مدعی علیہم نالش انفکاک رہن وطن پٹیلگی مالی دکوتوالی مانکاپور بقدر حصہ ۴ مع حقوق مان پان و نصف حصہ اراضی عدالت میں دائر کی تھی جو ڈگری ہوئی اور نصف حصہ اراضی و صحن زمین پر بماہ اردی بہشت ۱۳۳۳ف قبضہ مل چکا ہے تختہ آنہ واری وطن میں بقدر ۴ ان کا حصہ درج کیا جائے۔

ضلع نے مدیون کو طلب کیا۔ سکھارام (مرافع) کی جانب سے جوابدہی ہوئی کہ ڈگری اس کے مقابل میں یکطرفہ اور تمادی عارض ہے۔ وطن عطیہ شاہی ہے۔ بلا اجازت سررشتہ مال سماعت عدالت نہ تھا۔ لہٰذا خارج کیا جائے۔ عدالت سے جو حکم ہوا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

دعوے مدعی نسبت دلا پانے قبضہ حصۂ وطن پٹیلگی بقدر ۴ واقع مانکاپور تعلقہ پٹن مع حقوق مان پان وطن مذکور دیا جائے۔ صحن محدودہ مندرجۂ عرضی دعوے و نصف اراضی سروے نمبر ۴ واقع مانکاپور بمقابلہ مدعی علیہم اس طرح ڈگری دیجاتی ہے کہ مدعی علیہم مبلغ (۱۰۰) مدعیان سے لیکر فک رہن کر دیں۔

صاحب ضلع نے بعد سماعت بحث تجویز کی کہ ڈگری قطعی نہیں ہے۔ انفکاک رہن حصہ وطن کی بابتہ کیا تعمیل ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ڈگری ناقابل تعمیل تصور ہوگی۔

تجویز ضلع کی ناراضی سے بھکاجی (مرافعہ علیہ) نے صوبہ داری میں مرافعہ پیش کیا تو صوبہ دار صاحب نے تجویز کی کہ درخواست ضلع میں ۱۷ اسفندار ۱۳۳۷ف کو پیش ہوئی اور تکمیل کارروائی عدالت مورخہ ۹ امرداد ۱۳۳۳ف سے اندرون میعاد ہے اور بلحاظ گشتی نشان (۲) ۱۳۰۶ف سررشتۂ مال سے عام اجازت ہو چکی ہے اور بذریعہ گشتی نشان (۱۰۵) ۱۳۱۱ف ڈگری تعمیل عدالت حصہ آنہ واری کے احکام سررشتۂ مال سے دئیے گئے ہیں۔ لہٰذا تجویز ضلع درست نہیں ہے۔ مرافعہ منظور تجویز تحت منسوخ۔

بناراضی فیصلہ صوبہ داری سکھارام (مرافع) نے محکمۂ ہذا میں مرافعہ پیش کیا ہے جس کے اہم عذرات حسب ذیل ہیں۔

عذرات

سکھارام بنام بھکاجی

ف ۱ - یہ کہ وطن ایک ایسی چیز ہے کہ کسی حالت میں رہن نہیں ہو سکتا نہ اُس کے انفکاک کا دعوئے ہو سکتا ہے -

ف ۲ - ایسے معاہدہ کی بناء پر جو ابتداء سے کالعدم ہو نہ ڈگری دیجا سکتی ہے نہ ایسی ڈگری کی تعمیل ہو سکتی ہے -

ف ۳ - یہ کہ کسی شخص کا نام صیغۂ مال کے کاغذات میں نہ ہو اُس کو محض عدالت کی ڈگری کی بناء پر خلاف اصول صیغۂ مال سے تسلیم نہیں کیا جا سکتا -

ف ۴ - یہ کہ عدالت ہر صورت میں استقرار یہ ڈگری نہیں دیسکتی بلکہ وراثت وغیرہ کی بناء پر خاص صورتوں میں یہاں رہن کے انفکاک وطن کی ڈگری ہے جس کے دینے کا اختیار عدالت کو نہیں ہے -

ف ۵ - یہ کہ عدالت جس طرح سے اور جن الفاظ میں ڈگری صادر فرمائی ہے وہ ایسے ہیں جس کے صادر کرنے کا عدالت کو اختیار نہیں -

ف ۶ - یہ کہ جو شخص زائد از بارہ سال سے وطن سے بیدخل ہو اُس کو بمقابل قابض دیرینہ ترجیح نہیں دیجا سکتی - نہ تختہ آنہ واری میں شریک کیا جا سکتا ہے - لہذا استدعاء ہے کہ بمنظوری مرافعہ تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے -

حکم عالیجناب لفٹننٹ کرنل سر ٹرنچ صدر المہام بہادر مال -

تمہید - واقعات مقدمہ کے بنظر یہ عدالتہائے دیوانی کا فرض ہے کہ حق مالکانہ حصہ داران وطن کی نسبت اپنی ڈگریاں خود تعمیل کریں نہ کہ محکمۂ مال کا - سکھارام کا نام تختہ آنہ واری میں شریک کرنے کی استدعاء کے بارے میں میری توجہ گشتی نشان (۵۰) بابتہ ۱۳۱۱ ف کی جانب منعطف کرائی گئی - جس میں مراسلہ مجلس مال نشان (۵۹) مورخہ ۲۴ آذر ۱۳۱۱ ف کا حوالہ دیا گیا ہے اُس مراسلہ میں (منجملہ دیگر امور کے) یہ بھی درج ہے کہ اگر عدالت دیوانی سے حصہ داری وطن کے ادعاء کو تسلیم کر کے ڈگری صادر کی جائے تو ڈگریدار کا نام معمولاً بموجب فیصلہ عدالت دیوانی تختہ آنہ واری میں شریک ہونا چاہیئے - مقدمہ ہذا میں (جو میرے روبروپیش ہے) کوئی ایسی ڈگری عدالت دیوانی سے صادر نہیں ہوئی ہے - اس کے علاوہ حصہ داران وطن کے حصص کے داخل خارج کا نہ کوئی رجسٹر

سکھارام بنام بھکاجی

رکھا جاتا ہے اور نہ اصل تختہ جات آنہ واری مکمل حالت میں موجود رکھے جاتے ہیں ۔ ماسوا تختہ جات آنہ واری میں جدید اندراجات کئے جانیکا بھی عملدرآمد نہیں ہے ۔ لہذا ان حالات کے نظر کرتے (بوجوہات صدر) تجویز صوبہ داری منسوخ کی جاتی ہے ۔

حکم ہوا کہ

مرافعہ منظور ۔

مرافعہ صیغۂ مال

بالپا ولد تمپا — مرافع بوکالت پنڈت شرنپا صاحب و پنڈت گنیش راؤ صاحب وکلاء

بنام

تنگما زوجہ ملکپا — مرافعہ علیہا بوکالت مولوی سید محمد حیدر الدین صاحب وکیل

۱۳۴۳ ف
نشان مثل ۶۹/۸۷
منفصلہ ۱۶ ؍ بہمن ۱۳۴۳ ف

خاندان مشترکہ میں پٹہ بھائی کے نام کیا جانا ۔

تجویز ہوئی کہ اگر خاندان مشترکہ ہو تو اراضی کا پٹہ بمقابلہ متوفی کی بیوہ کے متوفی کے بھائی کے نام ہونا چاہیئے ۔

واقعات یہ ہیں کہ مسمی ملکپا سروے نمبر (۸۷) موازی (عہ یکر ۹ ۳ گنٹہ) محاصلی (ﮯ) موقوعہ موضع جلال پور کا جوڑ پٹہ دار اور سروے نمبر (۸) واقع موضع نیلاپلی موازی (لسے یکر ۱۱ گنٹہ) محاصلی (لعہ) کا پٹہ دار تھا ۔ نامبردہ کے فوت ہونے پر موضع نیلاپلی کے اہلدیہہ نے تختہ وراثت مرتب کرکے متوفے کی زوجہ مسماۃ تنگما (مرافعہ علیہا) کو وارث ظاہر کرکے پٹہ کی رائے دی جس کو تحصیل نے منظور کیا ۔ مقدم پٹواری جلال پور نے سروے نمبر اول الذکر کے متعلق جو تختہ روانہ کیا اس میں یہ بتایا کہ اراضی کے جوڑ کھاتہ داران ہاشپا ۔ ملکپا فوت ہوئے ہیں دونوں کے زوجگان مسماۃ ناگما زوجہ ہاشپا و مسماۃ تنگما (زوجہ ملکپا) موجود ہیں لہذا ان دونوں کے نام پٹہ کیا جائے ۔ ہنوز جلال پور کی وراثت تحصیل سے منظور نہ ہونے پائی تھی کہ مسمی بالپا نے تحصیل میں بتاریخ ۲۶ ؍ اسفندار ۱۳۴۰ ف یہ درخواست پیش کی کہ وہ متوفے کا حقیقی بھائی ہے ۔ متوفے کو اولاد نرینہ نہ تھی اس لئے اس نے میرے لڑکے کو آغوش میں لیکر اس کے حق میں وصیت نامہ لکھدیا ہے وہ بوقت تحقیقات

بالیا
بنام
تنگما

پیش کیا جائیگا نیز یہ کہ میں اور برادر متوفے ایک ہی جگہ رہتے تھے۔ پٹواری نے اپنی رپورٹ میں کسی عورت کا نام شریک کردی ہے۔ لیکن اس عورت کو میر ابھائی تقریباً دس سال قبل چھوڑ چکا تھا۔ اس کی دوسری عورت بھی فوت ہوگئی ہے۔ لہذا میرے سوائے کوئی وارث نہیں اراضی میرے قبض و تصرف میں ہے۔ لہذا بعد تحقیقات پٹہ میرے یا میرے بھائی کے متبنے کے نام کیا جائے چنانچہ اسی مضمون کی ایک عذرداری اس نے ضلع میں بھی پیش کی کہ بوجہ بدچلنی تنگما کو متوفے نے گھر سے نکالدیا اور مسمی چنپا (فرزند عذر دار) کو متبنے لے کر کل جائداد کا مالک قرار دیا ہے۔ پٹواری نیلابلی نے محض چالاکی سے تنگما کو زوجہ ظاہر کیا وغیرہ۔

تحصیل میں تحقیقات آغاز ہوئی۔ تنگما نے جوابدہی کی ہے کہ عذر دار (بالیا) متوفے کا برادر حقیقی نہیں ہے۔ البتہ چچازاد ہے۔ خاندان منقسمہ ہے۔ نمبرات زیر بحث مکسوبہ متوفی ہیں۔ لڑکے کو متبنے لینا یا وصیت و تبنیت نامہ لکھدینا اور مجھکو چھوڑدینا یہ سب لغو و بے بنیاد واقعات ہیں۔ لہذا عذرداری نامنظور کر کے پٹہ میرے (تنگما) کے نام کیا جائے۔ دوران تحقیقات میں منجانب عذر دار مسمی بالیا بتاریخ ۱۴ ماہ شہریور ۱۳۴۲ف درخواست پیش ہوئی کہ میری پیشکردہ سابق استدعاء کے بموجب میرے یا میرے لڑکے چنپا کے نام پٹہ کیا جائے۔ مگر اس میں اسقدر ترمیم کی جاتی ہے کہ میری سابقہ درخواست کو میرے لڑکے چنپا کی جانب سے بحیثیت متبنے ملکپا متوفے تصور فرمایا جائے۔ میری حیثیت ولی کی رہیگی۔ چنانچہ اس درخواست کی تصدیق بھی کرو گئی اور فرد کارروائی میں اسپر تجویز بھی ہو چکی۔

منجانب عذر دار بالیا تحصیل میں شہادت لسانی و وصیت نامہ پیش ہوا۔ لیکن دعویداران تنگما نے کوئی تردیدی شہادت پیش نہ کی۔ بالآخر تحصیل نے شہادت پیش شدہ کے مدنظر تنگما کو متوفے کی زوجہ مطلقہ قرار دیکر دونوں مواضع کی اراضی کا پٹہ بالیا کے نام کرنے کی رائے ظاہر کر کے ڈویژن کو برائے منظوری روانہ کیا۔ ڈویژن افسر صاحب نے تحصیل کی رائے کو منظور کیا۔ اس تجویز کی ناراضی سے مسماۃ تنگما نے صوبہ داری گلبرگہ میں مرافعہ پیش کیا تو صوبہ دار صاحب گلبرگہ نے اپنے فیصلہ میں یہ ظاہر فرمایا کہ جبکہ مسمی بالیا نے درخواست پیش کر کے عذر داری سے دستبرداری کرلی تھی تو اب عدم ثبوت وصیت نامہ یا تبنیت کے بعد پھر اس کے حق میں تجویز کا حق تحصیل کو نہ تھا۔

بالیا بنام تنگما

اُس کی کارروائی خود ختم ہوچکی تھی اور بمقابلہ عذرداری متبنّے کی کارروائی زیر دوران تھی اور عدم ثبوت وصیت و تبنیت کی وجہ بھی خارج ہوچکی تو نتیجہ یہی رہا کہ جو تجویز سابق میں بحق مرافع ہوئی تھی وہ بحال رہی لیکن تحصیلدار صاحب نے زائل شدہ حقوق مرافع (بالیا) قائم کیا جو درست نہیں ہے اگر آئندہ اس کو کوئی استحقاق ہے تو وہ عدالت دیوانی میں رجوع ہوسکتا ہے۔ لہذا حکم دیا کہ حسب تجویز سابق پٹہ بنام مرافعہا (تنگما) بحال رہے۔

اس تجویز کی ناراضی سے سمی بالیا نے اندرون میعاد بعذرات ذیل یہ مرافعہ محکمۂ ہذا میں پیش کیا ہے۔

عذرات

(۱) سماعت مرافعہ کا اختیار صوبہ کو نہیں ہے۔ محکمہ تحت نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔

(۲) سمن کی تعمیل مرافع کی ذات پر نہیں ہوئی تجویز ایکطرفہ ہے۔

(۳) دستبرداری عذرداری مشروطی تھی۔

(۴) باوجود علم زوجہ مطلقہ ہونے کے حاکم مجوز نے اُسی کو وارث قرار دینا خلاف وہرم شاستر ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ مرافعہ منظور تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب لفٹنٹ کرنل سر ٹرنچ صدرالمہام بہادر مال۔

تمہید۔ مثل پیش ہوئی بحث وکلائے فریقین بتاریخ ۱۸ مہر ۱۳۴۲ف سماعت کی گئی روئداد سے معلوم ہوتا ہے ملکپا متوفے اراضیات واقع موضع نیلاپلی و جلال پورہ کا پٹہ دار تھا اس تفصیل سے کہ موضع نیلاپلی میں سروے نمبر (۸) موازی (لہ ایکر ۱۱ گنٹہ) محاصلی (لعہ) کا پٹہ دار تھا اور موضع جلال پور میں سروے نمبر (۸۷) موازی (عہ ایکر ۳۹ گنٹہ) محاصلی (عہ) کا موضع نیلاپلی میں اہلیہ تحتہ وراثت متوفے بیوہ تنگما کے نام مرتب اور تحصیل نے منظوری دی۔ لیکن جلال پور کی کارروائی ابھی جاری تھی اور تحصیل نے کوئی منظوری نہیں دی تھی کہ بالیا (مرافعہ گزار) نے عذرداری کی اور اسکی عذرداری ہر دو مواضع کی بابتہ تھی (ملاحظہ ہو درخواست بالیا بخدمت تحصیلدار صاحب سیرٹرم مورخہ ۷ شہریور ۱۳۴۱ف۔ بہرحال اس کا استدلال یہ تھا کہ میرے لڑکے چنپا کو ملکپا نے گود لیا ہے اور اُس کے حق میں وصیت کی ہے۔ پہلے اس نے یہ درخواست ۲۶ اسفندار ۱۳۴۰ف دی تھی

بالیا بنام تنگما

کہ میرے نام یا میرے لڑکے چنپا کے نام (جو متوفے کا بتنئے ہے) پٹہ کیا جائے۔ من بعد اس نے یہ درخواست (۱۴؍ شہریور ۱۳۴۲ف) دی کہ درخواست منجانب چنپا بولایت سائل قبول فرماکر مسمی چنپا فرزند بتنئے ملکپا کے نام ملکپا کی وراثت منظور فرمائی جائے مگر ڈویژن نے وصیت نامہ کو تسلیم نہیں کیا اور حسب رائے تحصیل بالپا کے نام منظوری وصیت نامہ کے متعلق تحصیلدار صاحب نے فرد کارروائی مورخہ ۳؍ مہر ۱۳۴۲ف میں یہ تجویز فرمائی تھی کہ جسے وصیت نامہ کہا جاتا ہے وہ معنی کے لحاظ سے وصیت نامہ نہیں ہے بلکہ یا تو ہبہ نامہ ہے یا تملیک نامہ یا تبنیت نامہ۔ پھر ۲۶؍ شہریور ۱۳۴۱ف کی فرد کارروائی میں وہ لکھتے ہیں کہ یہ وصیت نامہ وفات پٹہ دار کے (۲۰) یوم قبل زمانۂ علالت مرتب ہوا ہے اسپر صرف نشان انگشت ہے جو شناخت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تحصیلدار صاحب نے اسے تسلیم نہیں کیا اور ڈویژن افسر صاحب نے اور صوبہ دار صاحب نے بھی اس سے اتفاق کیا لیکن اپنے فیصلنامہ میں صوبہ دار صاحب یہ لکھتے ہیں کہ بالپا نے دستبرداری کرکے اپنے لڑکے چنپا کے نام پٹہ کی درخواست کی تھی۔ پس جب اس نے دستبرداری کرلی تو پھر اسی کے نام پٹہ کرنا درست نہ تھا۔ میری رائے میں صوبہ دار صاحب کو اس میں خفیف سا تسامح ہوا ہے اور درخواست مورخہ ۱۴؍ شہریور ۱۳۴۲ف اور جواب الجواب بالپا مورخہ تاریخ مذکور پر صاحب موصوف کی نظر نہیں پڑی درخواست مذکور میں کہیں اپنے حقوق سے دستبرداری کا ذکر بالپا نے نہیں کیا ہے بلکہ وہ درخواست بحیثیت ولی چنپا پیش کر رہا ہے نہ کہ اپنی طرف سے۔ نیز جواب الجواب محولۂ بالا میں وہ صراحت سے لکھتا ہے کہ پٹہ یا تو میرے لڑکے کے نام کیا جائے یا میرے نام اس کے علاوہ اور کوئی مواد مثل میں میری نظر سے نہیں گزرا جس پر یہ کہا جاسکتا کہ صوبہ دار صاحب نے استناد کرکے دستبرداری بالپا کا استنباط کیا ہے۔ میری رائے میں بالپا کی دستبرداری کہیں سے ثابت نہیں ہے پس جبکہ بالپا کا حق موجود ہے اور اسے وہ طلب کر رہا ہے اور اس کے مقابلہ میں تحصیل و ڈویژن نے بیوہ متوفے اور بتنئے کے حقوق کو تسلیم نہیں کیا ہے اور خاندان غیر منقسم قرار دیا ہے تو میری رائے میں تجویز ڈویژن درست تھی اور اسی کو منظور کیا جاتا ہے۔ لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ منظور۔

نشان مثل ۲۱/۸ سنہ ۱۳۴۲ ف
منفصلہ ۳۰ اردی بہشت سنہ ۱۳۴۲ ف

مرافعہ صیغۂ مال

گوڑپ رادہا بائی مرافعہا بوکالت مسٹر شنکر راؤ صاحب و مسٹر شنکر پرشاد صاحب وکلاء۔

بنام

گوڑپ رامراؤ مرافعہ علیہ بوکالت پنڈت سری پت راؤ صاحب وکیل

امر منفصلہ کو تازہ نہ کیا جانا۔

تجویز ہوئی کہ جبکہ اصل اوطان کی وراثت (۷) سال قبل تصفیہ پاکر منظور ہوچکی ہے تو اب ایک سرسری درخواست پر ایک امر منفصلہ کو تازہ نہیں کیا جاسکتا۔

واقعات مقدمۂ ہذا یہ ہیں کہ رادہا بائی (مرافعہا) زوجہ راجیشر راؤ نے ۲۰ آبان ۱۳۳۲ ف کو ڈویژن چنور میں درخواست بدیں مضمون پیش کی کہ اوطان مواضعات پلہ گاؤں، کلمنور، ملم پیٹھ، لنگنا پیٹھ، یرائی پیٹھ کی وراثت اولاً کشٹیا کے نام منظور کی جاکر اُس کے بقیہ سہ برادراں رامراؤ[1]، راجیشور راؤ[2]، لچھمن راؤ[3] بحصہ مساوی شریک شکمی رہے۔ کشٹیا کی فوتی پر اُس کے فرزند نرسنگ راؤ کے نام وراثت منظور ہوئی اور دیگر حصہ داراں حسب سابق شکمی ہی رکھے گئے اور متوفے کی زوجہ بھی زیر پرورش رکھی گئی اس کے بعد نرسنگ راؤ کا انتقال ہوا تو بلحاظ کلانیت خاندان و رضامندی مادر متوفے وراثت رامراؤ (مرافعہ علیہ) کے نام منظور ہو کر اُس کی شکمی میں راجیشور راؤ (شوہر مرافعہا) و لچھمن راؤ و رادہا بائی مادر متوفی بحصۂ مساوی شریک شکمی رہے اور بلحاظ انقسام خاندان مواضعات کی تقسیم حسب ذیل عمل میں آئی۔

رامراؤ[1] ملم پیٹھ۔ لنگنا پیٹھ۔

راجیشور راؤ[2] (شوہر مرافعہا) کلمنور۔ یرائی پیٹھ۔

لچھمن راؤ[3] پلہ گاؤں اور رادہا بائی[4] اپنی رضامندی سے ہر سہ حصہ داراں کی زیر پرورش رہی اور سرکاری کام صاحب تقرر کے نام یا اُس کے مختار نامہ پر ایک ہی شخص کے ذریعہ چلایا جاتا تھا اس کے بعد لچھمن راؤ و رادہا بائی (مادر نرسنگ راؤ) کا انتقال ہوا اور راجیشر راؤ (شوہر مرافعہا)

مرافعہ بنا راضی تجویز صوبہ دار صاحب صوبۂ ورنگل۔ نشان فیصلہ (۴۲) مورخہ ۱۸ بہمن ۱۳۴۲ ف۔

گوڑپہ رادھابائی
بنام
گوڑپہ رامراؤ

ور امراؤ (مرافعہ علیہ) سرکاری کام انجام دیتے رہے اور اسکیل وغیرہ نصفا نصف تقسیم کر لیتے تھے ۔ ۲۵ یا ۱۳۲۶ف میں راجیشورراؤ (شوہر مرافعہا) بھی فوت ہوگیا ۔ اس کے بعد رامراؤ (مرافعہ علیہ) خاندان کے بڑے آدمی ہونے سے بحیثیت منتظم کاروبار چلاتے تھے اور میرے حصہ کے مواضعات وغیرہ کا محاصل سالانہ نصف حصہ دیا کرتے تھے اب چونکہ وہ حصہ نہیں دیرہے ہیں اس لئے سائلہ کا نصف حصہ اوطان میں قائم فرماکر دلادیا جائے ۔

محکمہ ڈویژن سے تحصیل کو بعد دریافت رائے ظاہر کرنے لکھا گیا اور اس کے بعد پھر تحصیل میں دریافت عمل میں آئی اور بالآخر تحصیل سے ۹ر فروردی ۱۳۳۸ف کو ایک تفصیلی فیصلہ ہوا ۔ اور جس میں خاندان مشترکہ ثابت ہونے پر مرافعہا کو صرف نان ونفقہ کا مستحق قرار دیا گیا ۔

ڈویژن نے ۱۵ر آبان ۱۳۴۲ف کو یہ فیصلہ کیا کہ " خاندان مشترکہ پایا جاتا ہے ۔ حسب دفعہ ۱۵۳ دہرم شاستر مؤلفہ راۓ بجناتھ صاحب بلحاظ اشتراک خاندان بیوہ صرف نان ونفقہ کی مستحق قرار پاتی ہے ۔ لہذا درخواست رادھابائی نامنظور ۔ بلحاظ بیوہ خاندان مشترکہ صرف نان و نفقہ تابجد ربع اسکیل سالانہ ایصال ہوا کرے ۔"

بناراضی تجویز ڈویژن محکمۂ صوبہ داری میں رادھابائی نے مرافعتاً رجوع ہوئی تو صوبہ دارصاحب ورنگل نے ۸ر اسفندار بہمن ۱۳۴۲ف کو بہ نامنظوری مرافعہ یہ فیصلہ فرمایا کہ (اصل اوطان کی وراثت سات سال قبل تصفیہ پاکر منظور ہوچکی ہے ۔ اب ایسی سرسری درخواست سے امر منفصلہ تازہ نہیں کیا جاسکتا ہے اگر رادھابائی کو کوئی دعوائے حقیت کا ہے تو علحدہ باضابطہ چارہ کار اختیار کرسکتی ہے ۔

اب محکمۂ ہذا میں بناراضی فیصلہ صوبہ داری منجانب رادھابائی مرافعہ پیش ہوا ہے جس کے عذرات اہم حسب ذیل ہیں ۔

عذرات

ف ۱ ۔ پٹہ دار اوطان کی موجودگی میں حصہ داری کی وراثت قانوناً ہوسکتی ہے ۔

ف ۲ ۔ وراثت اوطان سے بحث نہیں ہے بلکہ بلحاظ خاندان منقسمہ وراثت حصہ داری کی ہے ۔

گوڑپ راد لہ بائی بنام گوڑپ راہمراڈ

۳۵ - جو امر سررشتۂ مال سے بآسانی تصفیہ ہو سکتا ہے اُس کو محول بعدالت کرنا بالکل خلاف انصاف ہے -

استدعاء ہے کہ مرافعہ منظور اور تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے -

حکم عالیجناب لفٹنٹ کرنل سر ٹرنچ صدر المہام بہادر مال -

تمہید - مثل پیش ہوئی - بحث ہائے وکلاء فریقین بتاریخ ہائے ۱۴ و ۱۵ آذر ۱۳۴۳ ف و ۱۷ اردی ۱۳۴۳ ف سماعت کی گئی یہ کارروائی صرف وطن کے متعلق ہے اور مرافعہ گذار کا ادعاء یہ ہے کہ خاندان منقسمہ ہے - فریق ثانی کو اراضیات کی تقسیم سے انکار نہیں ہے گر وطن جس سے یہ کل کارروائی متعلق ہے اس کی تقسیم سے انکار ہے اور استدلال یہ ہے کہ اگر وطن تقسیم ہو چکا ہوتا تو نرسنگ راؤ کے نام ہوتا - اس مرافعہ میں دو اعتراضات اہم ہیں ایک تو یہ کہ اصل اوطان کی وراثت سات سال قبل تصفیہ پاکر منظور ہو چکی ہے اب ایک سرسری درخواست پر ایک امر منفصلہ کو تازہ نہیں کیا جاسکتا - دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اوطان کی حد تک خاندان کی تقسیم ثابت نہیں ہے - بلکہ قیاس اس کے خلاف ہے - میری رائے میں یہ دونوں اعتراضات اہم ہیں اور ان کا جواب نہ بحث وکیل مرافعہ گذار میں کہیں ملا اور نہ مثل سے کہیں ملتا ہے - لہذا تجویز صوبہ داری میں کسی مداخلت کی ضرورت نہیں پائی جاتی -

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور -

مرافعہ صیغۂ مال

نشان مثل ۲۱/۸۷ سنہ ۱۳۴۳ ف
منفصلہ ۲۷ اردی بہشت سنہ ۱۳۴۳ ف

جانکی بائی فوت قائمقام رامچندر مرافع بوکالت پنڈت سری پت راؤ صاحب وکیل کمل

بنام

سرکار عالی مرافعہ علیہ بوکالت مولوی حاجی محمد فیض اللہ صاحب وکیل سرکار

شرائط قول کی عدم تکمیل کا نتیجہ -

تجویز ہوئی کہ چونکہ اجارہ دار نے شرائط قول کی تکمیل نہیں کی لہذا وہ کسی رعایت کا مستحق نہیں ہے -

مرافعہ بنا راضی تجویز فیصلہ صوبہ دار صاحب صوبہ ورنگل مورخہ ۲۷ آذر سنہ ۱۳۴۲ ف -

جانکی بائی بنام سرکار عالی

کارروائی ہذا کے مختصر واقعات یہ ہیں کہ سندر لال کو سیتا گوندی بعنوان قول سی سالہ سنہ ۱۲۸۶ ف میں عملداری منخفضہ سے دیا گیا۔ سنہ ۱۳۱۵ ف میں مدت ختم ہوئی اور سنہ ۱۳۱۶ ف میں شریک خالصہ کیا گیا۔ رینوکا داس فرزند سندر لال متوفی نے حقوق بالمقطعہ عطاء ہونے بتاریخ ۲۵ تیر سنہ ۱۳۱۶ ف تحصیل میں درخواست دیا بعد ختم مدت قول اراضی مزروعہ وغیر مزروعہ کا جو تختہ مرتب کرایا گیا تھا اسی پر مولوی محمد علی صاحب نے بعہد تعلقداری تجویز فرمایا کہ رقبہ مندرجہ قولنامہ ([illegible] بیگہ ۱۴ بام) ہے جس میں مزروعہ سابقہ ([illegible] بیگہ ۱۷ بام) قابل الزراعت۔ ناقابل الزراعت ([illegible] بیگہ ۳ بام) پیمائش میں ([illegible] بیگہ ۵ بام) برآمد ہوئے۔ مزروعہ زمانہ قولی ([illegible] بیگہ ۱۰ بام) بہ نسبت سابقہ مزروعہ ([illegible] بیگہ ۱۵ بام) افتادہ رہگئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بزمانۂ قول کچھ کاشت نہیں ہوئی چونکہ قولدار نے سنہ ۱۳۱۶ ف میں اپنے نام ([illegible] بیگہ ۱۶ بام) کا پٹہ قائم کر لیا ہے۔ لہذا بایں شرط مالی وکوتوالی کا پٹہ منظور کیا جاتا ہے کہ جو اراضی بعنوان پٹہ سنہ ۱۳۱۶ ف میں لیا ہے اس کے نام قائم رہے۔ موضع میں سفالپوش چاوڑی و باؤلی تیار کرائے۔

حقوق بالمقطعہ عطاء نہ ہونے سے بحیثیت مرافعہ راجہ مرلیدھر صاحب صوبہ دار وقت نے بذریعہ فیصلہ نشان (۳۰۴) مورخہ ۳۰ آبان سنہ ۱۳۱۶ ف اجارہ دار کو حقوق بالمقطعہ عطاء کئے۔ سنہ ۱۳۲۱ ف میں اس موضع کی شنوائی کے بعد مسٹر گستاسب جی مہتمم بندوبست ورنگل نے بذریعہ مثل نشان (۱۵۲) مورخہ ۲۰ خورداد سنہ ۱۳۲۱ ف محکمۂ ہذا میں تحریک کی کہ موضع سیتا گوندی کے اعلان کے وقت معلوم ہوا کہ سی سالہ قول پر اس شرط سے دیا گیا تھا کہ قابل الزراعت کے منجملہ سہ ربع زمین کی کاشت ہو تو بعد ختم مدت نصف محاصل موضع اور موضع کی پٹیل گری کا حق حاصل رہیگا ورنہ نہیں۔ لیکن بمقابلہ کل اراضی ([illegible] ایکر) کے صرف ([illegible] ایکر) کی کاشت ہوئی ہے۔ حالانکہ کل رقبہ کے تین چوتھائی ۳/۴ ([illegible] ایکر) مزروع ہونا لازمی تھا۔ ان وجوہات سے قولدار نصف محاصل یا پٹیلگی کا مستحق نہیں ہوتا ہے۔ مگر پٹواری سے معلوم ہوا کہ صوبہ داری سے ہر دو حقوق بحال و قائم ہیں اور عمل جاری ہے۔ محکمہ والا سے تجویز فرمائی جائے کہ اتبک جو نقصان سرکار ہوا وہ ہو گیا۔ آئندہ محفوظ رہے۔ بنا بر اں صوبہ داری

جانکی بائی بنام سرکار عالی

سے واقعہ دریافت ہو کر گذارش (۱۹۵۲) مورخہ ۲۷ امرداد ۱۳۲۲ف مرتب و بعد اندراج رائے صدر ناظم مسٹر ڈنلاپ وزارت عظمیٰ میں پیش کی گئی تو نواب سالار جنگ بہادر مدار المہام وقت نے بتاریخ ۲۹ رجب ۱۳۳۱ ہجری حسب رائے صدر ناظم صاحب مال عمل ہونے حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ محکمۂ ہذا سے ذریعہ مراسلہ از ۳۶۴۰ تا ۳۶۴۲ مورخہ ۱۱ شہریور ۱۳۲۲ف حسب الحکم سرکار دفتر بندوبست وصوبہ داری ورنگل وضلع کے نام احکام اجراء پائے کہ رپورٹ مہتمم بندوبست وجواب محکمۂ صوبہ داری ملاحظہ فرمانے کے بعد سرکار ارشاد فرماتے ہیں کہ اجارہ دار نے جس زمین کی کاشت کی ہے اس کو بندوبست کے سالم دہارہ پر اپنے قبضہ میں رکھ سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو اور زمین سالم دہارہ پر لے سکتا ہے۔ مگر ان وجوہات کی بناء پر جو تعلقدار صاحب نے بیان کئے ہیں وہ کسی رعایت کا مستحق نہیں ہے۔ البتہ اجارہ دار کو جو ٹیلنگی دیگئی ہے اس میں دست اندازی نہ ہونی چاہئے۔ نیز حکم ہذا کا تعلق ان افتادہ زمینات سے نہ رہیگا جو مواضعات اجارہ میں واقع ہیں جن کے حدود قطعی طور پر سرکار نے نہیں قائم کی ہے یہ شرط اس لئے ضروری ہے کہ بہت سے اجارہ دار ایسے بڑے بڑے رقبہ جات پر قابض ہیں جن کی نسبت باور کیا جاتا ہے کہ ان کو استحقاق نہیں ہے اور اسی لئے اب تک ایک خاص عہدہ دار مواضعات اجارہ کے حدود قائم کرنے کی غرض سے علحدہ مقرر کیا جارہا ہے۔

اس حکم کی نظر ثانی منجانب نارائن پرشاد فرزند انوکا داس متوفی پیش ہونے پر ذریعہ مراسلہ نشانی (۱۵۹۳) م ۲۰ اسفندار ۱۳۲۳ف ورپورٹ بتوسط صوبہ داری روانہ کرنے ارسال کی گئی۔ دوران کارروائی میں بوجہ فوتی نارائن پرشاد سماۃ جانکی بائی زوجہ لچا پرشاد جس کے نام وراثت منظور ہو چکی تھی ضلع میں رجوع ہونے سے کارروائی ہو کر ۱۳۳۱ف میں مولوی قطب الدین اسپیشل عہدہ دار بعد تحقیقات ذریعہ فیصلہ نشان (۴۳) واقع ۱۱ خورداد ۱۳۳۱ف اظہار رائے فرمایا کہ:۔

بروئے قولنامہ رقبہ مندرجہ قول

مزروعہ سابقہ	قابل زراعت	ناقابل	جملہ
۱۱۳۴ بیگہ ۱۷ بام	۱۵۳۰ بیگہ ۱۳ بام	۱۵۳۲ بیگہ ۴ بام	۱۳۲۸۷ بیگہ ۱۴ بام

جانکی بائی
بنام
سرکار عالی

بروئے پیمائش تحصیل

جملہ	افتادہ	مزروعہ
... بیگہ ۸ ا بام	... بیگہ ۷ بام	... بیگہ ۱۱ بام

ناقابل

جملہ

ا... بیگہ ۷ بام — ... بیگہ ۵ بام

بروئے پیمائش بندوبست بغیاب اجارہ دار

پرمیوک	ناقابل	قابل	مزروعہ
... یکر ۷ اگنٹہ	... یکر ۶ گنٹہ	... یکر ۹ گنٹہ	... یکر ۱۳ اگنٹہ

گاؤٹھان

جملہ

... یکر ۰ اگنٹہ — ... یکر ۵ اگنٹہ

ختم مدت پر جو تختہ تیار کرایا گیا (... بیگہ) حقیقتاً مزروع ہونا ظاہر تھا بظاہر یہ بیان صحیح معلوم ہوتا ہے کہ رقبہ مندرجۂ قول کا ایک ثلث تو کجا مزروعہ سابقہ میں بھی (... بیگہ) کی کمی واقع ہوئی۔ یہ محض سطحی نتیجہ تھا جو بغیر کامل دریافت اخذ کیا گیا اور تعلقدار صاحب وقت نے اسی تختہ پر قولدار کو حقوق بالمقطعہ پانے کا مستحق نہ ہونے حکم دیا۔ ترتیب تختہ میں جو غلط فہمی ہوئی وہ یہ تھی کہ اس سال زیر کاشت (... بیگہ) تھی۔ بقیہ افتادہ تھا۔ افتادہ کے یہ معنی نہیں ہے کہ ہمیشہ سے افتادہ ہے اور وہاں زراعت نہیں ہوئی وہاں لہائے سالی سے زراعت ہوتی آئی تھی عند الموقع مہتر ڈی موجود ہے جو قولدار تیار کرا کر کاشت کرتا تھا اور اب بھی زراعت موجود ہے میری اس وقت کی انسپکشن نوٹس کی بناء پر تجویز کی جاتی ہے کہ قولدار نے شرائط قول کی تکمیل کی ہے اور شرط قول سے زائد مہتر ڈی اور تختہ یا ڈی تیار کی ہے اس لئے حقوق بالمقطعہ پانے کا مستحق ہے۔ چونکہ رقبہ حقیقی رقبہ مندرجۂ قول کے دوچند سے کم ہے۔ اس لئے سالم رقبہ قولدار پر حقوق بالمقطعہ کے ساتھ بحال کیا جائے۔ حقوق خدمتیان دیہی قولدار کے ذمہ رہیں گے۔ مزروعہ سابقہ نوعیت سابقہ پر قائم رہیگی۔ حاصل تابع بندوبست رہیگا بصلہ آبادی سند مقدمی مالی وکوتوالی عطاء ہو نقل فیصلہ محکمہ ہذا میں وصول

جانکی بائی بنام سرکار عالی

ہونے پر ذریعہ مراسلہ نشان (۳۲۷) مورخہ ۴ ۱۱ آذر سنہ ۱۳۳۲ ف محکمہ سرکار سے لکھا گیا کہ ضلع
نے اپنی رپورٹ میں بلحاظ انسپکشن نوٹ جو مواد مرتب کیا ہے وہ سنہ ۲۶ ف کے مشاہدہ کے
مدنظر ہے۔ جب سنہ ۱۶ ف میں مدت ختم ہوئی تو اس وقت کے لحاظ سے کارروائی ہونی چاہیے
تھی۔ آبادی کے لحاظ سے جو اوسط کاشت کا نتیجہ اخذ فرمایا ہے وہ ایک قیاسی نتیجہ معلوم
ہوتا ہے۔ جس کو حقیقی حالت سے مطابقت نہیں ہو سکتی۔ بعد غور رپورٹ کی جائے تو مولوی
حافظ محمد یسین صاحب اول تعلقدار نے بہ طلبی امثلہ و بعد سماعت بحث ذریعہ نشان ۹۲۲
مورخہ ۲۹ مہر سنہ ۳۳ ف رپورٹ کی کہ قولدار کی جانب سے شرائط قول کی تکمیل نہیں ہونا ظاہر
ہوتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اول تعلقدار نے جو مراعات سنہ ۱۶ ف میں کئے ہیں بہت
کافی ہیں اس سے بڑھکر مراعات کا وہ مستحق نہیں نظر آتا الخ۔ صدر نظامت کی رائے حاصل
کرنے مثل اجارہ محکمہ ہذا سے واپس کی گئی۔

اس نوبت پر تجویز ضلع کا مرافعہ جانکی بائی نے محکمہ ہذا میں پیش کیا تو محکمہ ہذا کی مثل
مرافعہ نمبر ۹/۸۹ بابتہ سنہ ۱۳۳۴ ف بوجہ قیام صدر نظامت محکمہ صدر نظامت میں منتقل کیگئی۔
مسٹر دارابجی جیبنائی صوبہ دار صاحب نے بتاریخ ۲۷ آذر ۱۳۴۰ ف تجویز فرمائی کہ
"بانعقاد تاریخہائے پیشی کارروائی عمل میں آئی۔ لیکن اجارہ دار حاضر ہو کر پیروی نہیں کیا۔
بلکہ ذریعہ درخواست استدعا کی ہے کہ محکمہ ضلع کو معائنہ موقع کے بعد رپورٹ کرنے حکم
دیا جائے۔ محکمہ ہذا کے خیال میں معائنہ موقع کی اس وجہ سے ضرورت نہیں ہے کہ فی الوقت
اگر معائنہ بھی کرایا جائے تو کوئی سودمند نتیجہ بحق مرافع اس وجہ سے پیدا نہیں ہو سکتا کہ
شرائط قول کی تکمیل اندرون مدت قول ہونے پر مراعات سے اجارہ دار مستفید ہو سکتا ہے
ختم مدت قول کی حالت میں رعایت قول کا مستحق ہونا بناء دعوے نہیں ہو سکتا۔ مولوی
محمد علی صاحب اور من بعد مولوی حافظ محمد یسین صاحب نے بعد سماعت بحث جو رائے
قائم کی ہے وہ بالکل حالات ماقبل قول پر مبنی ہے۔ چنانچہ سرکار نے اس کو منظور بھی فرمالیا
ہے۔ لہذا جو درخواست نظر ثانی پیش ہوئی ہے وہ قابل اخراج ہے اور حسب فیصلہ سرکار
عمل ہونا چاہیے"۔ اس تجویز کو ذریعہ مراسلہ نشان (۹۴۴) مورخہ ۶ اردی ۱۳۴۰ ف

جانکی بائی بنام سرکار عالی

اطلاعاً محکمۂ ہذا میں بھی روانہ فرمایا۔ ملاحظہ ہو مثل مال ورنگل ۲/۱ بابتہ ۱۳۴۰ف۔

بوجہ فوتی جانکی بائی اس کے قائمقام رامچندر (مرافع) نے بنا راضی حکم زیر اپیل مندرجہ مراسلہ نشان ۴۹۹۷۱۲ م ۲ر دے ۱۳۴۰ف بانسلاک نقل تجویز مورخہ ۲۷ر آذر ۱۳۴۰ف درخواست مرافعہ محکمۂ ہذا میں بتاریخ ۱۰ر بہمن ۱۳۴۰ف بعذرات ذیل پیش کیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے۔

عذرات

ف ۱۔ مرافع کو حکم مندرجہ مراسلہ زیر مرافعہ کی شنوائی ہنوز نہیں ہے اس لئے درخواست مرافعہ اندرون مدت ہے۔

ف ۲۔ حکم زیر اپیل بلاطلبی و بلا عطائے موقع سماعت اعذار یکطرفہ صادر ہوا ہوا ہے۔

ف ۳۔ مقدمہ زیر بحث میں امر منفصلہ عارض ہے قانوناً امر منفصلہ مکرر تازہ ہو نہیں سکتا ہے۔

ف ۴۔ جن کاغذات پر استدلال کیا گیا ہے اس کی تردید فیصلہ اسپیشل عہدہ دار مورخہ ۱۱ر خورداد ۱۳۳۱ف سے بھی ہوتی ہے و نیز مراسلہ تحصیل سے بخوبی ظاہر ہے کہ بپابندی قانون بہ زمانہ اختتام مدت قول اراضی زیر بحث بمقدار کافی مزروع ہو چکی تھی اور اجارہ دار نے مزروعہ اراضی و آبادی اجارہ میں بصرفہ ذاتی کوشش کی ہے۔

ف ۵۔ سررشتہ بندوبست کا تعلق پیمائش و تشخیص دہارہ کی حد تک ہے نوعیت قول یا تکمیل شرائط قول وغیرہ میں دخل دینے کا ان کو حق نہیں ہے۔ پس ایسے خلاف اختیار تحریک پر جو کارروائی کا آغاز کیا گیا خلاف قانون و لائق تنسیخ ہے۔

ف ۶۔ حکامان مقتدر سررشتۂ مال کے متعدد رپورٹ و فیصلہ جات سے ثابت ہے کہ اجارہ دار نے جملہ شرائط قول کی پابندی کی ہے اور اب وہ مستحق ہے کہ موضع مذکور کے کل حقوق اجارۂ پابندی معاہدہ مندرجۂ قولنامہ عطا فرمائے جائیں۔ استدعا ہے کہ: بمنظوری مرافعہ حکم زیر مرافعہ منسوخ فرمایا جائے اور مرافع کو بپابندی شرائط مندرجہ

جانکی بائی
بنام
سرکار عالی

قول کل حقوق اجارہ داری دوامًا عطا ہونیکا حکم صادر فرمایا جائے ۔

حکم عالیجناب لفٹننٹ کرنل سر ٹرنچ صدر المہام بہادر مال ۔

تمہید ۔ آج مثل پیش ہوئی مرافعہ گزار وکالتاً حاضر ہے وکیل صاحب سرکار بھی حاضر ہیں ۔ مرافع کی ساری بحث یہ ہے کہ ۱۳۱۶ف مدت قول کے ختم ہونے پر رقبہ کاشت شدہ کے جو اعداد بتلائے گئے ہیں وہ غلط ہیں اور یہ کہ فی الحقیقت اُس نے (...) بیگہ سے زائد رقبہ یعنے (۱۴۵۰ × ۳/۴) جو شرائط قول کے بموجب اُس پر لازم تھا زیر کاشت لایا ہے اپنی اس بحث کی تائید میں وہ بعض تختہ جات کا حوالہ دیتا ہے جو غالبًا ۱۳۱۶ف میں تحصیلدار کے روبرو پیش کیے گئے تھے اور جس کے بموجب ۱۲۹۸ف سے ۱۳۱۰ف کے دوران میں سالانہ زیر کاشت رقبہ ... بیگہ سے لیکر (...) بیگہ تک رہا ہے ۔ لیکن اُن رپورٹوں کی موجودگی میں جو ختم مدت قول پر پیش ہوئی ہیں اجارہ دار کے مذکورہ بالا اعداد کوئی وقعت نہیں رکھتے ۔ پس چونکہ اجارہ دار نے شرائط قول کی تکمیل نہیں کی ہے لہذا وہ کسی رعایت کا مستحق نہیں ہے ۔ لہذا مرافعہ نامنظور ۔

مرافعہ صیغہ مال

نشان مثل ۶۱ سنہ ۱۳۲۳ف
منفصلہ ۳۰ سر اردی بہشت سنہ ۱۳۲۳ف

حسن پٹیل مرافع بوکالت مولوی میر اکبر علی صاحب جائنٹ کونسل

بنام

سرکار عالی مرافعہ علیہ بوکالت ....

بے چراغ موضع آباد ہونے پر اُس کا وطن سرکاری سمجھا جانا ۔

تجویز ہوئی کہ (۱) اگر کوئی بے چراغ موضع دوبارہ آباد ہوجائے تو اُس کا وطن سرکاری سمجھا جائیگا تاوقتیکہ یہ ثابت نہ ہو کہ قدیم وطندار یا اُس کے ورثا کی کوششوں سے یہ موضع دوبارہ آباد ہوا ہے ۔ قدیم وطنداران کا حق اگر ثابت بھی ہوجائے تو باقی نہیں رہتا ۔

(۲) لیکن مناسب یہ ہوگا کہ ایسی صورت میں قدیم وطنداروں یا اُن کے ورثا کو ہی منجانب سرکار گماشتہ مقرر کیا جائے ۔

واقعات یہ ہیں کہ پولیس نے تحصیل میں رپورٹ کی کہ موضع مسکن پلی تعلقہ یادگیر سابق میں بے چراغ

مرافعہ بناراضی تجویز صوبہ دار صاحب صوبہ گلبرگہ شریف نشان فیصلہ ۲۱/۵ بابتہ سنہ ۱۳۲۲ف مورخہ ۲۵ خرداد ...

حسن پٹیل
بنام
سرکار عالی

موضع تھا - اب (۶۰-۷) سال سے آباد ہوا ہے چونکہ موضع شارع عام پر واقع ہے اور یہاں پولیس پٹیل نہیں ہے تقرر فرمایا جائے۔

تحصیل نے اطلاع سے آبادی و خانہ شماری کی کیفیت دریافت کرنے سے یہ جواب وصول ہوا کہ موضع مذکور کی خانہ شماری (۴۰) اور مردم شماری (۱۶۵) محاصل موضع (الف روپے) ہے سمیان نبی صاحب ولد دادل صاحب و لبپا ولد لبیا کی درخواست پر کارروائی ہو کر تحصیل سے لبپا کو حکم دیا گیا کہ گاؤں آباد کیا جائے تو پولیس پٹیلگی کا حکم دیا جائیگا - اب لبیا فوت ہوا ہے اُس کا فرزند ثمر نیا موجود ہے - اُس نے تحصیل میں درخواست پیش کی کہ اُس کا باپ لبپا متوفی نے موضع آباد کیا ہے - لہذا وطن پولیس پٹیلگی اُس کے نام منظور کیا جائے اور اُسی تاریخ کو سمیان ونڈپا و سید پٹیل و سائپا نے تحصیل میں درخواست دی کہ از بابت صدر سے لبپا ولد زیپا کے نام پولیس پٹیلی کی منظوری صادر ہوئی ہے - لبپا کی حیات میں یہ معاہدہ ہوا ہے کہ پٹیلی کے وہ چار چار آنہ کے حصہ دار ہیں جس کا تصفیہ قبل آبادی موضع ہو چکا ہے - لہذا پولیس پٹیلی پر ثمر نیا ولد لبپا کا تقرر منظور فرمایا جائے اور ہمارا نام ثمر یک آنہ داری کر دیا جائے۔

مسمی حسن پٹیل نے مکرر تحصیل میں درخواست پیش کی کہ اس موضع کی پولیس پٹیلی سابق سے سائل کے دادا کے نام تھی اور موضع بے چراغ کو سائل نے آباد کیا ہے - ثمر نیا کی درخواست لغو ہے سائل مستحق پٹہ وطن ہے - تحصیل سے بعد تحقیقات باخذ ثبوت لسانی و دستاویزی حسن پٹیل (مرافع) کے نام منظوری وطن کی رائے دیدیگئی اور تختہ بغرض منظوری ڈویژن میں روانہ کر دیا گیا اور ڈویژن سے بھی حسب رائے تحصیل منظوری دیدیگئی -

نوٹ :- لیکن بلحاظ گشتی نشان (۸) بابتہ ۱۳۰۵ف یہ کارروائی محتاج منظوری صاحب ضلع تھی -

تجویز ڈویژن کی ناراضی سے سمیان ونڈپا و سید پٹیل نے محکمۂ صوبہ داری میں مرافعہ پیش کیا تو صوبہ داری سے اس بناء پر کہ "حسب گشتی نشان (۱) بابتہ ۱۳۲۲ف ایسے اوطان پر حق سرکار قائم ہو چکا ہے اور یہ ملک سرکار متصور ہوں گے" - اس گشتی کے لحاظ سے منجانب سرکار گماشتہ کا تقرر ہو سکتا ہے - مرافعہ ترمیماً منظور کر کے کسی لائق شخص کا تقرر اجرائی کار کی حد تک منجانب سرکار

حسن پٹیل
بنام
سرکار عالی

کرنے کا حکم دیا گیا۔

اب اس تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے یہ مرافعہ منجانب حسن پٹیل محکمۂ ہذا میں اندرون میعاد بعذرات ذیل پیش ہوا ہے اور اسی تجویز کی ناراضی سے سمیان دنڈپا وغیرہ نے بھی مرافعہ عکسی پیش کیا ہے جس کا مثل ۶۷/۸ گلبرگہ بابتہ ۱۳۴۲ف ہے جو بغرض تصفیہ اس کے ساتھ پیش ہے۔

(عذرات مرافعہ)

(۱) عہدہ داران مقامی نے بعد تحقیقات کامل سائل کو وطن پولیس پٹیلی کا حکم دیا ہے صوبہ داری سے بلا وجہ اختلاف کیا گیا ہے۔

(۲) واقعات سے ظاہر ہے کہ یہ موضع کچھ عرصہ تک غیر آباد تھا۔ ایسی حالت میں کارروائی وراثت نہ کرنے کی بناء پر سائل کو وطن سے محروم کرنا محتاج توجہ عالی ہے

(۳) صوبہ دار صاحب نے جس گشتی کا حوالہ دیا ہے وہ مقدمۂ ہذا سے غیر متعلق ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ مرافعہ منظور۔ تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب لفٹنٹ کرنل سر ٹرنچ صدر المہام بہادر مال۔

تمہید۔ مثل پیش ہوئی۔ بحث وکلاء فریقین بتاریخ ۱۸ آبان ۱۳۴۲ف سماعت کی گئی اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر تحقیقات سے یہ ثابت ہو جائے کہ مرافعہ گزار یا اُس کے اجداد موضع کے بے چراغ ہونے کے قبل اُس کے وطندار تھے اور یہ کہ اُنہوں نے اس کی آبادی میں کافی حصہ لیا ہے تو وہ ضرور قابل رعایت سمجھی جانی چاہئے اس کارروائی میں مقامی تحقیقات بالکل نہیں ہوئی۔ جسکی میری رائے میں بہت ضرورت تھی۔

صوبہ دار صاحب کے ایک جزو تجویز سے مجھے اتفاق ہے یعنے یہ وطن سرکاری سمجھا جائے اس لئے کہ اب مسجد دآ ہونیکی شکل میں (تا وقتیکہ یہ ثابت نہ ہو کہ مرافعہ گذار کی کوششوں سے یہ موضع دوبارہ آباد ہوا ہے)۔

قدیم وطنداران کا حق (اگر وہ ثابت بھی ہو جائے) باقی نہیں رہتا۔ لیکن تجویز مذکور کا دوسرا جزو ترمیم کے قابل ہے۔ یعنے میری رائے میں اگر مرافعہ گزار کا ادعا ثابت ہو جائے کہ

اُس کے اجداد پہلے وطندار تھے تو اسی کو منجانب سرکار کارگزار رہنا زیادہ مناسب ہوگا لہذا حکم ہوا کہ

مرافعہ ترمیماً منظور۔ حسب صراحت صدر مثل تکمیل تحقیقات کے لئے واپس کردیجائے۔

مرافعہ صیغہ عطیات

نشان مثل ۴۰/۲۸ منفصلہ ۱۳ ر اردی بہشت ۱۳۴۳ ف

پھنی ہارم تاتیاچاری مرافع بوکالت پنڈت رام کشن راؤ صاحب وکیل

بنام

سرکار عالی مرافعہ علیہ بوکالت

حسب رائے ضلع وغیرہ کے معنی۔ مزید صراحت کی ضرورت نہ رہنا۔

تجویز ہوئی کہ گو فیصلہ نظامت عطیات میں صراحت تاحیات دعویدار موجود نہیں ہے مگر حسب رائے ضلع وصوبہ کی صراحت حکم میں ہونے سے کسی مزید صراحت کی درحقیقت ضرورت نہیں ہے۔

واقعات بروئے مثل صوبہ داری یہ ہیں کہ منتخب نشان (۲۱۹) مورخہ ۲۰ ر مہر ۱۲۹۷ف کے ذریعہ مزرعہ سیتارام پورپن اگر ہار بعنوان خیرات بالفاظ (حسب اجرائی حال بحال رہے) بنام پھنی ہارم اپاکنڈہ چاری ولد سیتارامانجاچاری و پھنی ہارم کیشو وینکٹ رامانجاچاری ولد رامانجاچاری بحال ہوا۔

صاحب منتخب نمبر (۱) کی فوتی پر تختہ جات وراثت بعد دریافت بدرج رائے ضلع میں وصول ہوئے صاحب ضلع نے رائے دی کہ علاوہ پن مقررہ کے فیصدی (۱۲) روپیہ حق مالکانہ لیا جائے جس سے جناب صوبہ دار صاحب نے اتفاق فرماکر وراثت متوفی اُس کے فرزندان مندرجہ خانہ کے نام تاحیات لائق منظوری ہے پن مقررہ کے علاوہ حق مالکانہ فیصدی (۱۲) روپیہ لیا جائے۔ جب یہ تختہ جات براد منظوری محکمۂ ہذا میں وصول ہوئے تو تجویز ہوئی کہ حسب رائے ضلع وصوبہ داری وراثت متوفی اُس کے بڑے فرزند مسمٰی سیتارامانجاچاری کے نام منظور تا بجر حصہ بقیام شکمی حصص دیگر (۴) پسران بحصۂ مساوی اور وہ بھی حسب رائے گوبند راؤ صاحب تعلقدار وقت مندرجۂ تختہ دریافت انعام اور نصف حصہ اگر ہار حسب رائے تعلقدار مذکور

مرافعہ بنار اضی تجویز صوبہ دار صاحب صوبۂ ورنگل مورخہ ۲۴ ر مہر ۱۳۴۲ف۔

بھینی ہارم تاتیا جاری بنام سرکار عالی

فوراً ضبط و شریک خالصہ کرلیا جائے لہ بقیہ نصف حصہ میں صاحب منتخب نمبر(۲) اور دعویداران وراثت بالمنا صفہ اپنا اپنا حصہ پایا کریں گے۔ اسی صراحت کے ساتھ منتخب جاری شدہ میں اصلاح فرلیجائے گو دعویدران نے آجتک سالم موضع کے محاصل سے استفادہ حاصل کرلیا ہے اگر اس کی واپسی کا حکم دیا جائیگا تو اُنکی تباہی ہو جائیگی اور کثیر رقم کا اُن سے بازگشت وصول ہونا دشوار بھی نظر آتا ہے۔

(۲) سیتارا مانجاری صاحب تختہ کی فوتی پر اُس کے فرزندان تاتیاچاری ورامانجاری وراثتاً رجوع ہوئے مگر وثائق داخل نہ ہونے پر ضلع سے ذریعہ نشان (۹۳۸) ۲۳ مہر ۱۳۲۱ ف ضبطی معاش کا حکم اجراء ہوا جس کی بناء پر وثائق داخل کرنے پر صاحب ضلع نے تجویز کی کہ سیتارا مانجاری کی وراثت بنام تاتیاچاری منظور کی جائے اور شکمی میں چھوٹا بھائی رامانجاری رہے تو مناسب ہوگا۔ سرشہادت بھی تائید دعویدار ہے ابھی یہ حکم اجراء نہ ہونے پایا تھا۔ دعویدار وراثت تاتیاچاری نے درخواست پیش کی کہ اثنائے کارروائی میں اگرہار کے عمل دستگرداں کا حکم صادر ہوا۔ اب کارروائی مکمل ہوکر اجلاس عالی سے سائل کے نام وراثت منظور ہو چکی ہے بمنسوخی تجویز عمل دستگرداں اگرہار حسب سابق بحال و برقرار فرمایا جائے۔

بنابراں صاحب ضلع نے تجویز کی کہ بلاحظہ وثائق ظاہر ہے کہ معاش تاحیات جاری ہوئی تھی جس کے منجملہ ایک شخص فوت ہوا ہے۔ پس حسب احکام سرکار مندرجہ گشتی نشان ۵ بابتہ ۱۳۲۹ ف معاش زیر بحث ضبط نہیں ہو سکتی ہے جس کا اثر یہ ہوگا کہ معاش بدستور بقیہ صاحبان منتخب کے حق میں بحال رہیگی۔ متوفی کی وراثت دریافت کرنے کی ضرورت تھی۔ اور نہ کسی تجویز کی۔ پس حسبہ تحت کے نام احکام جاری کرکے مثل ضم کردیجائے۔

حسبہ ذریعہ مراسلہ نشان (۲۴۹) مورخہ ۱۴ اسفندار ۱۳۴۲ ف تحصیل کے نام احکام اجراء کئے جاکر بر خواست ضبطی کا حکم بھی دیا گیا۔

تجویز بالا کی ناراضی سے بعدالت صوبہ داری مرافع بھینی ہارم تاتیاچاری و بھینی ہارم رامانجاری نے پیش کی اسپر جناب صوبہ دار صاحب نے یہ فیصلہ فرمایا۔

فریقین غیر حاضر ہیں روئداد پر غور ہوا۔ صاحب منتخب نمبر(۱) اپاکنڈاچاری لد سیتارا مانجاری

یعنی ہارم تاتیا چاری بنام سرکار عالی

کی وراثت حسب رائے صوبہ داری نظامت عطیات سے ۹ ار اسفندار ۱۳۲۷ف کو منظور ہوئی
رائے صوبہ داری میں تاحیات کے الفاظ کے ساتھ منظوری کی سفارش ہوئی ہے جو نظامت
سے منظور ہوئی ہے ۔ اب صاحب تحتہ سیتارا مانجاچاری فوت ہوا ہے جس کے فرزندان
رجوع ہوئے ہیں ۔ صاحب ضلع بصراحت واقعات یہ تجویز صادر کی ہے کہ معاش تاحیات
جاری ہو تو بھی جس کے منجملہ ایک شخص فوت ہوا ہے تو پس حسب احکام سرکار مندرجہ گشتی نشان ۳
بابتہ ۱۳۲۹ف معاش زیر بحث ضبط نہیں ہوسکتی جس کا اثر یہ ہوگا کہ معاش بدستور بقیہ خدمتیاں
منتخب کے قبضہ میں بحال رہے ۔ متوفی کے دریافت وراثت کرنے کی ضرورت تھی اور نہ کسی
تجویز کی ۔ اس تجویز کا مرافعہ ہے ۔ صاحب ضلع کی رائے درست ہے اور ہم کو اس سے اتفاق
ہے حکم ہوا کہ مرافعہ نامنظور ۔ تجویز تحت بحال ۔

تجویز بالا کی ناراضی سے بعذرات ذیل یہ مرافعہ ہے ۔

عذرات

(۱) تحت نے غلط طریقہ پر مرافعان کی وراثت کی تحقیقات کرنے سے انکار فرمایا ہے
چاہیئے تو یہ تھا کہ بعد تحقیقات تحتہ وراثت بدرج رائے صدر میں روانہ کرتے ۔

(۲) نظامت سے بلا کسی قید کے وراثت منظور ہوئی ہے اُس کو تاحیات سمجھنے میں غلطی
ہوئی ہے ۔

(۳) صوبہ داری کا یہ استدلال کہ رائے ضلع وصوبہ داری نظامت سے منظور ہوئی ہے
بلکہ نصف معاش نمبر کیب خالصہ کی رائے دیتے ہوئے باقی نصف کے بلا کسی شرط کے وراثت
منظور فرمائی ہے ۔

(۴) ولو بالفرض مرافعان کے والد کی وراثت کے وقت خلاف اصول وخلاف قانون کوئی شرط
قائم ہوئی ہے تو اس وقت مانع تحقیقات نہیں ہوسکتی ۔

(۵) محکمۂ تحت کی یہ رائے کہ معاش بالفاظ غیر قطعی بحال ہوئی تھی غیر صحیح ہے الفاظ کی
تعبیر بلحاظ کل روئداد دریافت انعامی ہونی چاہیئے ۔

(۶) صاحب منتخب نمبر (۱) کی وراثت اُس کے فرزند کلاں کے نام ہو کر بقیہ فرزندان

پیشی بارہم تا تیا جاری بنام سرکار عالی

شکمی میں رہے تو اُس فرزند کلاں کے انتقال کے بعد اُس کی وراثت و قائمقامی اُس کے فرزندان کے نام ہونی چاہیئے ۔جس گشتی کا حوالہ محکمۂ صوبہ داری نے دیا ہے اُس سے اُس کی ممانعت نہیں کی گئی ہے ۔ استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ حسب ضابطہ مرافعان کے نام اُن کے والد کی وراثت منظور کرکے بدرج رائے تختہ منظوری کے لئے روانہ کرنے حکم صادر فرمایا جائے

حکم عالیجناب نواب رحمت یار جنگ بہادر ناظم عطیات۔

تمہید۔بحث وکیل صاحب مرافع کی سماعت کی گئی ۔منتخب کے الفاظ غیر قطعی ہونے سے منتخب کے پچھلے حالات پر سابق میں غور کرکے نظامت عطیات سے حسب رائے ضلع وصوبہ تصفیہ آخر ہوا کہ نصف موضع فوراً ضبط اور نصف ارثاً جاری کیا گیا ۔ضلع وصوبہ داری کے آراء متفق تھے کہ ارثاً اجرائی بھی ایک پشت ہو ۔گو فیصلہ نظامت عطیات میں صراحت تا حیات دعویداران موجود نہیں ہے مگر حسب رائے ضلع وصوبہ کی صراحت حکم میں ہونے سے کسی مزید صراحت کی درحقیقت ضرورت نہ تھی ۔(ملاحظہ شرح منظوری مندرجہ تختہ مشمولہ مثل ۸۲ عطیات سنہ ۱۳۳۰ ف)۔ لہذا

حکم ہوا کہ

تجویز زیر اپیل درست ہے ۔ مرافعہ خارج ہو۔

مرافعہ صیغہ عطیات

سنہ ۱۳۴۱ ف نشان مثل ۲۳/۸۷ منفصلہ ۱۳ ارد یبہشت ۱۳۴۳ ف

سید برہان الدین مرافع بوکالت مولوی محمد فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ

بنام

محمد عبد الرحمن مرافعہ علیہ بوکالت رائے گنپت لال صاحب ایڈوکیٹ

انعام خالصہ ہونے پر کیا عمل ہونا چاہیئے ۔ انعام خالصہ ہونے پر قابض کے نام پٹہ ہونا ۔خالصہ شدہ معاش کی تحقیقات بلا منظوری سرکار نہ ہونا۔

تجویز ہوئی کہ (۱) خالصہ شدہ معاش کے متعلق کوئی تحقیقات بلا منظوری سرکار عمل میں نہیں آسکتی ۔

(۲) بموجب احکام انعام خالصہ ہونے کی صورت میں قابض اراضی کے

مرافعہ بنا راضی تجویز صوبہ دار صاحب صوبہ گلبرگہ مورخہ ۱۸ الہ فرودی ۱۳۳۹ ف۔

سید برہان الدین
بنام
محمد عبدالرحمن

نام ہی پٹہ ہونا ہے۔

واقعات مسمی عبدالرحمن نے موضع پولکم پلی کی معاش کی نسبت بانسلاک نقل النقل شہنشاہ عالمگیر خلد مکان رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ اردے ۱۳۲۹ف میں ڈویژن میں درخواست پیش کی کہ موضع مذکور میں ایک چاور زمین انعام قدیم سے ان کے بزرگوں میں چلی آرہی ہے اور یہ انعام عطیہ سلطانی عالمگیر ہے شیخ محی الدین احمد فاروقی جد اعلی کو عطاء ہوا ہے اور یہ موضع سابق میں پٹی پدیمل میں تھا۔ بعد خالصہ پدیمل سائل کے حقیقی نانا سید مولانا ولد سید نبی مرحوم انعامدار ۱۳۰۸ف میں تحصیل کوزنگل میں رجوع ہوئے اور اُن کے مقابلہ میں کارروائی چلی ہے ۔ بعد انتقال اُن کے کوئی احکام میرے نام نہیں آئے اور نہ مثل کا پتہ چلتا ہے ۔ لہذا بعد دریافت میرے نام گوشوارہ مرتب فرمایا جائے اور اس کی تائید میں نواب امداد جنگ مرحوم جاگیردار پدیمل کا حکم پیش کیا تھا جس سے ظاہر ہے کہ اراضی مبحوثہ کو نواب صاحب نے عطیہ شاہی تسلیم کرکے حکم دیا ہے کہ سید نبی ولد سید مولانا کی والدہ حضرت بی صاحبہ کی معاش ہے جو اولاداً واحفاداً بحال وجاری رہیگی ۔

بنا براں ڈویژن نے تحصیل سے کیفیت طلب کی ۔ بتاریخ ۲ ر اسفندار ۱۳۲۹ف سید برہان الدین نے عذرداری کی کہ سید مولانا صاحب جن کی وراثت کی بنیاد پر دعوے ہوا ہے وہ میرے حقیقی چچا ہیں ۔ اُن کی تجہیز وتکفین وغیرہ میرے والد نے کی ہے اور اُن کی جائداد بھی میرے والد حاصل کئے ۔ اراضی انعامی کا میں مستحق ہوں عبدالرحمن وسلطان بی غیر مستحق ہیں بصورت بحالی اراضیات انعامی سائل ودیگر اہل برادری مولانا صاحب ہیں ۔

تحصیل نے بعد قلمبندی بیانات پٹیل وپٹواری وتحقیقات ذریعہ مراسلہ نشان (۳۸۱) ۱۰ ر اسفندار ۱۳۲۹ف برہان الدین کو غیر خاندان کا قرار دیکر معاش بنام عبدالرحمن بحال ہونے کی رائے دی ۔ اسپر ڈویژن افسر صاحب نے بغرض ثبوت وسماعت عذرداری بقرار داد پیشی فریقین کو طلب کیا مگر عذردار باوصف اطلاعیابی غیر حاضر رہا اور رائے تحصیل سے ڈویژن افسر صاحب نے اتفاق فرماکر منظوری کی رائے ظاہر فرمائی ۔ جس سے صاحب ضلع نے بھی اتفاق فرمایا ۔ جب یہ کارروائی صوبہ داری میں آئی تو اب یٰسین جنگ بہادر صوبہ دار نے بتاریخ ۱۸ ر فروردی ۱۳۳۹ف حسب رائے حکام تحت باخراج عذرداری معاش بنام عبدالرحمن

برہان الدین
بنام
عبدالرحمٰن

دعویدار بحال منظور فرمائی - اور حسبہ منتخب نشان (۵۰۰۹) ۱۶ر اسفندار ۱۳۴۱ف اجرا و پایا -

اس تجویز مذکورہ کی ناراضی سے برہان الدین نے محکمۂ ہٰذا میں مرافعہ پیش کیا جو بین المیعاد نہ ہونے سے بتاریخ یکم فروردی ۱۳۴۱ف داخلِ دفتر کر دیا گیا -

من بعد بانسلاک حلفنامہ برہان الدین نے عروض تمادی کے وجوہ پیش کرنے پر راجہ جگموہن لال صاحب ناظم وقت نے بتاریخ یکم شہریور ۱۳۴۱ف یہ تجویز کی -

"آج مثل پیش ہوئی وکیل صاحبان فریقین حاضر - بحث سماعت ہوئی - ۵ ار مہر ۱۳۳۸ف کو پیشی مقرر تھی - مرافع نے ایک موقع تقرر وکیل کے لئے چاہا - تین یوم کی مہلت دیگئی اس کے بعد فرد احکام معرا ہے - ۸ ر مہر ۱۳۴۱ف کو کیوں مثل پیش نہیں ہوئی - غیر ظاہر ہے - اس کے بعد مرافع نے وقتاً فوقتاً تجویز سے مطلع ہونے کی کوشش کی مگر ناکامیاب رہا - عطائے نقل کی درخواست دی تو تفہیم دیگئی کہ تجویز ہو چکی مگر ابھی تختہ پر درج نہیں ہوئی - قبل آذر ۱۳۳۹ف میں دیجائیگی مگر حقیقت میں تجویز فروردی ۱۳۳۹ف میں ہوئی اور اس قدر تعویق سے تجویز صادر ہونے پر بھی مرافع کو شنوائی نہیں کرائی گئی - پس ایسی صورت میں تاریخ علم سے میعاد محسوب ہوگی اس میں شک نہیں کہ اگر کئی سال گذر جاتے تو یہ کہا جاسکتا تھا کہ مرافع عدالت کی غفلت فروگذاشت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا - مگر یہاں زمانہ زیر بحث صرف ایک سال ۸ ماہ کے جس کے منجملہ قریب ایک سال تک وہ حصول نقل میں کوشاں رہا - لہٰذا مقدمہ نمبر پر لیا جائے نفس معاملہ کے متعلق سماعت بحث کے لئے مثل بتاریخ ۱۳ ر شہریور ۱۳۴۱ف پیش ہو - حاضرین کی دستخط اطلاعیابی لیجائے "

اس مقدمہ کے نمبر پر لینے کی تجویز کی ناراضی سے عبدالرحمٰن نے باب حکومت میں مرافعہ پیش کیا کہ ناظم صاحب نے خارج المیعاد مرافعہ کو نمبر پر لینے کی جو تجویز کی ہے وہ غیر صحیح ہے جس کا فیصلہ دفتر موصوف سے بایں تجویز نامنظور ہوا -

" واقعات کے لحاظ سے عدالت مرافعہ اولیٰ نے میعاد میں توسیع کی ہے یہ ایک ایسا اختیار تمیزی ہے جس میں دست اندازی کی ضرورت نہیں ہے یہ مرافعہ خارج کیا جاتا ہے "

اس بناء پر نفس مقدمہ کے تصفیہ کے لئے اجلاس عالی سے پیشی مقرر ہوئی ہے عذرات

برہان الدین
بنام
عبدالرحمن

مرافعہ یہ ہیں۔

عذرات

ف ۱ ۔ دریافت انعامی وتحقیقات وراثت کا اختیار تحصیل کو نہیں تھا۔ اس لئے جو دریافت تحصیل سے ہوئی ہے وہ بے ضابطہ ہے۔

ف ۲ ۔ نظامت سے تجدید تحقیقات کا حکم بضمن مرافعہ دیا گیا۔ مگر سابقہ مواد پر ہی سے تجویز زیر مرافعہ صادر ہوئی ہے۔

ف ۳ ۔ نقل سند شہنشاہ اورنگ زیب ۱۱۰۷ھ کی تصدیق ہو سکتی ہے و نہ کوئی سند بعد کی پیش کی گئی و نہ بھگوٹہ قدیم ثابت کیا گیا و نہ حالیہ قبضہ مرافعہ علیہ کا ہے۔

ف ۴ ۔ مرافعہ علیہ کی جانب سے کوئی شجرہ بھی داخل نہیں ہوا تا یہ معلوم ہو سکے کہ اصل صاحب سند و یا قابض انعام سے ان کو کیا رشتہ ہے۔

ف ۵ ۔ اگر مرافعہ علیہ کے اظہار کردہ قرابت ہی بنیاد تحقیقات قرار دیجاتی ہے تو اس لحاظ سے مرافعہ علیہ معطی لہٗ کی اولاد اناث میں سے ہے اور سائل اولاد ذکور سے۔

ف ۶ ۔ سائل اور اس کے برادران کا وارث اقرب ہونا خود اس امر سے ثابت ہے کہ اراضی انعام زیر بحث کا پٹہ بشرکت خالصہ سائل اور اُس کے برادران کے نام کیا گیا ہے اور آج تک اراضی زیر بحث پر قابض ہیں۔ استدعا ہے کہ بہ تنسیخ تجویز تحت مقدمہ مکرر تحقیقات کے لئے واپس فرمایا جائے تاکہ حقوق مرافع کی صحیح دریافت ہو سکے۔ اور تا تصفیہ منتخب نشان (۵۰۰۹) مورخہ ۱۶ اسفندار ۱۳۴۱ف کا اجراء ملتوی رکھنے حکم دیا جائے۔

حکم عالیجناب نواب رحمت یار جنگ بہادر ناظم عطیات۔

تمہید ۔ بحث لائق وکلاء فریقین کی سماعت کی گئی۔ واقعات یہ ہیں کہ جاگیر پوکلم پلی علاقہ امداد جنگ ۱۳۰۵ف میں خالصہ ہوئی اور عمل خالصہ ۱۳۰۶ف کو ہوا۔ اس حد تک واقعات مقبولہ و مسلمہ ہیں اس جاگیر کے موقوعہ انعام کے متعلق مورث مرافعہ علیہ نے ۱۳۰۷ف میں تحصیل میں رجوع تحقیقات انعامی کے لئے ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تحقیقات انعامی ہوئی۔ مگر امثلہ

برہان الدین
بنام
عبدالرحمن

متعلقہ تمام لاپتہ ہوگئے۔ صرف ایک نہائشنامہ مجریہ تحصیل کوڑنگل کی بنا پر پتہ چلتا ہے کہ کوئی نہ کوئی کارروائی اس انعام کے متعلق تھی۔ ۱۳۲۹ف میں مرافعہ علیہ خود رجوع ڈویژن سہڑم (سابق کوڑنگل) میں ہوئی۔ جہاں سے تحقیقات انعامی ختم پانے پر درجہ بدرجہ کارروائی صوبہ داری گلبرگہ شریف میں پہونچی اور محکمۂ صوبہ داری سے منتخب انعامی جاری کردیا گیا۔

اس تجویز کی ناراضی سے مرافع نے جو قابض اراضی بحیثیت پٹہ دار ہے درخواست مرافعہ محکمۂ ہذا میں پیش کی ہے کہ وہ قابض ہے اور اگر انعام بحال ہوتا ہے تو وہی مستحق ہے کہ وہ مورث اعلیٰ سے قرابت رکھتا ہے۔

اس مقدمہ کی روداد پر غور کیا گیا۔ معاش خالصہ شدہ ہے اور بعد عمل خالصہ دو تین سال کے بعد مرافعہ علیہ تحقیقات انعامی کے لئے رجوع ہوا۔ اول تو ڈویژن کو تحقیقات انعامی آغاز کرنیکا حق نہ تھا کہ مرافعہ علیہ قابض معاش اُس وقت نہ تھا دوم یہ کہ احکام کے لحاظ سے خالصہ شدہ معاش کے متعلق کوئی تحقیقات بلامنظوری سرکار عمل میں نہیں آسکتی۔ نیز مرافع کا پٹہ دار اراضی زیر بحث کا ہونا اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ بوقت عمل خالصہ مرافع قابض اراضی ہوگا۔ اس لئے کہ بموجب احکام انعام خالصہ ہونے کی صورت میں قابض اراضی کے نام ہی پٹہ ہوتا ہے افسوس ہے کہ اس مقدمہ میں کسی محکمۂ مال میں کبھی غور ہوا کہ زمانۂ جاگیر میں درحقیقت کیا عمل تھا کیا یہ انعام اُس وقت بحال تھا یا نہیں۔ بصورت اول کون مستفید ہوتا تھا۔ بصورت ثانی کوئی بحث تحقیقات انعامی کی پیش ہی نہیں آتی کہ سند بلا قبضہ کے بیکار ہو جاتی ہے۔ پس میرے خیال میں یہ مقدمہ مزید تحقیقات کا محتاج ہے۔ حقوق سرکار معاش خالصہ ہونے سے متاثر ہو رہے ہیں۔ لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ ترمیماً منظور۔ تعمیل منتخب ملتوی رہے۔ خالصہ شدہ معاش کی تحقیقات کی ضرورت درحقیقت پائی جائے اور عدم ارجاع بمدت دو سالہ کے لئے کافی وجوہ ہوں توحسب ضابطہ منظوری حاصل کرکے تحقیقات کی تکمیل حسب اشارات صدر ہو۔

نشان منسل ۱۲۱ ۱۳۳۹ ف
منفصلہ ۳۱ امرداد ۱۳۴۱ ف

مرافعہ باب حکومت صیغۂ عطیات

محمد یوسف .... **مرافع بوکالت**

بنام

محمد عبدالرحیم وغیرہ .... **مرافعہ علیہم بوکالت**

معاش کا فرزند کلاں کی شاخ میں جانا - اناث کو شرعی حصہ دیا جانا - اناث کو تاحیات حصہ دیا جانا -

تجویز ہوئی کہ (۱) فرزند کلاں کی شاخ میں عموماً معاش کی بحالی ہوا کرتی ہے - البتہ اگر صلاحیت نہ ہو تو دوسرا انتظام کیا جاتا ہے -

(۲) اس خاندان میں بہ نظر تحفظ معاش و رواج خاندان اناث کو اُن کا شرعی حصہ تاحیات دلایا جانا چاہیے -

واقعات ابتدائی — بروئے منتخب سررشتہ انعام نشان (۱۶۴۶) واقع ۱۸ آبان ۱۲۹۸ ف معاش دیسمکھی موقوعہ تعلقدار احمد پور ضلع بیدر بنام عبدالسبحان عرف محمد حسین ولد عبدالسلام دیسمکھ طرف اوجنہ - عبدالصمد ولد غلام مرتضیٰ سرکار سے بالفاظ ذیل بحال فرمائی گئی -

"رسوم دیسمکھی فیصدی بموجب احکام مندرجۂ جریدہ حسب حال بحال و اراضی سیریات بابتہ دیسمکھی باخذ چہارم محاصل سرکار حسب حال اجراء و جاگیر موضع سیون کھیڑہ و مقطعہ کھاروڑ بحال واجرا رہے اور سیریات وکالت اور دوسرے ابواب ضبط و موقوف" -

اولاً عبدالصمد کا پھر عبدالسبحان صاحبان منتخب کا انتقال ۶ اردی بہشت ۱۳۱۳ ف کو ہوا - اور اُن کی وراثت بربناء فرمان مبارک صدرہ ۱۱ شوال المکرم ۱۳۳۹ ھ حسب مراسلہ محکمہ فینانس ۱۳۲۴ واقع ۳۱ شہریور ۱۳۲۶ ف عبدالسبحان کے فرزند خورد مسمی محمد شجاعت کے نام حسب صلحنامہ اس شرط سے منظور فرمائی گئی کہ اُن کی شکمی میں والدہ راجہ بی اور بھاوج محبوب بیگم زوجہ عبدالرحیم رہیں اور سالانہ (ا لـ ۱۱) محبوب بیگم کو ملا کریں - جاگیر پر سالانہ (ﻋﻌﻠ) حق مالکانہ سرکار لیا جائے - محمد شجاعت حصہ داروں کا حصہ ادا نہ کریں تو ہر ایک کا حصہ علحدہ کرنے کا انتظام کیا جائے گا -

ادخال تختہ ورثاء — محمد شجاعت متوفی جاگیردار نے اپنی حیات میں ۲۷ فروردی ۱۳۳۲ ف کو بموجب

مرافعہ بنا راضی تجویز رائے جگموہن لال صاحب ناظم عطیات مورخہ ۲۷ شہریور ۱۳۳۹ ف -

محمد یوسف
بنام
محمد عبدالرحیم

گشتی نشان (۴۳) بابتہ ۱۳۳۱ف تختہ (ب) جو داخل کیا ہے اُس میں ورثاء ذکور میاں عبدالسلام و محمد یوسف نااہل ہونے سے نمبر ۳ پاشاہ میاں کے نام اپنی وراثت منظور فرمائی جانیکی استدعاء کی ہے اور مسماۃ شجاعت بی جو اُن کی زوجہ مطلقہ ہیں اُن کو کسی طرح کے حصہ کا حق نہیں ہونا باقی تمامی برادران شکمی ہیں رکھکر حصہ شرعی پانیکا اندراج تختۂ مذکور میں کردیا گیا ہے اور تختۂ مذکور میں لڑکیوں کو بھی شرعی حصہ دینے کی خواہش کی ہے۔

انتقال محمد شجاعت

محمد شجاعت کا انتقال ۱۵ آبان ۱۳۳۶ف کو ہوگیا۔ بتاریخ ۱۳ آذر ۱۳۳۷ف مسمیاں محمد یوسف و عبدالسبحان ۔ الطاف میاں ۔ میاں جانی فرزندان محمد شجاعت نے نظامت عطیات میں بدیں بیان دعوے پیش کیا کہ مرحوم کے ورثاء یہ ہے فرزند محمد یوسف و محمد عبدالسبحان و الطاف میاں ۔ میاں جانی اور ایک زوجہ مسماۃ پتلی بی ہے مرحوم کے ایک فرزند اکبر عبدالسلام تھے ۔ جن کا انتقال حین حیات محمد شجاعت صاحب کے ہوچکا ہے اُن کا ایک فرزند احمد محی الدین نابالغ اپنی نانی محبوب بیگم کے زیر پرورش ہے جو محروم الارث ہے ۔ ہم عرضیگذاران قابض معاش ہیں ۔ بتاریخ ۲۰ بہمن ۱۳۳۷ف محبوب بیگم دیکھکھنی ولیہ نابالغان مسمیاں عبدالرحیم عرف احمد پاشاہ و نواب بیگم ولدان عبدالسلام عرف چاند پاشاہ کی جانب سے درخواست دعوے بدیں بیان پیش کیا گیا کہ ”محمد شجاعت دیکھ مرحوم نابالغین کے دادا تھے جن کا انتقال ۱۵ آبان ۱۳۳۶ف کو ہوچکا ہے ۔ مرحوم کے فرزند کلاں عبدالسلام عرف چاند پاشاہ مرحوم سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی نابالغ بولایت سائلہ زیر پرورش ہیں اور سائلہ حقیقی نانی نابالغان کی ہے ۔ لہذا بمقابلہ نابالغین کسی کو حق ترجیح نہیں ہے ۔ لہذا استدعاء ہے کہ نابالغین کے نام تختۂ وراثت فرمایا جائے ۔

نظامت عطیات سے حسب ضابطہ اشتہار عذرداری جاری ہوا ۔ ۱۳ اسفندار ۱۳۳۷ف کے جریدہ میں وہ شائع ہوا ۔ مواضعات متعلقہ میں اُس کی تشہیر کی گئی اور تعمیل شدہ قطعات شامل مثل ہیں ۔

بتاریخ ۷ خورداد ۱۳۳۷ف فرد کارروائی پر بحوالہ بیان وکیل دعویدار تجویز ہوئی کہ ”وکیل صاحب دعویدار وراثت بیان کرتے ہیں کہ محمد یوسف دعویدار وراثت کا ایک برادر عبدالسبحان نابالغ

محمد یوسف بنام محمد عبدالرحیم

ناکتخدا کا انتقال ہوگیا ۔

(نوٹ) ۔ تختہ ب میں محمد شجاعت متوفیٰ نے اپنی وراثت اسی فرزند عبدالسبحان عرف بادشاہ میاں کے نام وراثت چاہی تھی) ۔

بتاریخ یکم تیر ۱۳۳۷ف ایک درخواست جعفر ولد لال میاں کی جانب سے بدیں مضمون پیش ہوئی کہ :-

عرضیگذار محمد شجاعت متوفیٰ دیسکھ کے چھوٹے بھائی مسمی لال میاں کا فرزند ہے ۔ والد عرضیگذار کے انتقال کے بعد سے انہی کے پاس پرورش پاتا رہا اور میری شادی وغیرہ اسی اسٹیٹ سے ہوئی ۔ لہذا ورثاء میں عرضیگذار کا نام بھی شریک فرمایا جائے ۔ بتاریخ ۱۹ آبان ۱۳۳۷ف منجانب دعویدار بجواب درخواست جعفر جو پیش ہوا اُس کا ماحصل حسب ذیل ہے ۔

محمد شجاعت مرحوم مورث مجیب کے چھوٹے بھائی لال میاں کی نہ شادی ہوئی اور نہ کوئی اولاد ہوئی ۔ لال میاں کو بھی کوئی حصہ نہیں ملا کرتا تھا ۔

درخواستگزار کو محمد شجاعت کے ورثاء سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ لہذا خارج کر دیا جائے ۔

ماحصل جواب الجواب جعفر حسب ذیل ہے ۔

ف ۱ ۔ یہ صحیح ہے کہ لال میاں کی شادی نہیں ہوئی مگر یہ غلط ہے کہ کوئی اولاد نہیں ہے اس عطیہ شاہی سے میری پرورش ہورہی ہے ۔ اس لئے سائل کو بلحاظ تعلقات خاندانی حق دلایا جائے ۔

حسب تجویز رائے جگموہن لال ناظم عطیات بذریعہ مراسلہ ۲۳۵۴ مورخہ ۳ شہریور ۱۳۳۸ف قابض معاش کو محمد جعفر کی پرورش حسب عملدرآمد خاندان کرنے کا حکم دیا گیا ۔

ثبوت وراثت میں منجانب دعویداران شہادت لسانی پیش کی گئی ۔

تجویز نظامت عطیات

بتاریخ ۷ شہریور ۱۳۳۹ف رائے جگموہن لال صاحب بی ۔ اے ناظم عطیات نے حسب ذیل تجویز فرمائی ۔

"مقدمہ صاف ہے محمد شجاعت دیسکھ کا انتقال آبان ۱۳۳۶ف میں ہوا ۔ معاش زیر بحث کی دریافت انعامی ہوکر منتخب انعامی بالفاظ (حسب حال بحال و جاری رہے) صادر ہوا ہے

محمد یوسف
بنام
محمد عبدالرحیم

پس صرف وراثت محتاج تصفیہ ہے۔ متوفی نے (۵) فرزند (۱) عبدالسلام (۲) محمد یوسف (۳) بادشاہ میاں (۴) الطاف میاں (۵) میاں جانی اور (۵) دختر (۱) پتھر وبی (۲) امتیاز بی (۳) امیر بی (۴) محمود بی (۵) بیاری بی رکھتے تھے۔ تحتہ ضمیمہ (ب) میں اُنھوں نے وراثت بادشاہ میاں فرزند سوم کے نام چاہی تھی مگر وہ فوت ہوگئے۔ فرزند اکبر عبدالسلام نے بھی بگذاشت فرزند عبدالرحیم و دختر نواب بیگم اپنے والد کی حیات میں انتقال کیا۔ یہاں بحث صرف دو امور کی نسبت ہے۔

(۱) کلانیت کس کو ملنی چاہیئے۔

(۲) اناث کو شرعی حصہ دیا جا سکتا ہے یا کیا؟

مسئلہ اول صاف ہے۔ شاخ اکبر کو ہمیشہ حق کلانیت حاصل رہا ہے۔ چونکہ عطا میں حجب و حرمان نہیں ہے۔ لہذا فرزند اکبر عبدالسلام کے قائم مقام عبدالرحیم مستحق کلانیت ہیں۔

مسئلہ دوم پر زیادہ غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دعویدار ذکور و اناث کو شرعی حصہ دلانے میں بر بنا رواج تامل کرتے ہیں مگر اُن کا مجرد بیان بلا تائید قوی شہادت قابل توجہ نہیں ہے۔ لہذا میری رائے میں وراثت مرحوم بنام عبدالرحیم نبیرہ بشکمی محمد یوسف و الطاف میاں و میاں جانی بحصص مساوی بدیں شرط لائق منظوری ہے کہ وہ دختران مرحوم و بیاری بی زوجہ کو شرعی حصہ ایصال کرتے رہیں گے۔ و نیز اپنے حصہ سے اپنی ہمشیرہ نواب بیگم کو بھی اُن کا شرعی حصہ دیا کریں گے۔ معاش چونکہ بالفاظ غیر قطعی بحال ہوئی ہے۔ لہذا علاوہ سابقہ حصۂ سرکار (۵ء۰) فیصد مزید حصۂ سرکار داخل کیا کریں گے۔ چونکہ صاحب تحتہ نابالغ ہیں۔ لہذا تا سنہ بلوغ و صلاحیت کاران کے چچا محمد یوسف کا قبضہ بحال رکھا جانا مناسب ہے۔

اس تجویز متذکرۂ بالا کی ناراضی سے منجانب محمد یوسف معزز اجلاس کمیٹی مرافعہ عطیات میں بتاریخ ۷، ۴ مہر سنہ ۱۳۳۹ ف مرافعہ دائر کیا گیا۔

عذرات مرافعہ

(۲) وراثت محمد شجاعت میں محمد شجاعت کے فرزندوں کو بمقابلہ پوتے کے ہر حالت میں ترجیح حاصل ہے۔

(۳) محمد شجاعت کی حیات میں عبدالسلام پدر عبدالرحیم کا انتقال ہوگیا ہے۔ ایسی حالت

محمد یوسف
بنام
محمد عبدالرحیم

ہیں کوئی استحقاق ہی محمد عبدالرحیم کو وراثتاً محمد شجاعت سے حاصل نہیں ہے لیکن عطائے سلطانی میں حجب وحرمان نہیں ہوتا اس لئے اُس کو بھی حصہ ملیگا - لیکن عبدالرحیم بہ ترجیح دیگر فرزندان محمد شجاعت جو حی القائم ہیں صاحب تختہ نہیں ہو سکتا بلکہ اُس کا نام شکمیداری میں ہونا چاہیئے -

(۴) سوائے سائل کے جملہ ورثا محمد شجاعت نابالغ اور سب زیر پرورش سائل ہیں بعض خود غرض اشخاص جلب منفعت کی غرض سے عداً گانہ پیروی کر رہے ہیں ورنہ نزاع کی نوبت ہی نہ آتی -

(۵) محمد شجاعت مرحوم نے تختہ ضمیمہ (ب) داخل کیا تھا - جبکہ عبدالسلام عرف چاند پاشاہ پدر عبدالرحیم زندہ تھے اُس میں بھی محمد شجاعت نے پدر عبدالرحیم کو اپنا جانشین اور یہ صاحب تختہ قرار دیا جانا منظور نہیں کیا تھا - بلکہ مسمی محمد پاشاہ فرزند سوم کو صاحب تختہ قرار دلانا لکھا تھا وہ فوت ہوگیا اور پدر عبدالسلام بھی فوت ہوگئے - ایسی صورت میں سوائے سائل کے تختہ کسی دوسرے وارث کے نام مرتب نہیں ہو سکتا - البتہ شکمیداری مساوی رہیگی -

(۶) ہمشیرگاں کو اس خاندان میں سوائے کتخدائی کے کوئی حصہ شرعی کبھی نہیں ملا ہے اُس کا ثبوت مثل میں موجود ہے - لیکن نظامت عطیات سے اُسپر کوئی توجہ نہیں فرمائی گئی -

(۷) بروئے دفعہ (۵) قواعد تحقیقات انعامی قبضہ وانتظام معاش سرکار سے ہر شخص کے سپرد ہو سکتا ہے (خواہ وہ جاگیردار متوفے کا فرزند یا وارث اکبر ہو یا نہ ہو) ایسی صورت میں اکبر واصغر کی بحث ہی قبضہ کی نسبت پیدا نہیں ہوتی - اب قبضہ وانتظام اُس شخص کے سپرد ہوگا جو اہل ہے اُس کو بطور حق کے کسی زمانہ آئندہ میں کسی وارث کو دینا اور ایک وارث کے حق مخالفت کو ختم کر دینا بھی صحیح نہیں ہے - لہذا استدعا ہے کہ بمنظوری درخواست رائے نظامت عطیات میں اس قدر ترمیم فرمائی جائے کہ تختہ بنام مرافع محمد یوسف شکمیداری بقیہ ورثاء ذکور مرتب فرمایا جائے اور اناث کی پرورش تا کتخدائی بذمہ محمد یوسف رہے اور حسب طریقہ خاندان شادی بیاہ کے اخراجات بھی معاش محمد شجاعت سے کئے جائیں -

حکم عالیجناب نواب عقیل جنگ بہادر صدر المہام تعمیرات عامہ و نواب جیون یار جنگ بہادر

محمد یوسف
بنام
محمد عبدالرحیم

رکن عدالت العالیہ معز ارکان -

تمہید - محمد شجاعت دیسکمہ کا انتقال ۱۳۳۶ف میں ہوا ان کی وراثت زیر تصفیہ ہے - ناظم صاحب عطیات نے فرزند اکبر عبدالسلام کے لڑکے عبدالرحیم کے نام معاش لائق بحالی تجویز کی - اور حسب قاعدہ (۱۵) فیصدی حصہ سرکار داخل کرنے حکم دیا اور چونکہ عبدالرحیم نابالغ ہیں - لہذا تا سن بلوغ و صلاحیت کار ان کے چچا محمد یوسف کا قبضہ رکھا جانا تحریر فرمایا -

ہم نے فریقین کی بحث سماعت کی - منجانب محمد یوسف ان کے وکیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ عبدالسلام اپنے والد کی زندگی میں فوت ہو گئے اور اگرچہ عطیات میں حجب و حرمان نہیں ہے - لیکن بلحاظ اہلیت وہ اپنے مؤکل کو بمقابلہ عبدالرحیم ترجیح دیتے ہیں - لیکن یہ امور زیادہ تر واقعات مقدمہ پر منحصر رہتے ہیں -

لہذا ناظم صاحب عطیات نے جو تجویز کی ہے کہ وہ اصول کے مطابق ہے - یعنے یہ کہ فرزند کلاں کی شاخ میں عموماً معاش کی بحالی ہوا کرتی ہے - البتہ اگر صلاحیت نہ ہو تو دوسرا انتظام کیا جاتا ہے - فریقین کو ایک دوسرے کی وراثت کے متعلق کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ یہ سب لوگ محمد شجاعت کے ورثاء ہیں اور مساوی حصہ پانے کے مستحق ہیں اب جو کچھ سوال پیدا ہوتا ہے وہ قبضہ سے متعلق ہے - جس کی نسبت ناظم صاحب عطیات نے بنظر حالات یہ تجویز کی ہے کہ عبدالرحیم کے بالغ ہونے تک محمد یوسف قابض رہیں گے جو صحیح ہے -

دوسرا امر لائق ذکر یہ ہے کہ آیا اس خاندان میں اناث کو شرعی حصہ ملنا چاہئے یا وہ گذارہ کے مستحق ہونگے -

ناظم صاحب عطیات نے یہ رائے دی ہے کہ عورتوں کو حصہ شرعی ملنا چاہئے کیونکہ رواج اس کے خلاف ثابت نہیں کیا گیا -

ہم نے راجہ خاں کی شہادت سماعت کی و نیز تختہ وراثت کے بیانات پر غور کیا - معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان میں عورتوں کو ایک رقم معین تاحیات ملا کیا ہے (دیکھو تختہ وراثت مشمولہ مثل ۳۱/۵۸ ۳ امرداد ۱۳۳۱ف عطیات گلبرگہ شریف محکمۂ نظامت عطیات) پس مناسب

محمد یوسف بنام محمد ابراہیم

یہی معلوم ہوتا ہے کہ بنظر تحفظ معاش و رواج خاندانی اناث کو ان کا شرعی حصہ تا حیات دلایا جائے اس حد تک تجویز ناظم صاحب عطیات سے اختلاف کیا جاتا ہے ۔

رہا یہ امر کہ بوقت بحالی پندرہ فیصدی مزید حصہ سرکار داخل کرانا چاہئے یا نہیں اسکی، نسبت تجویز محکمہ مرافعہ عنہا مطابق قاعدہ ہے ۔ اس میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے ۔

مرافعہ صیغۂ عطیات

نشان مسل $\frac{۲}{۴۶}$ ۸۷ سنہ ۱۳۴۳ ف منفصلہ ۲۹ ؍ خورداد سنہ ۱۳۴۳ ف

عبد الصمد خاں وغیرہ مرافعان بوکالت پنڈت گوسندراؤ صاحب ضاارد ہا پور کر وکیل

بنام

شجاعت بی مرافعہ علیہا بوکالت مولوی سید احمد شریف صاحب وکیل

بہن کی لڑکی راست وارث ہونا ۔ کسی دستاویز کی پابندی سرکار پر نہ ہونا ۔

تجویز ہوئی کہ (۱) بہن کی لڑکی راست وارث ہوتی ہے اگر یہہ موجود نہ ہوتی تو اوپر کے سلسلہ میں صاحب سند اور مورث اعلیٰ تک جانے میں کوئی عذر نہ ہوتا ۔

(۲) اگر کسی دستاویز کے ذریعہ تکمیل کنندہ دستاویز نے کسی شخص کو اپنا وارث تسلیم کیا ہو تو بھی سرکار پر اس کی پابندی لازمی نہیں ہے ۔ ایسے کاغذ کی حیثیت زیادہ سے زیادہ ایک شہادت کی ہے ۔

واقعات یہ ہیں کہ ذریعہ منتخب نشان (۴۷۱) بابتہ سنہ ۱۲۹۶ ف ایک سو بیس بیگہ زمین موقعہ موضع مقطعہ حجالجہ بعنوان مدد معاش بنام سید شاہ شطاری بالفاظ (ایک سو بیس بیگہ زمین بحال رہے) بحال ہوئی ۔

عبد الصمد خاں نے درخواست پیش کی کہ سید شاہ شطاری فوت ہو چکے ہیں ان کی معاش میں میرے والد بھی ربع کے حصہ دار تھے اور مرحوم ۱۲ کے حصہ دار تھے ۔ بجز میرے متوفی کے کوئی وارث نہیں ہے ۔ لہذا وراثت میرے نام بشکیداری برادران خورد میاں لطف اللہ خاں و سیف اللہ خاں منظور ہو اسپر بربناء اجرائی اشتہار عذر داراں مسماتاں

عبدالصمد خاں
بنام
شجاعت بی

شریف خاتون و عزیز خاتون و سکینہ بی دختراں شاہ شبلی نے عذرداری کی کہ عبدالصمد خاں کے والد بمختار نامہ انعام کی نگرانی کیا کرتے تھے دراصل وہ مرحوم کے قرابتدار نہیں ہیں اور نہ حصہ دار ہم وارث ہیں۔

مسماۃ رحیم بی نے یہ عذر پیش کیا کہ انکی والدہ حاجی بیگم بنت بھکو میاں اس انعام سے حصہ پاتے تھے۔ والد کی فوتی کے بعد سے میں حصہ پاتی ہوں۔ وراثت میرے نام بلکہ میرے نواسہ احمد حسین عرف بادشاہ میاں کے نام منظور فرمائی جائے اور منجانب امین الدین یہ عذرداری پیش ہوئی کہ میرے نانا بھکو میاں سید سعد اللہ مرحوم کے رشتہ دار و حصہ دار تھے سائل بھکو میاں کا نواسہ ہے اور عبدالصمد خاں بھکو میاں کے پوتے ہیں اور اسی سلسلہ حصہ داری سے ہم مرحوم کے وارث ہیں۔

مسماۃ شجاعت بی نے بادعاء رشتہ دار قریبہ خواہاں وراثت ہوئی بنا برآں بغرض ثبوت تواریخ پیشیاں ضلع میں قرار پائیں اور اس کے بعد بوجہ قیام صوبہ داری مثل صوبہ داری میں منتقل ہوئی۔ یہاں بھی بغرض ثبوت تاریخ پیشیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ مگر بجز شجاعت بی کے کسی نے ثبوت پیش نہ کرنے سے باخراج عذرداریاں و دیگر دعویداراں شجاعت بی کے نام تختۂ وراثت مرتب پایا۔ اس تجویز کی ناراضی سے عبدالصمد خاں وغیرہ نے محکمۂ نظامت میں مرافعہ پیش کرنے پر بمواجہ فریقین تحقیقات وراثت کرنے کا فیصلہ ذریعہ نشان (۵۶) مورخہ ۲۱ امرداد ۱۳۲۰ف صادر پایا۔ جس کی تعمیل میں بمواجہ فریقین کارروائی ہو کر بیانات گواہان عبدالصمد خاں و شجاعت بی قلمبند کرنے کے سوا منجانب عبدالصمد خاں جو دستاویز پیش ہوئی اُس کی نسبت شجاعت بی سے بیان تحریری لینے کے بعد روئداد پر غور کرتے ہوئے جناب صوبہ دار صاحب نے حسب ذیل تجویز صادر فرمائی جس کا ملخص یہ ہے :-

شجاعت بی کو دعوے ہے کہ وہ سعد اللہ شطاری کی حقیقی بھانجی و مستحق وراثت ہے کیونکہ سعد اللہ شاہ لاولد فوت ہوئے ہیں عبدالصمد کا یہ ادعا کہ اُن کے شاہ سعد اللہ پچیرے دادا ہیں اور معاش میں بھکو میاں کی حصہ داری ہے جو ان کے دادا ہیں اور شاہ سعد اللہ نے ایک اقرارنامہ بھکو میاں کے نام لکھدیا ہے جس میں اُنھوں نے قبضہ بھکو میاں کو تا بقید

عبدالصمد خاں
بنام
شجاعت بی

چہارم تسلیم کیا ہے اور لکھدیا ہے کہ بجز سعد امیاں حصہ دار چہارم کے کوئی وارث و حصہ دار معاش نہیں ہیں۔ یہ دستاویز ۱۳۱۱ف کی محررہ و رجسٹری شدہ ہے۔ عبدالصمد نے سید شاہ سعد اللہ شطاری سے جو رشتہ تبلایا ہے اُس پر شجرہ کے ساتھ نظر ڈالی جائے تو رشتہ مبینہ غیر ثابت ہوتا ہے۔ اگر اس کو مان لیا جائے تو مقرب پشت کے لحاظ سے یہ رشتہ داری اس درجہ ضعیف ہو جاتی ہے کہ بمقابلہ شجاعت بی عبدالصمد خاں کو بلحاظ قوت قرابت باقی نہیں رہتا۔ اب جو کچھ استدلال عبدالصمد خاں کے رہجاتے ہیں وہ حصہ داری اور اُس اقرارنامہ کے متعلق ہیں جو اُنہوں نے پیش کیا ہے اور جو سید شاہ سعد اللہ صاحب شطاری کا محررہ ہے۔ حصہ داری کا کوئی تذکرہ منتخب میں نہیں ہے۔ البتہ تختۂ دریافت میں عبدالصمد خاں کے دادا بھکو میاں کو سید شاہ سعد اللہ صاحب کا رشتہ دار بعیدہ ظاہر کر کے وکیل صاحب سید شاہ شطاری نے بطور خانگی (عہ) اس معاش سے دینے کا ذکر کیا ہے۔ پس اس تذکرہ سے یہ نہیں کہا جائیگا کہ بھکو میاں معاش زیر بحث میں حصہ دار مسلمہ قرار پا چکے۔ اس لحاظ سے عبدالصمد خاں کی حصہ داری مثبتہ قرار نہیں پاتی۔ اہم بحث عبدالصمد خاں کی اُس اقرارنامہ کے متعلق رہجاتی ہے جو سید شاہ سعد اللہ صاحب نے سعد امیاں ولد بھکو میاں جو عبدالصمد خاں کے والد تھے لکھکر رجسٹری کرادیا ہے۔ معاش جس کے متعلق اقرارنامہ تحریر کیا گیا ہے وہ عطائے سلطانی ہے اور جملہ معاش جو عطیہ سلطانی ہے اُن میں رہن۔ بیع یا کسی اور طور پر منتقلی کا حق معطی لہ کو نہیں دیا گیا ہے۔ اگر ایسے حق کو جائز تسلیم کر لیا جاوے تو اُس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ معاشہائے عطیہ سلطانی ایسے خاندانوں میں منتقل ہو جائیں گے جن کا اُس عطا سے کوئی تعلق نہیں۔ پس سید شاہ سعد اللہ نے جو اقرارنامہ لکھدیا ہے گو وہ رجسٹری شدہ کیوں نہ ہو۔ اُس کا معاش عطیہ سلطانی پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ ایسی صورت کو متعدد نظائر سے سرکار نے قابل عمل قرار نہیں دیا۔ ملاحظہ ہو نمبر (۱) دکن لا رپورٹ جلد (۲۱) حصہ مالگزاری ص ۵ سید غوث بنام تلی بیگم دفعہ (۱۶۱۴) مجموعہ مالگزاری جلد (۲) باب عطیات بابتہ ۱۳۴۲ف وگشتی نشان (۱۷) ضمن (۲) ۱۳۱۳ف بحوالہ فرمان مبارک پس جب انتقال احکام کے لحاظ سے جائز قرار نہیں پاتا تو سعد اللہ صاحب شطاری نے جو اقرارنامہ

عبدالصمد خاں
بنام
شجاعت بی

لکھدیا ہے وہ بے اثر ہے۔ وراثت وارث اقرب کے نام منظور ہوگی جو ثبوت پیش ہوا ہے اُس سے قریب ترین وارث صرف شجاعت بی ہی ہے۔ اسی لئے وراثت سید سعداللہ صاحب شطاری بنام شجاعت بی منظور کی جاتی ہے اور دعوائے عبدالصمد خاں بنظر وجوہ صدر خارج۔

تجویز بالا کی ناراضی سے بعذرات ذیل یہ مرافعہ پیش ہے۔

عذرات

(۱) کارروائی دریافت انعام میں جو نتیجہ پیش ہوا ہے اُس کے خلاف مرافعہ علیہا کا ادعاء قابل قبول نہیں ہے۔ بیان بخشی بیگم والدہ صاحب منتخب و بیان متوفیا سید شاہ سعداللہ صاحب سے ادعاءً مرافعہ کی تردید بخوبی ہوتی ہے۔

(۲) تحت نے پدر سائلان مرافعان کی حصہ داری سے جو انکار فرمایا ہے وہ صحیح اصول و انصاف پر مبنی نہیں ہے شجرہ مدخلہ و کاغذات سرکاری سے حصہ داری پدر مرافعان و مرافعان بخوبی ثابت ہے۔

(۳) دستاویز رجسٹرڈ و تکمیل شدہ سید شاہ سعداللہ ۱۳۱۱ف کا ہے جو زائد از سی ۳۰ سالہ ہونے سے قابل قبول ہے۔ جس سے دعوید اراں مرافعاں کے حقوق کی حفاظت و تائید ہوتی ہے اس دستاویز سے جو بحث فرمائی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

(۴) مرافعہ علیہا کو خاندان مرافعان اور سید شاہ سعداللہ شطاری سے کوئی تعلق نہیں ہے اگر ہوتا تو کاغذات سرکاری میں اس کا داخلہ ضرور ہوتا۔

(۵) نتیجہ شہادت تحت نے صحیح اخذ نہیں فرمایا۔ شہادت مرافعاں باوقعت ہونے کے علاوہ کاغذات شہادت تحریری سے اُس کی تائید ہوتی ہے۔

(۶) شجاعت بی مرافعہ علیہا تاخیر سے رجوع ہوئی۔ قانوناً معانی غیر حاضری کی کارروائی کرنا ضرور تھا۔ استدعاء ہے کہ بمنظوری مرافعہ وراثت سید شاہ سعداللہ شطاری بنام مرافعان منظور فرمائی جائے۔

عبدالصمد خاں بنام شجاعت بی

حکم عالیجناب نواب رحمت یار جنگ بہادر ناظم عطیات۔

تمہید۔ بحث وکلاء فریقین کی سماعت کی گئی۔ عذرات درخواست مرافعہ پر غور کیا گیا۔ اِسی وراثت کے مقدمہ میں پہلے ایک مرافعہ ہو چکا ہے جبکہ تکمیل تحقیقات کے لئے مثل واپس ہوئی تھی اب مجدداً جو فیصلہ ہوا ہے اُس کا مرافعہ پیش ہے اور فریقین وہی علی الترتیب ہیں جو پہلے تھے۔

نواب رضا نواز جنگ بہادر صوبہ دار وقت نے مرافعہ علیہ کو مستحق وراثت قرار دیا تھا۔ چونکہ مرافع کو کافی موقع اُس وقت شہادت وغیرہ کا نہیں ملا تھا۔ اس لئے تکمیل کے بعد نواب فخر جنگ بہادر صوبہ دار حال نے فیصلہ صادر فرمایا ہے جو نواب رضا نواز جنگ بہادر کے فیصلہ کے مطابق ہے۔ پس مرافع کا یہ عذر کہ شہادت سے صحیح نتیجہ اخذ نہیں کیا گیا ناقابل لحاظ ہو جاتا ہے کہ دو عہدہ داران تحقیقات کنندہ نے جنہوں نے شہادت لی ہے ایک ہی نتیجہ پر پہونچے ہیں۔ تاہم شہادت پر بھی غور کیا گیا۔ مرافعہ علیہ کی قرابت شہادت سے درحقیقت ثابت ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے مرافع کی قرابت اول تو بہت دور کی ہے۔ دوسرے اناث بھی شجرہ میں آجاتے ہیں اس لئے مرافع کی قرابت ننھیالی ہے یا دادیالی سمجھ میں نہیں آتی۔ انہیں دقتوں کے خیال سے فرمان مبارک .... راست ورثاء کے تعین کے لئے صادر ہوا ہے اور جو اصول حکیمانہ ظاہر فرمائے گئے ہیں وہ سہل ترین ہیں۔ اس لحاظ سے بہن کی لڑکی راست وارث ہوتی ہے اگر یہ موجود نہ ہوتی تو اوپر کے سلسلہ میں صاحب سند و مورث اعلیٰ تک جانے میں کوئی عذر نہ ہوتا۔

ایک رجسٹر شدہ معاہدہ پر جو بحث کی جارہی ہے اُس کو تسلیم کرنے میں بھی کوئی عذر نہیں ہوسکتا کہ حسب دفعہ (۴۰) قانون شہادت تیس ۳۰ سال کے زائد زمانہ کی دستاویز ہونے سے اُس کو صحیح تسلیم کرنا پڑتا ہے مگر اس کا اثر اس مقدمہ میں بوجوہات ذیل نہیں پڑسکتا۔

(۱) چہارم حصہ تسلیم کیا گیا ہے مگر احکام تنکیداراں کی رو سے ایسی دستاویز کاغذات سرکاری میں داخل نہیں ہے۔

(۲) اگر مرافع کو وارث تسلیم کیا گیا ہے تو اُس کی پابندی سرکار پر لازمی نہیں ہے اسی

عبدالصمد خاں
بنام
شجاعت بی

کاغذ کی حیثیت زیادہ سے زیادہ ایک شہادت کی ہے اگر تحقیقات وراثت میں کوئی قریب تر وارث ثابت ہو جائے تو محض ایسے دستاویز کی بناء پر قریب تر وارث نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ ایسے دستاویزات پر عمل کیا جائے تو محکمہ جات سرکاری میں تحقیقات وراثت کی ضرورت ہی باقی نہ رہیگی۔ بہر حال تجویز زیر اپیل واقعات پر مبنی ہے اور جو نتیجہ عدالت تحت نے اخذ کیا ہے وہ درست ہے لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور۔

مرافعہ صیغۂ عطیات

نشان مثل ۱۵/۸۴ سنہ ۴۳ ف
منفصلہ ۲۷ اردی بہشت سنہ ۴۳ ف

سید ضیاء الدین مرافع بوکالت پنڈت وشوناتھ راؤ صاحب وکیل

بنام

سرکار عالی مرافعہ علیہ بوکالت ....

وراثت کی منظوری فرزند کلاں کے نام ہونا۔ نسب کے متعلق برادران کی شہادت ضروری ہونا۔

تجویز ہوئی کہ (۱) اگر سید ضیاء الدین درحقیقت فرزند تھا اور مستحق نصف حصۂ معاش تھا تو وہ کلاں ہونے سے وراثت اُس کے نام منظور ہونی چاہیے تھی اور فرزند خورد کو شکمی میں رکھا جانا چاہیے تھا۔ اور اگر باوجود کلانیت اُس کے نام وراثت منظور نہیں ہو سکتی تھی تو وہ اجنبی ہونے کے مستحق وراثت بھی نہ تھا۔

(۲) جب نسب کے متعلق نزاع ہو تو یہ بھی کوشش ہونی چاہیے کہ بموجب گشتی نشان (۲۴۰) بابتہ سنہ ۱۳۳۸ ف اہل برادران میں سے کوئی گواہ پیش کئے جائیں۔

واقعات یہ ہیں کہ بذریعہ منتخب نشان (۱۵۵۲) مورخہ ۱۹ امرداد سنہ ۱۳۰۷ ف اراضی موازی عہ بیگہ موقوعہ بادھاپور بنام عبدالرسول بعنوان مدد معاش بابت صراحت بحال ہوئی۔

مرافعہ بنا راضی تجویز صوبہ دار صاحب صوبۂ اورنگ آباد۔

سید ضیاء الدین
بنام
سرکار عالی

"موازی (ـــ بیگہ) اراضی انعام باخذ نصف محاصل دوامًا بحال و بقیہ (۱۹) بیگہ "عطیہ تحصیلدار جاگیر ضبط و شریک خالصہ سرکار کی جائے"۔

منتخب نشان (۲۵۵۲۶) مورخہ ۲۱ر شعبان ۱۳۱۰ھ کے ذریعہ بعنوان مدد معاش اراضی انعامی موازی (ـــ بیگہ ۸ گنٹہ) موقوعہ قصبہ پٹن ہسمیان سید حسن ولد سید فیاض الدین و سید شاہ محمد ابراہیم و سید جعفر ولدان سید نورالدین کے نام بایں الفاظ بحال ہوئی۔

دستہتر ایکر ۸ گنٹہ زمین حسب حال بحال رہے)۔

سید شاہ محمد ابراہیم صاحب منتخب نمبر (۲) کی فوتی پر وراثت اُن کے فرزند سید عبدالرسول کے نام دفتر سرکار سے منظور ہوئی۔ سید عبدالرسول صاحب تختہ فوت ہونے پر اولاً سید ضیاء الدین بایں استدعا ورانتاً رجوع ہوئے کہ متوفی کے یہ فرزند کلاں ہیں اور فرزند خورد سید ابراہیم ہیں بجز ان کے اور کوئی وارث نہیں ہے۔ لہذا ہمارے نام وراثت منظور فرمائی جائے من بعد سید ابراہیم نے درخواست پیش کی کہ متوفی کا صرف میں ایک ہی فرزند صلبی ہوں۔ سوائے میرے کوئی وارث نہیں ہے۔ لہذا وراثت میرے نام فرمائی جائے۔

بنا براں حسب ضابطہ اشتہار اجراء کیا جاکر کوئی عذر داخل نہ ہونے پر دعویداران و اُن کے پیشکردہ شہود کے بیانات صوبہ داری میں قلمبند کئے گئے۔ سید عبدالرسول دعویدار اول کے گواہوں کے بیانات سے سید عبدالرسول فرزند کلاں ظاہر ہے اور محمد ابراہیم و اُن کے گواہوں کے بیانات سے متوفی کو صرف محمد ابراہیم ایک ہی فرزند ہونا ثابت ہے۔ ان بیانات کے علاوہ سید ضیاء الدین نے جو خطوط بتائید دعوے پیش کیا اُن پر بحث کرتے ہوئے جناب صوبہ دار صاحب نے جو تجویز فرمائی ہے اُس کا ملخص یہ ہے۔

"خطوط جو منجانب ضیاء الدین پیش کئے گئے ہیں گواہوں کی شہادت سے ثابت نہیں کرائے گئے کہ وہ انعامدار متوفی اور سید ابراہیم کے قلمی ہیں تاہم جو خطوط و پرچہ منی آرڈر منجانب ضیاء الدین پیش ہوئے ہیں وہ سید ابراہیم کے قلمی ہیں اُس میں جو دستخطیں سید ابراہیم کے ہیں وہ اُن کے دستخط سے ملتے ہیں اور دوسرے ان خطوط میں سید ابراہیم نے ضیاء الدین کو برادر کے الفاظ سے مخاطب کیا ہے ان حالات میں ضیاء الدین فرزند انعامدار سے انکار۔ سید ابراہیم کا

سید ضیاء الدین
بنام
سرکار عالی

قابل لحاظ نہیں ۔ واقعات سے یہ ظاہر ہے کہ متوفیٰ کے ساتھ ہمیشہ سید ابراہیم رہے اور اراضیات کا انتظام بھی یہی کرتے رہے ۔ اس لحاظ سے ان کے ساتھ یہ رعایت کی جاتی ہے کہ وراثت ہتونی ان کے نام منظور کی جاتی ہے اور ضیاء الدین بحصۂ مساوی شکمی میں رہیں گے ۔ تجویز بالا کی ناراضی سے ضیاء الدین نے بمقابلہ سرکار عالی بعذرات ذیل یہ مرافعہ پیش کیا ہے ۔ اور ایک علحدہ مرافعہ بمقابلہ ضیاء الدین اسی تجویز کا سید شاہ ابراہیم نے بھی پیش کیا ہے عذرات درج ذیل ہیں ۔

عذرات

(۱) یہ مسلمہ ہے کہ مرافع اولاد اکبر ہے قانونی لزوم یہ نہیں ہے کہ وارث مورث کے ساتھ رہے تب ہی وراثت کا مستحق ہو سکتا ہے تجویز تحت غیر صحیح ہے ۔

(۲) اولاد اکبر کے نام منظوری وراثت کا جو عام قاعدہ ہے اُس کے خلاف تجویز صوبہ داری لائق بحالی نہیں ہے استدعاء ہے کہ بمنظوری مرافعہ وراثت بنام فرزند اکبر مرافعہ گزار منظور فرمائی جائے اور فرزند خورد سید ابراہیم کی شکمی مساوی قائم فرمائی جائے ۔

عذرات سید شاہ ابراہیم

(۱) ضیاء الدین مرافعہ علیہ فرزند عبد الرسول ہونا گواہوں سے ثابت ہے و نہ سیاہہ پیش ہوا و نہ کھاتہ ۔ قاری النکاح پیش کیا گیا باوجود اس کے صوبہ دار صاحب نے مرافعہ علیہ کو فرزند عبد الرسول جو قرار دیا ہے وہ خلاف روئداد مثل و انصاف ہے ۔

(۲) فریق پیش کنندہ وثائق کا فریضہ تھا کہ وہ اپنے پیشکردہ وثائق کو ثابت کراتا ۔ باوجود مواقع دہی اثبات خطوط نہیں کرایا گیا ۔

(۳) بوقت ہجرت والد مرافع حضرت سید شاہ عبد الرسول نے انتقال معاش کی درخواست ۱۹ مہر ۱۳۳۶ ف کو معتمدی مال میں پیش کی جس میں صاف لکھا ہے کہ سوائے سید ابراہیم کے کوئی اناث و ذکور سے نہیں ہے ۔ معاش میرے فرزند سید شاہ ابراہیم کے نام منتقل فرمائی جائے ۔ اس سے خود ضیاء الدین کا فرزند عبد الرسول نہ ہونا اچھی طرح ثابت ہے ۔ صوبہ دار صاحب کی تجویز محض قیاسات و شبہات پر مبنی ہے ۔ استدعاء ہے کہ بمنظوری مرافعہ ضیاء الدین کا

سید ضیاء الدین بنام سرکار عالی

نام شکمی سے خارج فرمایا جاکر کل معاش بنام مرافع بحال فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب نواب رحمت یار جنگ بہادر ناظم عطیات۔

تمہید - واقعات یہ ہیں کہ عبد الرسول معاشدار متوفی کے دو وارث دعویدار وراثت ہوئے ایک سید ضیاء الدین نے فرزند اکبر ہونے کا دعوے کیا اور دوسرے دعویدار سید ابراہیم نے بھی فرزندیت کی بناء پر رجوع ہوئے - ثانی الذکر کو اول الذکر کی قرابت سے انکار ہے۔

شہادت فریقین کی جانب سے پیش ہوئی کوئی خاندانی گواہ پیش نہیں ہوئے دو گواہ منجانب ضیاء الدین پیش ہوئے جس میں سے ایک بیان کرتا ہے کہ وہ اُنکی والدہ کے نکاح میں جو معاشدار متوفی کے ساتھ ہوا تھا شریک تھا جبکہ اُس کی عمر (۱۰-۱۲) سال کی تھی دوسرے گواہ منجانب ضیاء الدین یہ بیان کرتا ہے کہ وہ بھی نکاح میں شریک تھا - ضیاء الدین صلبی فرزند معاشدار متوفی کے تھے۔

سید ابراہیم کی جانب سے دو گواہ پیش ہوئے ہر دو اجنبی ہیں اور صرف تعلقات کے لحاظ سے شہادت ادا کئے اور ضیاء الدین کی فرزندیت سے لاعلمی ظاہر کئے۔

ضیاء الدین کی جانب سے چند خطوط پیش ہوئے جس کے متعلق اقبال انکار کرایا گیا اور سید ابراہیم نے انکار کیا۔

جناب صوبہ دار صاحب نے سید ابراہیم کے نام وراثت منظور کی اور سید ضیاء الدین کو مساوی کی شکمی میں رکھا اب اس تجویز کا ایک مرافعہ سید ضیاء الدین کی جانب سے بدیں عذرات پیش ہے کہ وہ اولاد اکبر ہونے کے باوجود شکمی میں رکھا گیا - دوسرا مرافعہ سید ابراہیم کی جانب سے اس عذر سے پیش ہوا کہ سید ضیاء الدین کو کوئی قرابت نہ ہونے کے باوجود معاش کیں حصہ دار بنایا گیا۔

چونکہ ایک ہی تجویز صوبہ داری کے دو مرافعے پیش ہوئے ہیں اس لئے ایک جا تجویز کی جاتی ہے اس مثل میں نہ کوئی سیاہہ پیش ہوا اور نہ کوئی خاندانی گواہ حسب گشتی $\frac{۳۴}{۱۱}$ - ۲۵ آبان ۱۳۳۵ف پیش ہوئے - ممکن ہے کہ قدامت نکاح کے لحاظ سے اُس زمانہ میں سیاہہ مرتب نہ ہوتا ہو مگر برادری سے کوئی نہ کوئی معتبر گواہ ضرور موجود ہوں گے جن کی شہادت سے

سید ضیاءالدین
بنام
سرکار عالی

فریقین کی قرابت کے متعلق روشنی پڑتی ہو۔ نسب کی تحقیقات کے لیئے خاص تنقیحات کا قائم ہونا ضروری تھا۔ مگر مقدمہ زیر بحث میں ایسی کوئی تنقیحات قائم کرکے ثبوت لینے کی کوشش نہیں ہوئی۔ اولاد کے ساتھ زمانۂ حیات معاشدار کے برتاو کے متعلق خطوط منجانب ضیاءالدین پیش ہوئے۔ جن کے لئے اقبال وانکار پر اکتفاء کیا گیا۔ حالانکہ ان کے متعلق بھی تنقیح قائم ہوکر ان کو ثابت کرنے کا بار فریق پیش کنندہ پر ڈالنا ضرور تھا۔

بہرحال تجویز زیر بحث کافی تحقیقات کے بعد صادر نہیں ہوئی۔ اس لیئے اس میں یہ خامی رہگئی کہ اگر سید ضیاءالدین درحقیقت فرزند تھا اور مستحق نصف حصہ معاش تھا تو وہ کلاں ہونے سے وراثت اُس کے نام منظور ہونی چاہئے تھی اور فرزند خورد کو شکمی میں رکھا جانا چاہئے تھا اور اگر باوجود کلانیت اُس کے نام وراثت منظور نہیں ہوسکتی تھی تو وہ اجنبی ہونے سے مستحق حصہ دار بھی نہ تھا۔

بہرحال اس میں جب نسب کے متعلق نزاع ہے تو حسب ضابطہ تنقیحات قائم ہوکر ثبوت لیا جانا ضروری ہے۔ نیز یہ بھی کوشش ہونی چاہئے کہ بموجب گشتی نشان (۴۲) ۱۳۳۸ ف اہل برادری سے کوئی گواہ پیش کئے جائیں نیز خطوط کے متعلق بھی تنقیح قائم ہوکر ثبوت فریق متعلقہ سے لینا ہے۔ چونکہ معاش کا معاملہ ہے۔ اس لیئے مزید تحقیقات فریقین کے لئے موجب حق رسی ہوگا۔ لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ نزمیماً منظور۔ حسب اشارات صدر مجددا تحقیقات کرکے فیصلہ صادر کیا جائے اور اسکی ایک نقل دوسری مثل میں شریک کردیجائے۔

مرافعہ صیغۂ مال

نشان مثل ۱/۸۷ ۱۳۴۲ ف
منفصلہ ۱۰ ماہ خورداد ۱۳۴۳ ف

مالکنور رتنما زوجۂ گشٹاراؤ مرافعہا بوکالت مولوی حاجی محمد فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ ومولوی محمد عثمان صاحب وکیل

بنام

بھوم راؤ مرافعہ علیہ بوکالت مولوی محمد عبدالرؤف صاحب وکیل

مرافعہ بنا راضی تجویز صوبہ دار صاحب صوبۂ ورنگل نشان انفصال (۸) مورخہ ۳۰ امرداد شہریور ۱۳۴۲ ف۔

ماکنور ر تنما بنام بھوم راؤ

خاندان مشترکہ میں وصیت نامہ کا عدم نفاذ - وصیت نامہ کا عدم نفاذ - صلح کی توقع کی بنا پر مقدمہ ملتوی نہ رکھا جانا -

تجویز ہوئی کہ (۱) محض اس توقع پر کہ فریقین آپس میں صلح کرنیوالے ہیں مقدمہ کو زیادہ ملتوی رکھنا مناسب نہیں سمجھا جاسکتا -

(۲) خاندان مشترکہ میں کسی وصیت نامہ کی بنا پر ورثاء کو ان کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا -

واقعات قبل ازیں کہ مسماۃ راج بچکا متوفیہ کی وراثت کے واقعات پیش کئے جائیں اس کے شوہری خاندان وجدی خاندان کے شجرہ ملاحظہ کے لئے پیش ہونا مناسب ہے - اس لئے کہ کارروائی زیر بحث میں ہر دو خاندان کے اشخاص وراثتاً رجوع و دعویدار ہیں -

نمبر (۱) شجرۂ خاندان شوہری

پرمیا

وینکٹ نرسنگراؤ فوت — نارائن راؤ متبنےٰ گیا — وینکٹ راؤ — رنگراؤ — ساونت راؤ

زوجہ راج بچکا بٹہ دارہ فوت (زوجۂ وینکٹ نرسنگراؤ)

لچھمی نرسکا دختر ان کا شوہر

بھوم راؤ (مرافعہ علیہ)

داماد متوفیہ

شجرہ نمبر (۲) صفحہ (۹۳) پر ملاحظہ فرمائیے

مالکنور رتنما بنام بھوم راؤ

نمبر (۲) شجرہ خاندان جلدی

رام راؤ

جگا راؤ فرزند کلاں زوجہ رامکا	کشن راؤ فرزند خورد زوجہ مالکنور رتنما ۔ مرافعہا
نرسکا دختر کلاں ۔ گنگما دختر خورد لاولد	بھوم راؤ فرزند متبنے کشن راؤ مرافعہ علیہ

نرسکا کی دختر راج بجکا پٹہ دار متوفیہ

لچھمی نرسکا دختر متوفیہ اسکا شوہر بھوم راؤ داماد متوفیہ فوت مرافعہ علیہ

یہ کارروائی وراثت پٹہ اراضیات مواضع ویلکرتی و فقیر کنڈہ پور تعلقہ آرمور کی ہے ۔ جو مسماۃ راج بجکا کی فوتی پر فریقین دعویدار وراثت ہیں ۔

اس کے واقعات یہ ہیں کہ مسماۃ راج بجکا زوجہ نرسنگراؤ پٹہ دارہ بتاریخ ۱۶ اسفندار بہمن ۱۳۳۷ ف فوت ہوئی تو دفتر دہی موضع ویلکرتی سے ذریعہ یادداشت نشان (۵) م ۲۴ بہمن ۱۳۳۷ ف رپورٹ کی گئی کہ پٹہ دارہ سروے نمبرات (۴۳ و ۹۹ و ۱۰۷ و ۲۳۶ و ۱۸۷ و ۲۶۲ و ۹۹ و ۸۲ و ۸۱ و ۱۱۶ و ۴۷۳ و ۳۵۶ و ۳۴۰ و ۳۳۲ و ۳۶۱ و ۳۵۹ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۴ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۷۳ و ۱۰۶ و ۱۳۴ و ۳۰ و ۶۹ و ۶۳ و ۶۴ و ۲۸۶) جملہ (۳۲) موازی (۷۔۔ یکر ۳۶ گنٹہ) محاصلی (۔۔۔) بتاریخ ۱۶ بہمن ۱۳۳۷ ف فوت ہوئی ۔ اس کی وارث مسماۃ رتنما زوجہ کشن راؤ مقدم ہالی اور متوفیہ کی لڑکی لچھمی نرسکا اس کا شوہر بھوم راؤ ہے ۔ نرسکا اپنے ماں کے انتقال کے (۸) یوم قبل فوت ہوگئی ۔ متوفیہ کے تین دیور ہیں ۔ رتنما حقدار ہے بھوم راؤ حقدار نہیں ہے

یہ رپورٹ معہ تختہ معہ مثل تحصیل $\frac{۵۶}{۱۳}$ بابتہ ۱۳۳۷ ف میں شریک ہیں ابتدا تاریخ موصولہ ڈالی گئی ہے نہ کوئی شرح درج ہے ۔

اس کے بعد نرسنگراؤ پٹواری موضع فقیر کنڈہ پور نے ذریعہ یادداشت نشان (۲) م ۱۲ اسفندار ۱۳۳۷ ف

ماکنور رتنما
بنام
بھومراؤ

رپورٹ کی۔ پٹہ دارہ سروے نمبرات (۷۵ و ۴۴ و ۵۴ و ۹۱ و ۸۶ و ۹۰ و ۸۸ و ۲ و ۱۸ و ۷۴ و ۴۶ و ۶۷ و ۶۹ و ۷۰ و ۶۶ و ۷۳ و ۷۲ و ۶۱ و ۶۲ و ۱۱۰ و ۱۵۵ و ۱۵۱ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۴۲ و ۱۴۱ و ۱۳۹ و ۱۳۸ و ۱۴۰ و ۱۰۹ و ۱۱۶ و ۱۱۴) جملہ ۳۳ موازی (مالیہ ایکر ۴ ۳ گنٹہ محاصلی (سمالہ سہ) راج بچکا ۱۶ر بہمن ۱۳۳۷ف کو فوت ہوئی۔ اس کی لڑکی لچھمی نرسکا کی شادی ماکنور بھومراؤ فرزند متبنےٰ کشن راؤ مقدم مالی موضع دیملکرتی سے ہوئی۔ متوفیہ کے انتقال کے آٹھ روز قبل اس کی دختر نرسکا فوت ہوگئی۔ متوفیہ اپنی زندگی میں جملہ جائداد منقولہ غیر منقولہ اراضیات پٹہ و مکانات اپنے داماد بھومراؤ کے حق میں وصیت کر کے دی ہے بھوم راؤ وارث احق ہے وراثت بھومراؤ کے نام منظور کی جائے۔

تختہ پرصیغہ سے ۱۲ر اسفندار ۱۳۳۷ف کو کیفیت پیش ہوئی کہ قبل اس کے دیملکرتی سے تختہ وصول ہونے پر وراثت کی منظوری ماکنور بھومراؤ کے نام دیگئی ہے اس کیفیت پیش شدہ پر غلام یٰسین خاں صاحب منصرم تحصیلدار نے بذمہ داری اہلدیہہ متوفیہ کی وراثت داماد وکلور بھومراؤ کے نام بتاریخ ۱۲ر اسفندار ۱۳۳۷ف منظور کی۔

بعد صدور منظوری تحصیل بتاریخ ۱۶ر اسفندار ۱۳۳۷ف مسماۃ رتنما (مرافعہا) نے ضلع میں درخواست پیش کی کہ موضع کا پٹواری فوتی کی رپورٹ کرتے ہوئے سائلہ کو وارث قرار دیا۔ جو درست تھا۔ تحصیل سے بھومراؤ کے نام وراثت منظور ہونا سنا جارہا ہے اس کی دریافت ہوکر سائلہ کے نام وراثت پٹہ کی منظوری صادر کی جائے۔

یہ درخواست ضلع سے بغرض کارروائی ضابطۂ ڈویژن کا مارڈی میں وصول ہونے پر ڈویژن سے دریافت آغاز کی گئی تو نرسنگراؤ مختار رتنما نے اولاً بتاریخ ۲۹ر خورداد ۱۳۳۷ف درخواست دی کہ اہلیان دیہی نے قیام پٹہ کے تختہ جات مسماۃ رتنما جو متوفیہ کی نانی ہوتی ہے مرتب و روانہ تحصیل کئے۔ مگر تحصیل میں تختہ جات کی ردوبدل ہوکر بھومراؤ کے نام منظوری دیکر کارروائی ختم کردیگئی۔ چونکہ ڈویژن میں کارروائی جاری ہے تا تصفیہ عمل پٹہ ملتوی رہنے حکم دیا جائے۔ دوسری درخواست بھی نرسنگراؤ نے معہ (۵) قطعہ کاغذات تحریک مثل ہونے ۷ر آذر ۱۳۳۷ف کو پیش کیا۔

ماکنوار رتنما بنام بھومراؤ

من بعد متوفیہ کے دیورسمیان وینکٹ راؤ ۔ رنگراؤ ۔ شانت راؤ کی جانب سے ۲۳ تیر ۱۳۳۷ ف کو درخواست پیش ہوئی کہ پرمیا (شجرہ نمبر ۱ ملاحظہ ہو) کے (۵) فرزند نمبر (۱) نرسنگراؤ (۲) نارائن راؤ (۳) وینکٹ راؤ (۴) رنگراؤ (۵) شانت راؤ ۔ نمبر (۱) شوہر متوفیہ نمبر (۲) متبنیٰ گیا ہے ۔

ابتداءً اراضیات کا پٹہ نرسنگراؤ برادر حقیقی سائلان کے نام تھا بعد فوتی نرسنگراؤ راج بھیکا اس کی زوجہ کے نام وراثتاً پٹہ ہوا یہ حق حین حیاتی تھا خارجاً سنا گیا ہے کہ بھومراؤ ورتنما خواہان وراثت ہیں ۔ یہ کارروائی سازشی ہے ۔ بلحاظ شاستر سلسلۂ وراثت مرد آخر سے شروع ہوتا ہے ۔ پس سائلان برادران حقیقی مستحق وراثت ہیں ۔ وینکٹ راؤ کے نام وراثت منظور ہو کر رنگراؤ شانت راؤ کی شکمی قائم کی جائے ۔

ڈویژن سے نرسنگراؤ و مقدمان دیہی وغیرہ کے نام مسلسل نوٹس اجراء ہو کر بعد حضوری ان کے بیانات ۱۳۳۸ ف میں قلمبند کئے گئے اس کی تردید میں منجانب مسمی بھومراؤ نابالغ بولایت مادر حقیقی گنگما بتاریخ ۲۱ فروردی ۱۳۳۸ ف ذریعہ درخواست نقول مصدقہ و اصل کاغذات تعدادی (۹) قطعہ شریک مثل ہونے پیش کئے گئے اور جو گواہ پیش ہوئے ان کی شہادت قلمبند کر کے مولوی محمد سلطان غوری صاحب ڈویژن افسر نے بتاریخ ۴ امرداد بہشت ۱۳۳۷ ف تجویز کی لہ راج بھیکا ولمندارہ و پٹہ دارہ کا انتقال ہو گیا اور یہ اراضی پٹہ کی وراثت کی نزاع ہے ایک طرف بھومراؤ اپنے کو فرزند متبنیٰ بتا کر دعویدار ہے ۔ دوسری طرف مسماۃ رتنما بیوہ زوجہ کشن راؤ دعویدار ہے جس کو تبنیت سے انکار ہے ۔ تحصیل سے بر بناء وصیت راج بھیکا کی وراثت بھومراؤ کے نام منظور ہوئی تو رتنما نے عرضی دی کہ مقدم پٹواری نے اس کو وارث احق بتلا کر منظوری چاہی تھی ۔ جس کہ منظوری کی تجویز بھی کی گئی ۔ لیکن یہ تختہ جات غلام یسین خاں صاحب کے زمانہ میں چاک کر کے دوسرے تختہ جات مرتب و شریک کرائے گئے اور بھومراؤ کے نام منظوری دی گئی ۔ پیش شدہ شہادت رتنما سے یہ غیر ثابت ہے کہ دفتر دیہی کے محصلہ تختہ جات وراثت چاک کر کے دوسرے تختہ جات مرتب و منظور کئے گئے ۔

بھومراؤ کی جانب سے تردیدی کاغذات و گواہ جو پیش ہوئے ان سے ظاہر ہے کہ راج بھیکا

ماکنور رتنما بنام بھوم راؤ

بجین حیات اپنی جائداد کے لیئے بجق بھوم راؤ وصیت کی ہے - نقول تختہ جات مدخلہ مختار رتنما اور تختہ جات مشمولہ امثلہ تحصیل سے واضح ہے کہ ہر دو تختیجات کے خانۂ ورثا میں رتنما و بھوم راؤ کے نام مندرج ہیں - نرسنگراؤ و مختار و عذر دارہ بمقدمۂ منتقلی اوطان بنام بھوم راؤ سماۃ رتنما کی جانب سے مختار تاً انتقال وطن کی درخواست اور بجز بھوم راؤ رتنما کا وارث شاستری نہ ہونے کی تصدیق کی تھی اب اس کے خلاف پیروی کر رہا ہے - تبنیت کے حالات یہ ہیں کہ رتنما نے تحت اجازت شوہری بھوم راؤ کو متبنیٰ لینے کی کارروائی کی سررشتۂ مال سے منظوری نہیں ہوئی تھی کہ ہنجانب متبنیٰ استقرار حق تبنیت کا دعوے ہو کر عدالت نے استقراری ڈگری دی اور سررشتۂ مال سے بھی تبنیت کی منظوری دیگئی - اب تبنیت سے انکار ہے کہ فرضی شخص کو پیش کر کے اتفاقی ڈگری حاصل کی گئی ہے -

یہ بحث کہ تختہ وراثت میں منصرم صاحب غلط اندراج کئے یا ایک کے عوض دوسرے تختہ جات داخل کئے گئے - نفس مقدمہ پر غیر موثر ہے - سررشتۂ مال نے جب وطن کے لئے بھوم راؤ کو متبنیٰ تسلیم کر لیا تو تاوقتیکہ اس کی تنسیخ نہ ہو اس کو وارث جائز تسلیم کرنے پر مجبور ہیں - اراضیات راج بھیکا کے شوہر نرسنگراؤ کے مکسوبہ ہیں تو صرف یہ طے کرنا ہے کہ وارث شاستری متوفیہ کون ہے - بھوم راؤ کو متبنیٰ تسلیم کرنے میں کوئی امر مانع نہیں اور بھوم راؤ متوفیہ کا داماد ہے -

تحصیل سے راج بھیکا پٹہ دارہ متوفیہ کی وراثت بنام بھوم راؤ داماد جو منظور ہوئی درست ہے عذرداری ناقابل لحاظ ہے -

مثل ڈویژن ضلع میں وصول ہونے پر میاں وینکٹ راؤ وغیرہ نے درخواست دی کہ مقدمہ بغرض تصفیہ ڈویژن سے آیا ہے سائلان کو تفصیلی درخواست پیش کرنے کا موقع دیا جائے تو ضلع سے بزمانہ مسٹر ویرج شاہ صاحب اول تعلقدار بتاریخ ۲۶ امرداد ۱۳۳۸ف تجویز نافذ ہو کر ذریعہ نشان (۲۵۶) م ۲۸ امرداد ۱۳۳۸ف امثلہ ڈویژن معہ اصل درخواست تحت ضابطہ تصفیہ کرنے ڈویژن میں سرکرد کئے گئے -

اس اثناء میں تجویز ڈویژن م ۴ اردی بہشت ۱۳۳۸ف کی ناراضی سے ماکنور رتنما کے

ماکنور رتنما بنام بھومراؤ

مرافعہ پر صوبہ داری ورنگل سے بھی ذریعہ مراسلہ نشان (۳۰۴۲) م ۲۶ آبان ۱۳۳۸ف بموجب تجویز ضلع سماعت ہوکر تجویز صادر ہونے ڈویژن کو حکم دیا گیا۔

بنابریں درخواستگزاروں کی طلبی ڈویژن سے ہوئی۔ لیکن کسی پیشی پر حاضر نہ ہونے سے اخبار صحیفہ میں تاریخ پیشی کا اشتہار شائع کرایا گیا باوصف اس کے بتاریخ ۸ دے ۱۳۳۹ف صرف وینکٹ راؤ عذردار حاضر ہونے پر محمد سلطان غوری صاحب نے تجویز کی کہ رتنما کے مقابلہ میں بعد تحقیقات ۴ اردی بہشت ۱۳۳۸ف کو تجویز ہوچکی ہے بہ تعمیل تجویز ضلع م ۲۶ امرداد ۱۳۳۶ف عذرداران کو موقع دیا گیا۔ عذرداروں کی درخواست اس نوبت کارروائی پر جو بربناء حقیقت پیش ہوئی ہے قابل سماعت سررشتہ مال ہے یا نہیں اس کا تذکرہ تجویز سابقہ میں کردیا گیا ہے کہ قابل سماعت سررشتہ مال نہیں ہے بضمن کارروائی وراثت بربناء حقیقت جو عذردار ہو اس کو عدالت میں رجوع ہوکر استقرار حق کی ڈگری حاصل کرنا چاہیے عذرداران کے عدم استحقاق کی نسبت یہ ظاہر کرنا کافی ہے کہ شوہر راج بچکا کی وفات پر بوقت وراثت عذرداران کا رجوع نہ ہونا اور زوجہ کے نام پٹہ ہونے پر سکوت کرنا ان کے عدم استحقاق ہی کو ثابت نہیں کررہا ہے بلکہ قرابت کو بھی مشتبہ کردیتا ہے۔ چنانچہ اس کارروائی میں بھی پٹہ دارہ کی وفات کے دو سال بعد عذرداری کی ہے یہ ان کے غیر مستحق ہونے کی دلیل ہے اور بموجودگی فرزند متبنی رتنما دوسرے وارث کو شاستراً حق توریث حاصل نہیں ہوسکتا۔ صحیح چارہ کار عدالت دیوانی کا ہے سابقہ تجویز مورخہ ۴ اردی بہشت ۱۳۳۸ف کے نفاذ کا حکم دیا گیا۔

اس تجویز کی ناراضی سے صوبہ داری ورنگل میں مساۃ ماکنور رتنما زوجہ کشن راؤ اور وینکٹ راؤ نے علحدہ علحدہ مرافعہ پیش کئے تو جناب صوبہ دار صاحب ورنگل نے مثل مرافعہ ماکنور رتنما میں بتاریخ ۲۶ شہریور ۱۳۴۲ف تجویز صادر فرمائی کہ مساۃ راج بچکا فوت وراثت کی کارروائی آغاز ہوئی متوفیہ کی دختر لچھمی نرسکا کا شوہر بھومراؤ کے نام متوفیہ نے ذریعہ وصیت نامہ جملہ اراضیات ذریعہ تحریری دستاویز کردی ہے بھومراؤ داماد نابالغ ربنا دستاویز وصیت نامہ رجوع ہوا ہے ماکنور رتنما نے جو عذرداری کی ہے وہ نامنظور کردی گئی۔ اس کے بعد وینکٹ راؤ وغیرہ بھی عذردار ہوئے۔ ضلع سے کارروائی واپس ہونے کے بعد کا فی مراقع ہر سہ عذرداران

ماکنورتنما بنام بھومراؤ

کو دئے گئے ۔ فرد کارروائی و تجویز سے ثابت ہے کہ کافی مواقع دئے جاچکے ۔ تحقیقات تحت میں وصیت نامہ ثابت کر دیا گیا ہے ۔ بروئے دفعہ (۵۹) قانون مالگزاری جو تجویز تحصیل و ڈویژن کی متفقہ ہے بحق بھومراؤ ہے ۔ اس کے خلاف رائے قائم کرنے کے معقول وجوہ نہیں ہیں اگر وینکٹ راؤ وغیرہ بربناء حقیت دعویدار ہیں تو عدالت میں رجوع ہو سکتے ہیں تحت میں بحق بھومراؤ پٹہ اراضیات کا فیصلہ صادر کر دیا ہے جو حالات موجودہ میں نادرست نہیں ہے اس تجویز کے سابقہ ہر دو مرافعے نامنظور ہو کر تجویز تحت بحال رکھی گئی ۔

اس کی تجویز ثانی ماکنور رتنمانے کی تو بنا منظوری نظر ثانی فیصلہ زیر اپیل صادر کیا گیا ۔ کارروائی ہذا میں سہو بادی النظری ہونا غیر ظاہر ہے اور نہ تجویز ثانی خواہ نے مزید شہادت پیش کی دفعہ (۵۹) قانون مالگزاری اور دفعہ ( ) جدید دستور العمل بندوبست کا منشا اس قدر ہے کہ کھاتہ دار کے انتقال کے بعد وصیت جائز یا قریب تر وارث ہونے پر تصفیہ وانتظام وصول مالگزاری کا خاطر خواہ ہو جائے حقیت کی بحث میں سر رشتۂ مال کو جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ فیصلہ زیر بحث میں کسی ترمیم کی گنجائش نہیں ہے ۔ حسب فیصلہ عمل ہونے حکم دیا گیا ہے ۔

بصیغۂ نظر ثانی محکمۂ مرافعہ عنہا نے جو فیصلہ صادر کیا ہے اس کی ناراضی کا مرافعہ سماۃ ماکنور رتنمانے محکمۂ ہذا میں پیش کی ہے جس کے عذرات کا ماخذ یہ ہے ۔

عذرات

ف ۱ ۔ راج بچکا پٹہ دارہ کے انتقال کے بعد مقدم پٹواری نے سائلہ کے نام منظوری وراثت کے تختہ جات تحصیل میں روانہ کئے ۔ لیکن فریق ثانی کے کارپرداز اس نے ان کو مثل سے غائب کر کے دوسرے جعلی تختہ جات فریق ثانی کے نام سے داخل کر کے تحصیل سے منظوری حاصل کرلئے اس کا ثبوت مثل تحصیل کے معائنہ اور شہادت سے ملتا ہے ۔

ف ۲ ۔ فریق ثانی کے حق میں کوئی وصیت نہیں ہے اور نہ ہو سکتی محض اراضیات پر قبضہ حاصل کرنے فرضی وصیت نامہ بنایا گیا ہے ۔ لیکن شہادت سے اسکی تردید ہوتی ہے ۔

ماکنور رتنما
بنام
بھو مراد

ف ۳ ۔ فریق ثانی متوفیہ کا متبنیٰ نہیں ہے اور نہ ثابت کیا گیا۔ بھو مراد کا یہ غلط دعوےٰ ہے کہ وہ سائلہ کا متبنیٰ ہے ۔

ف ۴ ۔ فریق ثانی کی طرف سے تحت میں جو کارروائی کی گئی ہے سازشی ہے ۔

حکم عالیجناب لفٹنٹ کرنل سر ٹرنچ صدر المہام بہادر مال ۔

تمہید ۔ وکیل صاحب مرافعہا حاضر ہیں منجانب مرافعہ علیہ مختار حاضر ۔ وکیل صاحب باوجود اطلاع غیر حاضر ہیں ۔

محض اس توقع پر کہ فریقین آپس میں صلح کرنیوالے ہیں ۔ مقدمہ کو زیادہ ملتوی رکھنا مناسب نہیں سمجھا جاسکتا ۔ مرافعہا پٹہ دارہ متوفیہ راج بچکا کی وراثت کی اس بناء پر دعویدارہ ہے کہ خاندان میں صرف وہی تنہا وارث ہے اور مرافعہ علیہ جو متوفیہ کا داماد ہے اپنے دعوے کی تائید میں دو چیزیں پیش کرتا ہے اولاً وہ یہ بیان کرتا ہے کہ مرافعہا نے اُس کو متبنیٰ لیا ہے لہذا وہی حقدار وراثت ہے ثانیاً وہ ایک وصیت نامہ پر استدلال کرتا ہے جو پٹہ دارہ کا اس کے حق میں کرنا بیان کیا جاتا ہے ۔

خود واقعہ تبنیت یعنے مرافعہا کا مرافعہ علیہ کو متبنیٰ لینا اس وقت عدالت دیوانی میں امر نزاعی ہے ۔ مرافعہا یہ تسلیم کرتی ہے کہ اگر مرافعہ علیہ اپنی تبنیت کے ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائے تو وہ خود بخود مستحق پٹہ ہو جائیگا ۔ لیکن یہ استدلال کرتی ہے کہ اُس وقت تک اُس کو قبضہ دیدیا جانا چاہئے ۔ نیز مرافعہا استدلالاً مدراس ہائیکورٹ کی ایک نظیر پیش کرتی ہے (مدراس رپورٹ جلد (۸) ص ۲) جس کی رو سے خاندان مشترکہ میں کسی وصیت نامہ کی بناء پر ورثاء کو ان کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا ۔ چونکہ انقسام خاندان کہیں بھی تحت میں ثابت کیا گیا ہے اور نہ اسپر زور دیا گیا ہے ۔ لہذا یہ مشترکہ متصور ہونا چاہئے اور اس لحاظ سے یہ امر خارج از بحث ہو جاتا ہے کہ آیا متوفیہ نے کوئی وصیت بحق مرافعہ علیہ کی ہے یا نہیں کیونکہ ایسا وصیت نامہ مرافعہا کو اس کے حق سے محروم نہیں کر سکتا ۔ لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ منظور ۔ تجویز تحت منسوخ ۔

نشان مثل ۲۷ / ۱۳۳۸ ف
منفصلہ ۹ آذر ۱۳۴۱ ف

مرافعہ صیغۂ مال

پاتور چندریا مرافع بوکالت پنڈت یم ہنمنت راؤ صاحب وکیل

بنام

ویرا راگھوبا وغیرہ مرافعہ علیہما بوکالت مولوی حاجی محمد فیض الدین صاحب وکیل سرکار

دفعہ ۵۴ قانون اراضی مالگزاری - بغیر ہراج کے پٹہ کا دیا جانا -

تجویز ہوئی کہ جبکہ ایکبار ہراج کا اعلان کر دیا جا چکا ہو تو بغیر ہراج کے اراضی کا پٹہ دینا قابل اعتراض ہے - لیکن میری رائے میں اس قسم کا عمل تحت دفعہ ۵۴ قانون اراضی مالگزاری در اصل خلاف قانون نہیں ہے -

واقعات مقدمہ فیصلہ صدر نظامت سے یہ ہیں کہ سروے نمبرات (۵۶) ۹۹ موازی (للعہ - بکیم) رقمی (عللعہ) خارج از کھاتہ خشکی وتری گرداور نے کاشت کی تصدیق کی اور ان نمبرات کے متعلق درخواست پٹہ پیش ہونے پر تحصیلدار صاحب نے بعد کارروائی ضابطہ درخواستگزار جدید باڈلی کے نام پٹہ کی تجویز کر کے مبلغ (عہ للعہ) بعد اضافہ کی رائے دی اور ناظم صاحب جمعبندی نے ۲۲ تیر ۱۳۳۶ ف حسب رائے تحصیل منظوری دیدی -

بناراضی تجویز ناظم صاحب جمعبندی مرافعہ علیہما نے صدر نظامت میں مرافعہ دائر کیا تو صدر ناظم صاحب مال سمت تلنگانہ نے بتاریخ ۲۹ آبان ۱۳۳۷ ف یہ فیصلہ فرمایا کہ (اہم عذر یہ ہے کہ اشتہار نیلام کی اجرائی کے بعد مجرد عذر دار کی دستبرداری پر قبل تاریخ نیلام تحت سے پاتور چندریا (مرافع) کے نام پٹہ کا جو حکم دیا گیا ہے وہ درست نہ تھا - عذر مذکور پر غور کیا گیا - در حقیقت ایکمرتبہ اشتہار نیلام جاری ہو چکنے کے بعد بنظر صیانت حقوق سرکار تحصیل کا فریضہ تھا کہ تاریخ نیلام پر بلحاظ ومُدا د تجویز صادر کرتے - برعکس اس کے محض عذر دار کی دستبرداری قبل تاریخ نیلام جو پٹہ کیا گیا ہے وہ درست نہیں - لہذا مرافعہ منظور - باضابطہ ہراج کیا جائے) -

اب محکمۂ ہذا میں پاتور چندریا نے بناراضی فیصلہ صدر ناظم صاحب مرافعہ پیش کیا ہے - جس کے عذرات اہم یہ ہیں -

عذرات

مرافعہ بناراضی تجویز صدر ناظم صاحب مال سمت تلنگانہ نشان فیصلہ (۱۰۱۳) بابتہ ۱۳۳۷ ف -

پاتر چندریا بنام دیار اگھویا

ف ۱ - مرافعہ علیہ نمبر (۲) کی جانب سے آجتک نمبرات مذکور کی نسبت کوئی درخواست پیش نہیں ہوئی ہے - قانوناً جو شخص مقدمۂ ابتدائی میں فریق نہ ہو اس کو حق مرافعہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

ف ۲ - محکمۂ مرافعہ عنہا کا اعتراض کہ قبل تاریخ نیلام محض بربناء درخواست دستبرداری عذر دار (مرافع) کے نام پٹہ کا حکم دیا گیا - روئداد محصلہ کے بالکل مغائر ہے - نیلام کا سلسلہ تقریباً (۸ - ۹) ماہ تک جاری رہا اور مکرر سکرر اشتہارات کی تعمیل اور منادی ہونے کے تقریباً (۳ - ۴) سال بعد مرافع کے نام احکام پٹہ جاری کیے گئے وغیرہ وغیرہ - اور مرافعہ علیہ نمبر (۱) نے کوئی درخواست اندرون مدت قانونی پیش نہیں کیا - بلکہ تعمیل اشتہار کے (۳ - ۴) سال بعد جبکہ مرافع کے نام پٹہ ہو چکا تھا - لہذا استدعا ہے کہ مرافعہ منظور اور تجویز صدر نظامت منسوخ فرمائی جائے -

حکم عالیجناب ٹی - جے ٹاسکر اسکوائر منصرم صدر المہام بہادر مال -

تمہید - وکلاء مرافع و مرافعہ علیہ نمبر (۱) وینکٹیشور راؤ کے مباحث بتاریخ ۲۶ مہر ۱۳۴۰ ف سماعت کئے گئے - دوسرے فریق غیر حاضر - میں مرافعہ علیہ کے اس استدلال کو قبول نہیں کر سکتا۔ کہ اس نے اراضی کے لئے ۱۳۳۱ ف سے قبل درخواست دی تھی اور یہ کہ ۱۳۳۵ ف میں جب متوقعہ ہراج وقوع پذیر ہونیوالا تھا وہ قیمت لگانے کا ارادہ رکھتا تھا - مرافعہ علیہ کی درخواست دینے کے متعلق کوئی مواد نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی مواد ہے کہ جب اشتہار شائع ہوا تو اُس نے اس کے متعلق کچھ پیروی کی - مرافعہ علیہ کا یہ استدلال کہ جب ایکبار ہراج کا اعلان کر دیا جائے تو اگر صرف ایک کے علاوہ تمام درخواستگزار دستبردار ہو جائیں تو بھی ہراج کیا جانا چاہیئے اُس نابینائی کو نہیں چھپا سکتا جو اُسے ۱۳۳۱ ف سے مستعدی کے ساتھ پیروی نہ کرنے کی وجہ ہوئی یہ واضح ہو رہا ہے کہ مرافعہ علیہ ایک ایسے عذر قانونی سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کر رہا ہے جو ممکن ہے کہ کچھ واقفیت رکھتا ہو - بشرطیکہ وہ یہ ثابت کر دے کہ حکم ہراج سے اُس کے حالات پر کچھ اثر پڑا ہے - میں تسلیم کرتا ہوں کہ بغیر ہراج کے اراضی کا پٹہ دینا قابل اعتراض ہے جبکہ ایکبار ہراج کا اعلان کر دیا جا چکا ہو - لیکن میری رائے میں اس قسم کا عمل تحت دفعہ (۴۸) قانون اراضی مالگزاری درحصل خلاف قانون نہیں - لہذا حکم ہوا کہ

مرافعہ منظور -

نشان مثل ۱۳۱ سنہ ۴۲ ف
منفصلہ ۱۸ ر امرداد سنہ ۱۳۴۳ ف

مرافعہ صیغہ مال

ہنمنت ریڈی — مرافع بوکالت پنڈت سری پت راؤ صاحب وکیل

بنام

وینکٹ ریڈی — مرافعہ علیہ بوکالت مولوی حاجی محمد فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ و مولوی محمد شریف صاحب وکیل

بھانجے کی تبنیت ۔ شودروں میں بھانجہ کا متبنےٰ لیا جانا۔

تجویز ہوئی کہ بھانجے کے متبنےٰ لئے جانیکا اصول شودروں سے متعلق نہیں ہے۔

اس کے واقعات یہ ہیں کہ مسمی وینکٹ ریڈی ولد راجبیر ریڈی مقدم مالی موضع یکپال بوجہ لاولدی خود اپنی بہن کے بیٹے مسمی راجریڈی ولد نرسا ریڈی کو متبنےٰ لینے اور صدور منظوری تبنیت کے متعلق تحصیل آرمور میں بتاریخ ۳۱ ر تیر سنہ ۱۳۳۳ ف درخواست دی اس درخواست پر تحصیل سے اشتہار عذرداری بتاریخ ۱۲ ر امرداد سنہ ۱۳۳۳ ف جاری ہوا جو شامل مثل ہے ۔ اختتام مدت کے بعد بتاریخ ۱۲ ر مہر سنہ ۱۳۳۳ ف مسمی ہنمنت ریڈی ولد گوپال ریڈی (مرافع) نے عذرداری کی کہ وینکٹ ریڈی اس کا حقیقی تایا ہے اور وطن موروثی و خاندان مشترکہ ہے ۔ ماسوا اس کے ہمشیرزادے کی تبنیت بھی ناجائز ہے ۔ درخواست نامنظور کی جائے ۔ اس درخواست کے پیش ہونے پر تحصیل سے کارروائی آغاز ہوئی ۔ لیکن بوجہ عدم حضوری عذردار بتاریخ ۲۵ ر امرداد سنہ ۱۳۳۳ ف فرد کارروائی پر عذردار کی عذرداری بعلت عدم پیروی خارج کرکے مقدمہ کی یکطرفہ سماعت کی گئی اور حسب خواہش تبنیت خواہ تختہ بنام راجریڈی مرتب و بغرض منظوری سنہ ۱۳۴۲ ف میں ضلع میں روانہ کیا گیا ۔ اس نوبت پر عذردار نے ضلع میں رجوع ہوکر درخواست دی تو ضلع نے تحصیل کو مجدداً تحقیقات کا حکم دیا چنانچہ تحصیل میں مکرر دریافت آغاز ہوئی اور تبنیت خواہ کی جانب سے تختہ منتقلی وطن منظورہ ڈویژن بابتہ سنہ ۱۳۲۱ ف و نتیقتاً پیش ہوا جس میں وطن مقدمی مالی کو مسمی راجبیر ریڈی (پدر مرافعہ علیہ) نے مرافعہ علیہ کے نام منتقل کرنے کی کارروائی کی تھی اور منجانب مرافع ایک وصیت نامہ تحریر کردہ راجبیر ریڈی مرتبہ سنہ ۱۳۳۰ ف

مرافعہ بناراضی تجویز صوبہ دار صاحب صوبہ ورنگل انفصال (۲۷۹) مورخہ ۱۳ ر امرداد سنہ ۱۳۴۱ ف ۔

ہنمنت ریڈی بنام وینکٹ ریڈی

پیش ہوا - جس میں اُس نے غیر خاندان سے متبنٰے نہ لینے کی نسبت وصیت کی تھی - ان ہر دو وثائق پر نظر ڈالتے ہوئے محمد عظیم الدین صاحب تحصیلدار وقت نے بقیام تنقیحات اس تجویز کے ساتھ کہ کارروائی منتقلی وطن تکمیل وصیت نامہ سے گیارہ سال قبل کی منظورہ ہے اور وصیت نامہ موصی کی وفات کے ایک سال قبل کا مرتبہ ہے مگر بوقت منتقلی وطن ایسی شرط قائم نہیں کی گئی تھی کہ منتقل علیہ متبنٰے لینے کا مجاز نہیں ہے - البتہ وصیت نامہ میں ایسی شرط قائم ہے تو دیکھنا یہ ہے کہ ایسی وصیت قابل نفاذ ہے یا کیا؟ شاستر اگر ایک شخص متبنٰے لینے کا حق رکھتا ہے - جبکہ وطن وصیت نامہ کے قبل منتقل ہو چکا ہے اور گیارہ سال تک سکوت اختیار کیا گیا تو اس سے ثابت ہے کہ وطن سے اس نے دستبرداری اختیار کی - جب دستبرداری کی تو پھر بلا منظوری سرکار وطن کو بطور خود عود کرنے کا وہ مجاز نہ تھا وصیت نامہ کو ناقابل قبول قرار دیکر رائے دی کہ تبنیت خواہ متبنٰے لے سکتا ہے - باندراج رائے تختہ جات ڈویژن میں بھیجے گئے اور متفقہ رائے ڈویژن کے ساتھ بغرض منظوری ضلع میں روانہ ہوئے تو مسٹر ایرج شاہ صاحب اول تعلقدار وقت نے بتاریخ ۸ دے ۱۳۴۰ف اس کی منظوری دی - تجویز منظوری ضلع کی تجویز ثانی مسمی ہنمنت ریڈی نے کی تو مولوی مرزا محمد بیگ صاحب اول تعلقدار نے بتاریخ ۱۳ آبان ۱۳۴۲ف نظر ثانی نامنظور فرمایا - تجویز بالا کی ناراضی سے صوبہ داری میں مسمی ہنمنت ریڈی نے اپیل کیا تو مسٹر دار ابجی باپوجی چینائی صاحب نے فیصلہ زیر اپیل صادر فرمایا کہ عذرات مرافع احکام شاستر کے لحاظ سے وقعت نہیں رکھتے - فریقین قوم ریڈی سے ہیں جو شودر ہیں - شودروں میں متبنٰے لینے دینے کی رسم کافی خیال کی گئی ہے - اشتراک خاندان کو عدالتہائے تحت میں ثابت نہیں کیا گیا - دو جداگانہ اوطان پر فریقین علٰحدہ علٰحدہ قابض ہیں - مرافعہ علیہ کو متبنٰے لینے سے روکا نہیں جا سکتا - فریقین کے نام اوطان منتقل ہونے کے تقریباً (۱۱) سال کے بعد وصیت نامہ مرتب ہوا ہے جو اس کے قبل منتقل شدہ جائداد پر موثر نہیں ہو سکتا ہے اور نیز ایسی وصیت جو متبنٰے لینے والے کو محروم کرتی ہے وہ خلاف شاستر اور واجب التعمیل نہیں ہے لہذا مرافعہ نامنظور - فیصلہ ضلع بحال -

فیصلہ بالا کی ناراضی سے محکمہ ہذا میں اپیل ثانی پیش ہوا ہے جس کے عذرات کا ماحصل یہ ہے

ہنمنت ریڈی
بنام
وینکٹ ریڈی

عذرات

ف ۱ - فریقین آپس میں چچا بھتیجے ہیں - پس بلحاظ قیاس شاستری ہر ہندو خاندان مشترکہ سمجھا جائیگا تا وقتیکہ انقسام ثابت نہ ہو در حقیقت خاندان مشترکہ ہے - تجویز صوبہ دار صاحب لائق تنسیخ ہے -

ف ۲ - محکمۂ مرافعہ عنہا کو ریڈی قوم شودر قرار دینے میں سہو ہوا ہے -

ف ۳ - بلحاظ وصیت مورث اعلیٰ فریقین تبنیت مرافعہ علیہ قطعاً ناجائز ہے -

ف ۴ - ہمشیر زادے کی تبنیت منظور کرنے میں بظاہر اوطان دوسرے خاندان میں منتقل ہو جاتے ہیں - بروئے دھرم شاستر و احکام سرکار اوطان ہمیشہ اسی خاندان میں رہنا ضروری ہے - اس کی نسبت محکمۂ مرافعہ عنہا نے غور نہیں کیا -

ف ۵ - علحدہ علحدہ اوطان ہونا انقسام خاندان کا ثبوت نہیں ہے -

ف ۶ - مرافع کے مقابل باضابطہ تحقیقات عمل میں نہیں آئی -

ف ۷ - بقیہ عذرات بروز پیشی عرض کئے جائیں گے -

حکم عالیجناب لفٹنٹ کرنل سرٹرنچ صدر المہام بہادر مال -

تمہید - وکلاء فریقین حاضر ہیں بحث سماعت کی گئی - مرافع یہ تسلیم کرتا ہے کہ جو امر غور طلب ہے اور جس پر مرافعہ ہذا کا انحصار ہے وہ صرف یہی ہے کہ آیا مرافعہ علیہ اپنے بھانجہ کو تبنیت لے سکتا ہے یا نہیں - مرافعہ گزار اپنی بحث کی تائید میں دھرم شاستر کی کوئی ایسی دفعہ کا (جو شودروں سے متعلق ہو) حوالہ نہ دے سکا - جس کی رو سے ایسی تبنیت جائز نہ ہو سکتی ہو برخلاف اس کے لائق وکیل مرافعہ علیہ دفعہ (۱۱۸) دہرم شاستر مؤلفہ رائے بیجناتھ پیش کرتے ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ بھانجے کا متبنے نہ لئے جانے کا اصول شودروں سے متعلق نہ ہوگا - نیز وکیل صاحب موصوف کتاب مذکور کے دفعہ (۱۲۶) کو بھی پیش کرتے ہیں جس میں یہ درج ہے کہ ریڈی شودر ہیں - وکیل صاحب مرافع مذکورۂ بالا دفعات کے خلاف کوئی چیز نہیں پیش کر سکتے ہیں لہذا تجویز ہوئی کہ

مرافعہ نامنظور -

مرافعہ صیغۂ عطیات

سید درویش محی الدین — مرافع بوکالت رائے گنپت لال صاحب ایڈوکیٹ

بنام

سید عبدالرحیم — مرافعہ علیہ بوکالت مولوی حاجی محمد فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ

زیر سماعت مشل ۶۲ / ۸۷ — ۱۳۴۳ ف
منفصلہ ۲۹ / شہریور ۱۳۴۳ ف

نا منظوری درخواست تجویز ثانی کا مرافعہ ـ محکمۂ صوبہ داری بصیغہ نگرانی مقدمات نا قابل سماعت خلاف قانون سماعت کردہ فیصلہ کالعدم ہونا ـ مرافعہ ثانی ـ

تجویز ہوئی کہ درخواست تجویز ثانی ضلع نے نامنظور کی تھی ـ جس کا مرافعہ صوبہ داری میں ہوا جس کا یہ مرافعہ ثانی ہے جس تجویز کا مرافعہ اولیٰ نا جائز ہے اُس کا مرافعہ ثانی بھی نہیں ہو سکتا ـ تجویز صوبہ داری قابل کالعدم ہے ـ صوبہ دار صاحب کو بصیغۂ نگرانی سماعت کا حق قانوناً نہیں ہے ـ

واقعات یہ ہیں کہ بذریعہ منتخب نشان (۵۰ / ۴) بابتہ ۱۳۱۵ ف جاگیر موضع ٹیکل پلی سید شاہ محمد غوث قادری ولد سید محمد عبدالرحیم کے نام باخذ فیصدی (۱۲) روپیہ حق مالکانہ دواماً بحال ہوئی صاحب منتخب کی فوتی پر وراثت اُن کے فرزند صلبی سید عبدالرحیم کے نام منظور ہوئی جس میں حصہ دار سید سلیمان شاہ قادری ہیں جن کو (۱ما ۵) حصہ ملا کرتا تھا ـ

سید سلیمان قادری حصہ دار ۱۳۲۶ ف میں انتقال کئے تو ان کی زوجہ موتی بیگم ۱۳۲۸ ف میں رجوع خواہان وراثت ہوئیں ـ بنابراں ذریعہ نشان (۹۶ / ۲) مورخہ ۲۲ تیر ۱۳۳۶ ف ڈویژن کو تحقیقات کا حکم دیا گیا ڈویژن نے دعویدار کی جانب سے پیروی نہ ہونے سے معاش کے شریک خالصہ کا حکم ۲۲ خورداد ۱۳۳۲ ف اس کے بعد شہریور ۱۳۳۵ ف سید درویش محی الدین نے محکمۂ ہذا میں درخواست پیش کی کہ سائل کے چچا سید سلیمان شاہ قادری حصہ دار جاگیر ٹیکل پلی کے انتقال کے بعد تا لبقائے معاش سید شاہ عبدالرحیم صاحب قادری نے مرحوم کی زوجہ کو رقم برابر ایصال کرتے رہے اب حال میں زوجۂ مرحوم کا بھی انتقال ہو گیا ہے مرحوم کو کوئی اولاد ذکور و اناث نہیں ہے منتخب میں بجائے مرحوم کے سائل کا نام درج فرمایا جائے ـ

اسپر اشتہار عذرداری اجرا پایا ـ اور بلحاظ اقتدار کارروائی ضلع میں منتقل ہوئی ـ

سید درویش محی الدین
بنام
سید عبدالرحیم

اور عبدالرحیم شاہ قابض جاگیر عذردار ہوئے۔ صاحب ضلع نے بتاریخ ۲۲ آبان ۱۳۴۰ف تجویز کی کہ سید سلیمان شاہ کے فوت ہونے پر اشتہار حضوری ورثاء مدتی سہ ماہ و ششماہ جاری نہیں ہوا۔ اصولاً تاریخ تعمیل اشتہار حضوری ورثاء سے دیر حاضری وراثت خواہ کا شمار کیا جاتا ہے اس لیئے جبکہ اس کارروائی میں اشتہار جاری نہیں ہوا تو دیر حاضری پر نظر ڈالنے اور بحث کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ قابض جاگیر عذردار ہیں اور سالانہ حصہ (۸۲۹) ادا کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ شہادت تائیدی اور تردیدی سے وراثت خواہ کی قرابت سید سلیمان شاہ متوفی کا برادر زادہ ہوتا ہے۔ عذردار کی قانونی بحث یہ بھی ہے کہ از روئے شرع شریف وراثت خواہ کے والد کی موجودگی میں وراثت خواہ بوجہ حجب و حرمان مستحق نہیں ہے۔ شہادت تردیدی سے پایا جاتا ہے کہ وراثت خواہ کے والد حقیقی و چچا بھی زندہ ہیں اور وراثت خواہ بھی اس کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے والد کی تحریر مصدقہ مجسٹریٹ متعلق کلم پیش کیا ہے۔ مگر تاریخ تصدیق درج نہیں وراثت خواہ اپنے والد سے رجوع نہ ہونے کی تحریر و تصدیق حاصل کی ہے مگر کوئی وجہ نہیں بتلائی گئی اور اُن کے برادر غلام محمد صاحب کیوں رجوع نہیں ہوئے ظاہر نہیں کیا گیا وراثت خواہ اپنی تائید میں چند نقول پیش کئے ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ سید سلیمان شاہ کی وراثت علاقہ صرفخاص مبارک میں اُن کے فرزند کے نام منظور رہی۔ اور اُن کے بعد وراثت خواہ کے حقیقی برادر مسمی غلام محبوب قادری کے نام اجراء پائی ہے۔ مگر صرفخاص مبارک میں وراثت خواہ کے نام منظور نہیں ہوئی۔ وراثت خواہ نے حجب و حرمان عطیات میں نہ ہونے کی تائید میں چند نظائر پیش کئے عطیات میں انکی پابندی کو لازمی نہیں قرار دیا ہے۔ ایسی حالت میں درویش محی الدین کے والد موجود ہیں اور انہوں نے رضامندی لکھدی ہے کہ خود رجوع نہیں ہوئے اور اپنے فرزند کو رجوع ہونے کی ہدایت دی ہے تو حجب و حرمان پر غور کرنے کی ضرورت نہیں۔ محمد عثمان کے بعد زوجہ رجوع ہو کر زندہ نہ رہی اور اُن کو خود کوئی ورثاء بھی نہیں ہے۔ اس لیئے ذی فرض کی غیر موجودگی میں عصبہ اور اُن کے بعد ذی رحم مستحق وراثت ہو سکتا ہے وراثت خواہ حقیقی برادر زادہ ہے جو مستحق وراثت ہے لہذا محمد سلیمان شاہ متوفی کی وراثت بنام درویش محی الدین منظور کی جاتی ہے۔ اس تجویز کی ناراضی سے ضلع میں تجویز ثانی پیش ہوئی جو ۱۵ اسفندار ۱۳۴۱ف کو نامنظور ہوئی۔

سید درویش محی الدین
بنام
سید عبدالرحیم

اس کی ناراضی سے صوبہ داری میں سید شاہ عبدالرحیم نے مرافعہ بایں عذرات پیش کیا کہ اشتہار جاری نہ کرنے سے دعوے کو اندرون میعاد قرار دینا خلاف احکام و قانون ہے۔ و نیز معاش عطیہ سلطانی ہونے سے بلا منظوری سرکار منتقل ہو سکتی ہے و نہ بموجودگی پدر فرزند پر اجراء ہو سکتی ہے۔ سید سلیمان شاہ صاحب کا گزارہ بوجہ عروض تمادی تحت احکام عطیات ضبط کیا جا کر شریک خالصہ کا حکم ہو چکا ہے۔ جس کو عرصہ گذر گیا اس کے بعد مرافعہ علیہ کو کسی کارروائی کرنے کا حق باقی نہیں رہا۔ لہذا نقدی معاش سید سلیمان صاحب کا مستحق مرافع ہے۔

جناب صوبہ دار صاحب نے بسماعت بحث وکلاء فریقین تجویز کی کہ تجویز ضلع کے متعلق مرحوم کے بھائی غلام محمد نے بھی نصف نصف حصہ کے متعلق درخواست تجویز ثانی پیش کی۔ مگر ضلع نے عدم رجوع کے باعث تجویز ثانی کو نامنظور کر دیا۔ محکمہ ہذا میں سرسری درخواست کے ذریعہ رجوع ہوئے ہیں یہ صاف ظاہر ہے کہ سید شاہ سلیمان کے دو بھائی زندہ موجود ہیں۔ غلام محمد عبدالملک جو درویش محی الدین کے والد ہوتے ہیں۔ بھائیوں کی موجودگی میں برادر زادہ کے نام وراثت منظور فرمانا درست نہیں ہے۔ درویش محی الدین کے والد نے ایک درخواست مصدقہ مجسٹریٹ پیش کی کہ وہ رجوع ہونا نہیں چاہتے۔ ان کے فرزندوں کی جانب سے رجوع ہوئے ہیں۔ عبدالملک کے اور بھی فرزند ہیں یہ اصولاً صحیح نہیں ہے کہ جب وہ خود رجوع نہ ہوں تو اپنا حق کسی فرزند کے حق میں منتقل کر دیں۔ انکی درخواست عدم رجوع کے باعث یا تو وراثت محروم کر دینا چاہیے یا دوسرے لڑکے کو بھی شامل کیا جائے یہ بالکل درست ہے کہ غلام محمد صاحب رجوع نہیں ہوئے تھے اور قانون ان کی مدد نہیں کر سکتا۔ مگر مقدمات عطیات میں تمادی کی بحث نظر انداز ہوئی ہے۔ لہذا عدم حضوری کا ان سے ثبوت لیا جا کر حسب ضابطہ تصفیہ کیا جانا ایک مستحق کی دادرسی کا باعث ہوگا مرافع نے یہ بھی توجہ دلائی کہ معاش شریک خالصہ ہو چکی تھی۔ اس کے بعد رجوع ہونے کا حق نہ تھا شرکت خالصہ کا حکم اس وجہ سے غور طلب ہو جاتا ہے کہ اشتہار حضوری ورثاء اور لاواثتی کی اجرائی مدت ایک سال نہ ہو کوئی معاش شریک خالصہ نہیں ہو سکتی۔ اس میں یہ قانونی امور غیر مکمل اور تصفیہ طلب ہیں۔ لہذا میعاد کا تحفظ ہو جاتا ہے۔ بیان ضلع نے نتیجہ برآمد کیا ہے۔ لہذا مرافعہ بدیں صراحت نامنظور کیا جانا ہے

سید درویش محی الدین بنام سید عبدالرحیم

کہ وراثت کی تکمیل حسب اشارہ صدر عمل ہو کر تصفیہ ہونا چاہیے۔ تجویز بالا کی ناراضی سے بعذرات ذیل یہ مرافعہ منجانب سید درویش محی الدین پیش ہوا ہے۔

عذرات

(۱) مرافعہ علیہ قابض جاگیر و اُس میں متوفی (۱ ماہ عللعہ) سالانہ کے حصہ دار مسلمہ تھے جو مرافعہ علیہ کا مسلمہ ہے کہ متوفی کی وراثت اُن کو نہیں پہونچی کہ وہ حقیقی چچا من مرافع کے تھے۔ مرافعہ علیہ کو کوئی تعلق وراثت سے نہیں ہے اُن کی تجویز ثانی صحیح طور پر ضلع سے نامنظور ہوئی اور صوبہ داری سے نامنظوری تجویز ثانی کا مرافعہ نہیں ہو سکتا۔ خارج فرما دیا گیا۔

(۲) اخراج مرافع سے جو زائد تجویز جناب صوبہ دار صاحب نے فرمایا ہے وہ قطعی غیر صحیح ہے وارث جید کا رجوع نہ ہونا وارث مابعد کو محروم نہیں کر سکتا۔ نہ وارث جید کے رجوع ہونے تک وارث مابعد کو انتظار کی ضرورت ہے اور وراثت کا تصفیہ بمقابلہ دعویدار کیا جاتا ہے نہ کہ بمقابلہ شخص غیر۔

(۳) کارروائی مرافعہ میں بمقابلہ مرافع و مرافعہ علیہ تصفیہ حقوق کیا جاتا ہے نہ کہ اس سے زائد اس امر کے فیصل فرمانے میں صوبہ دار صاحب نے غلط فہمی کی۔

(۴) خود دیگر ورثا متوفی نے بمقابلہ من مرافع صوبہ داری میں نگرانی کی ہے۔ اُن کا تصفیہ اسمقدمہ میں ہوگا۔ اس مقدمہ میں ہدایت کی ضرورت نہیں ہے۔

استدعا ہے کہ نامنظوری مرافعہ تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب پنڈت نارائن راؤ صاحب بی۔ اے ناظم عطیات۔

مثل بمواجہ لائق وکلاء فریقین پیش ہوئی۔ بحث سماعت کی گئی۔ ابتداءً ضلع نے درخواست تجویز ثانی نامنظور کی تھی جس کا مرافعہ صوبہ داری میں ہوا۔ جس کا یہ مرافعہ ثانی پیش ہے نامنظوری درخواست تجویز ثانی کا مرافعہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ تجویز صوبہ داری بصیغۂ نگرانی متصور ہو سکتی ہے کیونکہ صوبہ داری کو تحت قانون عطیات نگرانی کے اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ جس تجویز کا مرافعہ اولی ناجائز ہے اُس کا مرافعہ ثانی بھی نہیں ہو سکتا۔ ایسی صورت میں مرافعہ ہذا ناقابل سماعت ہے اور تجویز صوبہ داری قابل کالعدم کیونکہ بہ نفاذ ایسے اختیار کے صادر

سید درویش محی الدین بنام سعید عبدالرحیم

کی گئی ہے جو صوبہ داری کو قانوناً حاصل نہ تھا۔ مگر جو حکم تحقیقات مجدد کا دیا گیا ہے بلحاظ واقعات مقدمہ درست ہے۔ لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور بہ نفاذ اختیارات نگرانی حکم دیا جاتا ہے کہ تجویز صوبہ داری زیر مرافعہ منسوخ مگر جو حکم صوبہ دار صاحب نے دیا ہے بصیغۂ نگرانی بحال رکھا جاتا ہے۔ حسبہٗ ضلع میں مجدداً تحقیقات عمل میں آئے اور سید شاہ سلیمان قادری کے جملہ ورثاء شرعی کو زمرۂ مدعا علیہم میں شریک ہونے کا موقع دیا جاکر فیصلہ صادر کیا جائے۔

نوٹ:۔ اس تجویز کی ایک نقل مثل ۱۱۳/۸۷ سنہ ۱۳۴۳ ف میں شریک کی جاکر اس کو اس مقدمہ مرافعہ میں کا فیصلہ قرار دیا جائے۔ کیونکہ مقدمۂ مذکور کے فریقین کو اس مقدمہ میں فریق قرار دیا جاکر بعد سماعت یہ تجویز صادر کی گئی ہے اور امر مابہ النزاع ایک ہی ہے۔

مرافعہ صیغۂ مال

ملکیند ر راؤ مرافع بوکالت پنڈت رماچاری صاحب وکیل

بنام

ملہار راؤ مرافعہ علیہ بوکالت پنڈت سرینواس راؤ صاحب وکیل

نشان مثل ۲/۸۷ سنہ ۱۳۴۳ ف
منفصلہ ۹ مہر
شہریور ۱۳۳۲ ف

درخواست اجازت تبنیت۔ عذرداری منجانب زوجگان۔ درخواست اجازت تبنیت سے منکو ہونا۔ ہدایت عدالت۔

واقعات: متبنیٰ گیرندہ ابتداءً اجازت تبنیت کی درخواست پیش کیا منجانب زوجگان عذرداری ہوئی اور متبنیٰ گیرندہ اپنی درخواست پیشکردہ کو نامنظوری کی استدعاء پیش کیا۔ ضلع سے تجویز ہوئی کہ تبنیت ثابت ہوچکی ہے۔ تبنیت منظور۔ صوبہ داری میں مرافعہ ہوا صوبہ داری سے متبنیٰ کو ہدایت عدالت دی گئی جس کی ناراضی سے متبنیٰ نے محکمۂ سرکار میں مرافعہ کیا۔

تجویز ہوئی کہ واقعات اور شہادت سے میری رائے میں کارروائی کو اغراض سررشتۂ مال کی حد تک پوری طرح سے ظاہر کرتے ہیں کہ در حقیقت جائز طور پر عمل میں آئی ہے۔

مرافعہ بناراضی تجویز صوبہ دار صاحب صوبۂ گلبرگہ شریف۔ فیصلہ نشان (۱۲۴۳) بابتہ سنہ ۱۳۳۲ ف۔

ملکیندر راؤ بنام ملہار راؤ

واقعات یہ ہیں کہ مرافعہ علیہ (ضلع کی تجویز میں ملہار راؤ کا نام درج ہے) م ۱۶ ار شہریور ۱۳۳۷ ف
کو تحصیل مالوی میں درخواست پیش کی کہ وہ (۱۳) مواضعات کا جوڑ بیٹہ دار پٹواری ہے - تعلقہ
مالوی کے (۸) مواضعات کے منجملہ (۴) مواضعات اُس کے قبض و تصرف میں ہیں اور تعلقہ
سند ھنور میں (۵) مواضعات کا نصف حصہ دار ہے بوجہ عدم موجودگی اولاد نرینہ مسمی ملکیندر
راؤ ولد ملہار راؤ (مرافع) کو متبنے لیا ہوں تبنیت محتاج منظوری سرکار ہے - لہذا ملکیندر راؤ (مرافع)
کی تبنیت منظور فرمائی جائے - مرافعہ علیہا سرسوتی بائی نے درخواست عذرداری پیش کی کہ ملہار راؤ
کی زوجۂ اولی فوت ہوئی ہے اور خود زوجۂ ثانی ہے اور زوجۂ ثانی کے بطن سے ایک لڑکا تھا وہ
فوت ہوا - ملہار راؤ آوارہ خیال کا آدمی ہے اُس کو اپنی بھلائی برائی کا خیال نہیں ہے حصول
قرضہ کا عادی ہے اور ناجائز قرضوں کی ادائی میں اپنی موروثی جائداد برباد کر چکا ہے اور بقیہ
جائداد ورثا کے محروم کرنے کی نیت سے منتقل کرنا چاہتا ہے - اصول تبنیت کی کارروائی محض
مصنوعی ہے - مرافع (ملکیندر راؤ) کا بھائی امنجانب شوہر عذرداره مسمی زہر راؤ گماشتہ مقرر ہے
اُسی کے ورغلانے پر شوہر عذرداره (مرافعہ علیہا) کو کچھ رقم کی لالچ دلا کر موروثی جائداد اپنے بھائی
ملکیندر راؤ مرافع کے حق میں بشکل تبنیت مستقل بنا کر مالک بنانا چاہتا ہے درحقیقت ملہار راؤ نے
مرافع ملکیندر راؤ کو متبنے لیا ہے اور نہ رسوم تبنیت ادا ہوئی ہیں - عذرداره (مرافعہ علیہا سرسوتی
بائی) اس وقت حاملہ ہے اور اولاد ہونیکی امید ہے - لہذا درخواست نامنظور فرمائی جائے -
ہنوز تحصیل میں یہ کارروائی جاری تھی کہ عذرداره نے ضلع میں منتقلی مقدمہ کی درخواست پیش
کر کے مثل تحصیل ضلع میں منتقل کرائی اور کارروائی دریافت ضلع میں آغاز ہوئی - شوہر مرافعہ علیہا (سرسوتی
بائی) نے درخواست پیش کی کہ بموجودگی سائل سرسوتی بائی (مرافعہ علیہا) کو درخواست تبنیت
کی نسبت اعتراض کرنے کا کوئی حق قانونا یا شاستراً حاصل نہیں ہے - لہذا درخواست عذرداری
خارج فرمائی جائے - من بعد بتاریخ ۲۳ اردی بہشت ۱۳۲۹ ف متبنی گیرنده (ملہار راؤ) نے
ضلع میں درخواست دی کہ سائل کو سخت دھوکہ دیا گیا ہے (سیکڑے) روپیہ پدر اصلی ملکیندر
راؤ نے دینے کا وعدہ کیا تھا اور اراضیات کا پٹہ کرا دینے کا وعدہ بھی تھا - مگر اسکی تکمیل نہیں ہوئی
لہذا کارروائی تبنیت داخل دفتر فرمائی جائے -

ملکیندر راؤ بنام ملہار راؤ

ہنوز اس کا تصفیہ نہیں ہوا تھا کہ تبنّے ملکیندر راؤ کی جانب سے واقعات تبنیت کا ثبوت پیش کیا گیا۔ جس پر بعد تحقیقات ضلع سے تجویز صادر ہوئی کہ تبنیت ثابت ہو چکی ہے دستاویز رجسٹری شدہ موجود ہے خود ملہار راؤ نے قبولیت تبنیت کو بارہا ظاہر کیا ہے۔ لہذا اب معاوضہ کا حیلہ بخلاف بیانات حلفی پیش کرنا بے سود ہے اس کا مجرد انکار بمقابلہ احکام شاستری وقانون قابل لحاظ نہیں اس تبنیت کو گنگا بائی و ہنما بائی حصہ داران وطن نے بھی تسلیم کر لیا ہے جو اثبات تبنیت کی شہادت ہے۔ لہذا تجویز ہوئی کہ تبنیت ملکیندر راؤ مرافع منظور کی جاتی ہے۔ اس تجویز کی ناراضی سے مسمی ملہار راؤ و سرسوتی بائی نے صوبہ داری میں علحدہ علحدہ مرافع پیش کئے جس کی سماعت صوبہ دار صاحب نے یک جگہ فرما کر تجویز صادر کی کہ مرافعہ ملہار راؤ و سرسوتی بائی منظور، مرافعہ علیہ (ملکیندر راؤ) کو رہنمائی عدالت کی ہدایت ہوئی۔

اس تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے محکمہ ہذا میں ملکیندر راؤ نے بمقابلہ ملہار راؤ و سرسوتی بائی علحدہ علحدہ دو مرافعے پیش کیا ہے جس کے اہم عذرات حسب ذیل ہیں۔

عذرات

۱۔ یہ کہ تبنیت ہونے کے بعد تبنّے گیرندہ تبنیت سے انکار نہیں کر سکتا۔ خصوصاً جبکہ رسوم تبنیت شاستراً ہو جائیں اور ایسی تبنیت کالعدم قرار نہیں دیجا سکتی۔ اور تبنیت نامہ رجسٹری شدہ موجود ہے تو اب اس سے انکار کرنا امر لغو تقریر مخالف کی حد تک پہونچتا ہے۔

۲۔ یہ کہ تبنیت کے لئے شاستراً و قانوناً کوئی بدل یا معاوضہ جائز نہیں رکھا گیا۔ مرافعہ علیہ کا یہ عذر کہ (سکہ ۔۔۔) روپیہ ادا نہیں کیا۔ اس لئے تبنیت سے انکار کیا جاتا ہے۔ صحیح نہیں ہے۔

۳۔ صوبہ دار صاحب کی رائے کہ کارروائی نہایت عجلت سے کی گئی ہے۔ جس سے ایک گہری سازش کا پتہ چلتا ہے۔ خلاف روداد مثل ہے۔

۴۔ مراسلہ تعمیل سند حضور نشان (۵۰۴) مورخہ ۳۰ شہریور ۱۳۳۷ف مقدمہ ہذا سے غیر متعلق ہے۔

۵۔ یہ کہ زوجہ بطور خود شاستراً تبنّے لے سکتی ہے۔ اگر شوہر تبنّے لے تو نہ عذر کر سکتی ہے

۶۔ یہ کہ سرسوتی بائی کی یہ موجودگی شوہر بمقابلہ تبنّے کوئی حق مرافعہ حاصل نہیں ہے۔ لہذا

ملکیٹ پندرا‌ؤ
بنام
ملہارراؤ

استدعاء ہے کہ مرافعہ منظور اور تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب صدرالمہام صاحب بہادر مال۔

مرافعہ گزار و سرسوتی بائی وکالتاً اور ملہارراؤ اصالتاً حاضر۔ بحث سماعت کی گئی۔ ملہارراؤ (مرافعہ علیہا) کی استدعاء پر جو متعدد مواضعات کا پٹواری ہے درخواست استقرار تبنیت مرافعہ گزار عدالتہائے مال کے روبرو ۱۳۳۷ف سے پیش ہے موجودہ درخواستہائے مرافعہ بنا راضی تجویز صوبہ دار صاحب مورخہ ۲۵ اسفندار ۱۳۴۰ف پیش ہوئی ہیں جس کے ذریعہ صوبہ دار صاحب نے مرافعہ گزار کو عدالت دیوانی کی رہنمائی کی ہے۔ سرسوتی بائی مرافعہ علیہا مثل نشان ($\frac{۴۲}{۸۷}$) ملہارراؤ کی زوجہ ہے اس کی جانب سے یہ بحث کی جاتی ہے کہ اس کا شوہر فاتر العقل ہے اور قانوناً تبنیت کی تکمیل نہیں ہوئی۔ لیکن ملہارراؤ کے تلوّن مزاج ہونے کا ثبوت اس طرز مقدمہ بازی سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جب سے کارروائی محکمۂ سرکار میں پہونچی ہے ابتدائی چالاکیوں کو نظرانداز کرتے ہوئے اُس نے ایک صلحنامہ پیش کیا اور ایک بیان اس امر کے متعلق پیش کیا ہے کہ دستخط اسپر جبراً کرائی گئی ہے اور آخرکار ایک درخواست بتاریخ ۳ شہریور ۱۳۴۱ف پیش کیا جس میں تبنیت سے اقبال کیا ہے۔ یہ تمام کارروائی ایک سال کی ہے۔ لیکن درحقیقت اس تجویز کو جائز قرار دینے کے لئے کافی مواد مثل میں موجود نہیں ہے کہ جس وقت تبنیت کا ادا کیا جانا بیان کیا جارہا ہے۔ اس وقت ملہارراؤ فاتر العقل تھا یا اس کے صحیح العقل ہونیکا بار ثبوت اسپر عائد کیا جائے۔ تعلقدار صاحب کے نتیجۂ تحقیقات سے اختلاف کرنے کے لئے کافی وجوہات نہیں پائے جاتے۔ یہ یقینی امر ہے کہ ملہارراؤ پر ہر دو فریق مقابل کی جانب سے بہت زیادہ دباؤ ڈالا گیا ہوگا۔ لیکن واقعات اور شہادت میری رائے میں کارروائی کو اغراض سررشتۂ مال کی حد تک پوری طرح سے ظاہر کرتے ہیں کہ درحقیقت جائز طور پر عمل میں آئی ہے لہذا

حکم ہوا کہ

درخواستہائے مرافعہ منظور۔

نشان ۲۱/۸۷ سنہ ۱۳۴۲ ف
منفصلہ ۱۲ مہر سنہ ۱۳۴۳ ف

مرافعہ صیغہ مال

ناگیش بھٹ — مرافع بوکالت مولوی سید سعید الحسن صاحب رضوی وکیل

بنام

سرینواس راؤ — مرافعہ علیہ بوکالت پنڈت سرینواس راؤ صاحب وکیل

فریق کا درمیانی محکمہ میں رجوع ہونا اور اُس کا اثر۔ فریق کا محض بنا راضی تجویز ڈویژن مرافعہ ضلع میں قبول کئے جانے سے کوئی حق قانونی پیدا نہ ہونا۔

تجویز ہوئی کہ اگر کوئی شخص تحت میں فریق نہ رہا ہو اور اُس نے کسی درمیانی محکمہ میں (مثلاً ڈویژن کی ناراضی سے ضلع میں) مرافعہ دائر کر دیا ہو تو صرف مرافعہ قبول کئے جانے سے ایسا قانونی حق پیدا نہیں ہوسکتا جو نہ اُس کو بوقت مرافعہ حاصل تھا اور نہ بعد پیدا ہوا۔

واقعات یہ ہیں کہ مسماۃ بھیمکا زوجہ رامنا پٹہ دارہ مالی پٹیل آذر سنہ ۱۳۲۶ ف میں فوت ہوئی۔ بتاریخ ۱۰ اردی سنہ ۱۳۲۸ ف مسماۃ سندرا بائی زوجہ اننت رام ساکن نارائن پیٹھ بدیں مضمون تحصیل یادگیر میں درخواست پیش کی کہ متوفیہ بھیمکا سائلہ کے خاندان کی ہمشیرہ ہے۔ لہذا پٹہ سائلہ کے نام کیا جائے اس کے بعد ناگیش بھٹ نے عذر داری پیش کی مگر کسی فریق نے حاضر تحصیل ہوکر پیروی نہ کرنے سے تحصیل نے کارروائی وراثت ختم کر کے حق دریافت کی کارروائی آغاز کی۔

من بعد ۱۹ آذر سنہ ۱۳۳۵ ف میں مسماۃ سندرا بائی نے مکرر تحصیل میں درخواست پیش کی کہ بھیمکا متوفیہ کے نام تحصیل مکتھل میں بھی مقدم مالی کا پٹہ تھا۔ اُس کا پٹہ سائلہ کے نام وراثتاً منظور ہوا ہے۔ اس لئے موضع کنمڑی تعلقہ یادگیر کا پٹہ بھی سائلہ کے نام منظور فرمایا جائے اور ایک درخواست منجانب سرینواس راؤ ولد اننت راؤ تحصیل یادگیر میں یہ پیش ہوئی کہ بھیمکا متوفیہ کی وراثت سائل کی والدہ مسماۃ سندرا بائی کے نام ڈویژن نارائن پیٹھ نے منظور فرمائی ہے اور سائل سندرا بائی کا متبنٰے فرزند منظورۂ سرکار ہے۔ لہذا بھیمکا متوفیہ کی مقدم مالی موضع کنمڑی کا پٹہ سائل کے نام منظور فرمایا جائے۔

مرافعہ بنا راضی تجویز صوبہ دار صاحب صوبہ گلبرگہ فیصلہ نشان (۳۱۰) مورخہ ۵ مہر سنہ ۱۳۴۲ ف۔

ناگیش بھٹ
بنام
سرینواس راؤ

تحصیلدار صاحب نے بعد دریافت باخذ ثبوت و تردید یہ رائے ظاہر کی کہ سرینواس راؤ سندرا بائی کا متبنٰے فرزند ہے اور سندرا بائی بھیمکا متوفی کی بھاوج ہے۔ بھیمکا کے نام موضع بیرم پلی کی مالی وکو توالی پٹیلی کا پٹہ تھا۔ ضلع محبوبنگر سے بعد دریافت متوفیہ بھیمکا کی وراثت مسماۃ سندرا بائی کے نام منظور اور پٹہ ہو چکا ہے۔ لہٰذا بھیمکا متوفیہ زوجہ رامنا پٹہ دارہ مالی پٹیل موضع کنٹمری کا پٹہ بھی سرینواس راؤ مرافعہ علیہ کے نام منظور کیا جانا مناسب ہے حسبہ تختہ مرتب بغرض منظوری ڈویژن میں روانہ کر دیا گیا۔

جسپر ڈویژن سے اولاً دیر حاضری مرافع کے متعلق اعتراض کیا گیا۔ من بعد سرینواس راؤ کی درخواست پر ایک ماہ (۵) یوم کی دیر حاضری معاف کی جاکر متوفیہ کی وراثت سرینواس راؤ کے نام منظور کرنے کی تجویز صادر کی گئی۔

اس تجویز ڈویژن کی ناراضی سے مسمی ناگیش بھٹ نے ضلع میں مرافعہ دائر کیا گیا جسپر ضلع نے وصیت نامہ کے وثائق اور فیصلہ جات متضاد ہونے کی بناء پر بقیام تنقیحات بمقابلہ فریقین مجدداً تحقیقات کرنے ہدایت دیکر مرافعہ ترمیماً منظور کیا۔

اس تجویز ضلع کا مرافعہ منجانب سرینواس راؤ محکمۂ صوبہ داری میں ہوا تو صوبہ داری سے تجویز ڈویژن مبنی بر روئداد ہو نا قرار دیکر مرافعہ سرینواس راؤ منظور کیا۔

اس تجویز کا اب یہاں یہ مرافعہ منجانب ناگیش بھٹ اندرون میعاد بعذرات ذیل پیش ہوا ہے

عذرات

۱۔ محکمۂ ضلع سے مقدمہ تکمیل تحقیقات کے لئے واپس کیا گیا تھا ایسی حالت میں اس کا مرافعہ ناقابل سماعت تھا۔

۲۔ ضلع میں کوئی بحث میعاد کی پیدا نہیں ہوئی۔ اس لحاظ سے تجویز زیر اپیل میں میعاد کی بحث صحیح نہیں ہے۔

۳۔ جس تجویز ڈویژن کی ناراضی سے محکمۂ ضلع میں مرافعہ پیش کیا گیا تھا وہ کوئی فیصلہ نہیں بلکہ تجویز منظوری وراثت کی تھی۔

اس کی ناراضی سے فریق متضرر ڈویژن ہی میں اگر سماعت مرافع کے اختیارات ہوں تو

ناگیش بھٹ
بنام
سرینواس راؤ

مرافعہ کر سکتا ہے ورنہ محکمۂ ضلع میں نہ کہ صوبہ داری میں۔ اس لحاظ سے بھی تجویز زیر اپیل صحیح نہیں ہے۔

حکم عالیجناب لفٹننٹ کرنل سر ٹرینچ صدر المہام بہادر مال۔

تمہید۔ وکلاء فریقین کی بحث سماعت کی گئی۔ سرینواس راؤ کے فاضل وکیل اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ مالی پٹیلگی موضع کنٹری جو بھیما متوفی کے قبضہ میں تھی اسکا دعوائے اننت رام کا متبنیٰ ہونے کی بناء پر ہے یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ دوسرے مقدمۂ وراثت وطن میں جو دوسری سمت کے ایک موضع سے متعلق ہے اس تبنیت کے خلاف عذرداری پیش ہوئی ہے۔ اور اس وقت یہی جز بصیغۂ مرافعہ محکمۂ سرکار میں زیر تصفیہ ہے۔ منجانب مرافع یہ استدعا کیجاتی ہے کہ اس کارروائی کو تا انفصال مرافعہ محولہ ملتوی رکھا جائے۔

کارروائی ہذا میں ڈویژن آفسر صاحب نے سرینواس راؤ کے موافق تجویز کی ہے۔ ناگیش بھٹ نے جو کہ ڈویژن میں فریق تھا اور نہ تحصیل میں جبکہ دوبارہ وراثت کی دریافت آغاز ہوئی تعلقداری میں مرافعہ دائر کیا جس کو تعلقدار صاحب نے بغرض دریافت مزید تحت میں منتقل کیا سرینواس راؤ نے اس تجویز کا مرافعہ صوبہ داری میں کیا۔ صوبہ دار صاحب نے تعلقدار صاحب کی تجویز کو خارج از اقتدار ہونے کی بناء پر منسوخ کیا۔ اور ڈویژن کی تجویز کو بحال رکھا۔ مرافع ناگیش بھٹ کو محض اُس کا مرافعہ ضلع میں قبول کیئے جانے سے ایسا قانونی حق پیدا نہیں ہوسکتا جو نہ اُس کو بوقت مرافعہ حاصل تھا اور نہ اُس کے بعد حاصل ہوا۔ لہذا اُس کا مرافعہ نامنظور ہونا چاہیئے اس کا یہ منشاء نہیں ہے کہ تجویز صوبہ دار صاحب بحال رکھی جاسکتی ہے۔ اگر دوسرے مقدمہ میں جو اسوقت محکمۂ سرکار میں زیر تصفیہ ہے۔ مرافعہ علیہ سرینواس راؤ کی تبنیت ناجائز قرار دیجائے تو مقدمۂ ہذا میں بصیغۂ نگرانی تجویز کرنا ہوگا گو ناگیش بھٹ کو اس کارروائی سے کوئی تعلق نہ رہے۔ لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور۔

مرافعہ صیغۂ مال

نشان مثل ۱۱/۴۸ سنہ ۱۳۴۳ ف
منفصلہ ۱۲ مہر ۱۳۴۳ ف

امرے گوڑہ مرافع بوکالت مولوی سید چندہ حسینی صاحب وکیل

بنام

سرکار عالی مرافعہ علیہ بوکالت مولوی محمد فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ سرکار

حکم مصدرہ بصیغۂ تجویز ثانی کی ناراضی کے مرافعہ کا جواز ۔ میعاد کا آغاز اُس تاریخ سے ہونا جس تاریخ کو اُس حکم کی ناراضی سے جو اُس سے متردہوا ہو ایسا حکم صادر ہو ۔

تجویز ہوئی کہ حکم مصدرہ بصیغۂ تجویز ثانی کی ناراضی سے اُسی طرح مرافعہ ہو سکتا ہے جیسا کہ اُس حکم کی ناراضی سے جو اُس سے متردہوتا ہے اور میعاد کا شمار اسی تاریخ سے ہوگا جس تاریخ کو ایسا حکم صادر ہوا ہو ۔

واقعات یہ کہ مسمی نرسنگراؤ پٹواری موضع جلا پور نے تحصیل گنٹگی میں بماہ تیر ۱۳۳۶ ف رپورٹ پیش کی کہ اس موضع کا پولیس پٹیل مسمی امرے گوڑہ و وڑپا کنگلگری و راجہ صاحب ولد حسین صاحب ہر سہ اشخاص نے مواضعات جلا پور ۔ رتنا پور ۔ سالوی ہال کے سرکاری درختان نیم کو بلا اجازت قطع کئے ہیں ۔ معاملہ نفع نقصان سرکاری سے متعلق ہے ۔ حسب ضابطہ کارروائی فرمائی جائے ۔

تحصیل نے گرداور حلقہ کے نام موقعی تحقیقات کا حکم دیا تو گرداور نے رپورٹ کیا کہ واقعی (۲۶) درختان نیم قطع و بُرید ہوئے ہیں ۔ جن میں (۲۱) موقعہ پر موجود ہیں باقی پوشیدہ رکھے گئے ہیں ۔

تحصیل میں تحقیقات آغاز ہوئی ۔ دوران تحقیقات تحصیل میں مسمی بینکیا کی درخواست انہی درختان کے متعلق ذریعہ ٹپہ وصول ہوئی ۔ جس کا نقل و مثلث ڈویژن و ضلع میں بھی دیا گیا تھا اور ڈویژن و ضلع سے اس کی تحقیقات کے متعلق تحصیل کے نام احکام وصول ہوئے تھے ۔

تحصیلدار صاحب نے بعد دریافت ڈویژن میں یہ رپورٹ کی کہ ،۔

” پٹواری کی رپورٹ اور اُس کے پیش کردہ گواہان و ہر دو رپورٹ گرداور ان سے درختان کا قطع کیا جانا ظاہر ہوتا ہے ۔ مگر ملکیت سرکار ہونے کے متعلق کوئی مواد ایسا

امرے گوڑہ بنام سرکار عالی

پیش نہیں ہوا جس سے خاطی مستوجب مواخذہ قانونی ہو۔ شہادت پیش شدہ بھی اس سے ساکت ہے۔ بہر حال پٹواری اور پولیس پٹیل میں سخت مخالفت ہونیکا یہ نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ اس ناکافی شہادت پر کسی شخص کو مواخذہ قانونی کا ذمہ دار نہیں کر سکتے۔ لہذا حسب اختتام کارروائی کے لئے ڈویژن و ضلع میں رپورٹ کر دیگئی۔ اور ڈویژن نے بھی رپورٹ تحصیل سے اتفاق کر کے ضلع کو اختتام کارروائی کے لئے متوجہ کیا مگر ضلع نے بجائے ختم کرنے کے مکرر تفصیلی تحقیقات کرنے کے لئے ڈویژن کو حکم دیا جس پر ڈویژن افسر صاحب نے مواد موجودہ مثل پر کافی تبصرہ کرتے ہوئے (۱۴) درختان سرکاری قطع ہونا مثبتہ قرار دیکر اُس کی قیمت (مائعہ) خاطی پولیس پٹیل کے ذمہ عائد کی۔ جس کو ضلع نے منظور کر کے کارروائی ختم کرنے کی تجویز صادر کی۔

اس تجویز ضلع کی تجویز ثانی ہوئی۔ مگر ضلع نے نامنظور کر دی۔ اس نامنظوری تجویز ثانی کا مرافعہ منجانب امرے گوڑہ پولیس پٹیل محکمۂ صوبہ داری میں ہوا تو صوبہ دار صاحب نے اس بناء پر کہ تجویز ثانی کا مرافعہ نہیں ہو سکتا۔ نمبر سے خارج کر دیا۔

جس کا یہ مرافعہ منجانب امرے گوڑہ محکمۂ ہذا میں بعذرات ذیل اندرون میعاد پیش ہے۔

عذرات

(۱) صوبہ دار صاحب کی یہ تجویز کہ تجویز ثانی کا مرافعہ نہیں ہو سکتا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حسب قانون مالگزاری دفعہ (۱۵۸) ہر حکم کا مرافعہ ہو سکتا ہے۔ باب (۱۲) قانون ہذا میں کوئی ایسی ممانعت نہیں ہے۔

(۲) جبکہ قیاس پر سزا کی تجویز ہوئی ہے تو کم از کم ثبوت پیش کرنے کے لئے موقعہ دیا جانا چاہئے تھا۔ لہذا استدعا ہے کہ مرافعہ منظور اور تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب لفٹننٹ کرنل سر ٹرنچ صدر المہام بہادر مال۔

تمہید۔ وکلاء فریقین کی بحث سماعت کی گئی۔ صوبہ دار صاحب نے اپنی تجویز مورخہ ۲۷ شہریور سنہ ۱۳۴۳ ف میں امرے گوڑہ کا مرافعہ بایں وجوہ نامنظور کیا ہے کہ :-

(۱) تجویز مصدرہ بصیغۂ تجویز ثانی کا مرافعہ نہیں ہو سکتا۔ اور

امرے گوڑہ بنام سرکار عالی

۲۔ تعلقدار صاحب کی ابتدائی تجویز کی ناراضی سے مرافعہ خارج المیعاد ہے۔

ہر دو نکات قانونی کی تعبیر میں صوبہ دار صاحب سے سہو ہوا ہے حکم مصدرہ بصیغۂ تجویز ثانی کی ناراضی سے اُسی طرح مرافعہ ہو سکتا ہے جیسا کہ اُس حکم کی ناراضی سے جو اُس سے مستر د ہوتا ہے اور میعاد کا شمار اُسی تاریخ سے ہوگا جس تاریخ کو ایسا حکم صادر ہوا ہے

لہذا حکم ہوا کہ

مرافعہ ترمیماً منظور۔ صوبہ دار صاحب کو چاہیئے کہ امرے گوڑہ کا مرافعہ جو بناراضی تجویز تعلقدار صاحب پیش ہوا ہے سماعت کر کے تجویز صادر کریں۔

مرافعہ صیغۂ مال

نشان مثل ۱۳۴۲ف ۵/۴۰ منفصلہ ۱۴ امرداد ۱۳۴۳ف

بالکشن گیر وغیرہ — مرافعان بوکالت مولوی عبد اللہ پاشاہ صاحب وکیل

بنام

چینار یڈی — مرافعہ علیہ بوکالت مولوی سید چندہ حسینی صاحب وکیل

لزوم تصفیہ تنازعات مابین مقطعہ دار و انعامدار خواہ وہ کسی نوعیت کے ہوں عدالت دیوانی سے ہونا دادرسی کیلئے انعامدار بصیغۂ سررشتۂ مال اسوقت رجوع ہو سکتے ہیں جبکہ اپنی حیثیت انعامدار سلطانی کی ثابت کرالیں۔

تجویز ہوئی کہ تا وقتیکہ دریافت انعامی نہ ہو جائے اور انعام عطیہ شاہی نہ قرار دیا جائے نزاعات مابین مقطعہ دار اور انعامدار کے تصفیہ کا تعلق خواہ وہ کسی نوعیت کے ہوں عدالت دیوانی سے ہوگا البتہ حسب ضابطہ انعامی دریافت کے ذریعہ مرافعان اپنی حیثیت انعامدار سلطانی کی ثابت کرالیں تو وہ سررشتۂ مال میں دادرسی کے لئے رجوع ہو سکتے ہیں۔

واقعات یہ ہیں کہ منجانب بالکشن گیر نابالغ و رام بائی دختر نابالغ نرسنگ گیر متوفی بولایت مادر حقیقی لچھمی بائی و سماۃ گیتا بائی کو لچھمی بائی زوجگان نرسنگ گیر متوفی ایک درخواست بتاریخ ۴ اسفندار ۱۳۳۹ف ضلع میں مبنی بر شکایت مقطعہ دار بنچرلہ نسبت ظلم و زیادتی و بیدخلی اراضی انعامی طویل مضمون کی پیش ہوئی کہ مقطعہ بنچرلہ میں ہماری موروثی اراضی انعامی موازی

مرافعہ بناراضی تجویز نواب فخر جنگ بہادر صوبہ دار میدک مورخہ ۱۸ آذر ۱۳۴۲ف

بالکشن گیر بنام چنا ریڈی

(۱۵ ایکر ۳ گنٹہ) محاصلی (۵ روپیہ) واقع ہے۔ جس پر عرصہ دراز سے ہم قابض و متصرف ہیں۔ دراصل یہ مقطعہ راجہ رگھپت ریڈی مورث چنا ریڈی کے نام بروئے منتخب نمبر (۳۴۸) شمولہ مثل ضلع $\frac{3}{94}$ بابتہ ۱۳۰۲ف (۳۱۸ ایکر) اراضی مقطعہ بحال ہوا۔ راجہ رگھپت ریڈی کی وفات کے بعد جبکہ مقطعہ بنجرلہ ضبط و زیر نگرانی سرکار لیا گیا تو اس کے ساتھ ہماری اراضی انعام بھی ضبط کر لی گئی اور ہمارے مورث نرسنگ گیر کے رجوع بہ ضلع ہونے پر ضلع سے ذریعہ مراسلہ نشان (۹۴۵) مورخہ ۱۳ اسفندار ۱۳۲۲ف ہماری اراضی انعامی واگذاشت کر دی گئی چنانچہ ہم اب تک قابض و متصرف ہیں۔ لیکن اب چنا ریڈی دیسکھ ہم کو ہماری اراضی انعامی سے بیدخل کر کے اراضی مقطعہ میں اس کو شامل کرنا چاہتے ہیں اس کے علاوہ اس کی مار پیٹ کرنا۔ ہمارے ملازمین کو حبس میں رکھنا اور فی اسم ۱۰۰ جرمانہ کرنا۔ غلہ بہ جبر حاصل کرنا وغیرہ اس ظلم و زیادتی دیسکھ کا انسداد کیا جائے اور ہماری اراضیات پر کورٹ قائم کر کے حسب ضابطہ تحقیقات کی جائے۔ اس درخواست کو ضلع نے دریافت کے لئے ڈویژن میں روانہ کیا۔

بنابریں مولوی محمد شمس الدین صاحب ڈویژن افسر جڑچرلہ نے بہ طلبی فریقین مقدمہ کی سماعت کر کے بحوالہ مراسلہ ضلع نشان (۹۵۰۱) مورخہ ۱۱ مہر ۱۳۳۴ف بتاریخ ۲۶ مہر ۱۳۳۹ف تجویز فرمائی کہ یہ امر منفصلہ ہے کیونکہ معاش عطیہ سلطانی ہونا ضلع میں ثابت نہیں کیا گیا ایسی صورت میں امر منفصلہ تازہ نہیں ہو سکتا۔ اب رہا یہ امر کہ بوقت ضبطی موضع مقطعہ انعام زیر بحث بحال رکھا گیا اس سے مدعیان کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اور نہ معاش کا عطیہ سلطانی ہونا متصور ہو سکتا ہے قبضہ کی نزاع فی الحقیقت لائق سماعت سررشتہ مال نہیں ہے۔ اگر مقطعہ دار مدعیوں کو قبضہ سے بیدخل کر رہا ہے اور وہ بحیثیت انعامدار کے اراضی انعامی پر قبضہ رکھنا چاہتے ہیں تو ایسے دعوے کا تعلق عدالت سے ہے ضلع کا حکم نسبت دریافت جملہ امور پر حاوی ہے۔ مدعیان باثبات دعوائے معاش عطیہ سلطانی سررشتہ انعام سرکاری میں رجوع ہوں اور منتخب انعامی حاصل کریں۔ دعوائے مدعیان خارج کر کے ضلع میں رپورٹ کرنے تجویز کر دی گئی۔

بالکشن گیر بنام چنا ریڈی

تجویز بالا کی ناراضی سے متضرر کو چارہ کار قانونی اختیار کرنا چاہیے تھا - لیکن اس نے قانونی چارہ کار اختیار نہ کرکے ضلع میں ایک سرسری درخواست بتاریخ ۸ ر آبان ۱۳۳۹ ف بحوالہ تجویز ڈویژن پیش کرکے استدعا کی گئی کہ مثل ڈویژن طلب ہو کر تجویز فرمائی جائے -

بنابریں ضلع سے مثل ڈویژن معہ رپورٹ ذریعہ مراسلہ نشان (۱۳۳۰) مورخہ ۱۲ ر آبان ۱۳۳۹ ف طلب ہوئی تو صاحب ڈویژن نے ذریعہ مراسلہ نشان (۲۹۵) مورخہ ۲۵ ر دے ۱۳۴۰ ف رپورٹ کی کہ معاش زیر بحث عطیہ سلطانی نہ ہونا سابق میں ضلع سے طے کر دیا گیا ہے تو عالیہ فرمان مبارک وگشتی مذکور الصدر (گشتی نشان ۱۲ ۱۳۳۹ ف) کے منشاء کے لحاظ سے یہ کارروائی لائق اختتام اور مدعیوں کو رجوع علاقہ مقطعہ کی رہنمائی کر دیجانی مناسب ہے -

اس رپورٹ پر ضلع میں بقرار داد تاریخ پیشی فریقین کی بحث سماعت ہو کر بتاریخ ۲۳ ر اسفندار ۱۳۴۰ ف مولوی رحمت اللہ شریف صاحب اول تعلقدار وقت نے درمیانی تجویز صادر فرمائی کہ جب یہ تصفیہ کر دیا گیا ہے کہ گشتی نشان (۱۲) ۱۳۳۹ ف کا تعلق مقطعہ سے نہیں ہے تو اراضی انعام کی دریافت بجد عطیات و دیگر شکایات انعامدار کی سماعت بھی ہو سکتی ہے - اگر رعایا و مقطعہ دار کی ظلم و زیادتی کی شکایت کریں تو بلا اجازت محکمہ سرکار بصیغہ مال سماعت نہیں ہو سکتی - پس جب صراحت بالا فریقین کی جانب سے پیروی ہونے مثل بتاریخ ۲۸ ر فردردی ۱۳۴۰ ف پیش ہوئی

تجویز ضلع کا مرافعہ چنا ریڈی دیسمکھ نے صوبہ داری میں کیا تو بصیغہ اپیل جناب نواب صوبہ دار صاحب نے فیصلہ زیر اپیل صادر فرمایا کہ ابتدائی درخواست جو مرافعہ علیہما (یعنے مرافعان) نے پیش کی تھی اور جس کی بناء پر کارروائی جاری ہوئی دیکھی گئی - اس کی عبارت سے پایا جاتا ہے کہ فریقین معاشدار ہیں اور ایک معاشدار نے دوسرے معاشدار کے مظالم کے متعلق بصیغہ مال دادخواہی کی ہے - بعض ایسے مظالم ہیں جن کا تعلق فوجداری سے ہے نیز صیغہ مال مقتدر نہیں ہے کہ دو معاشداروں کے نزاعات کا تصفیہ کرے - صحیح چارہ کار مرافعہ علیہم کا یہ تھا کہ وہ عدالت میں حسب ضابطہ رجوع ہوتے ضلع میں جو کارروائی کی جا رہی ہے وہ خارج از اقتدار مال ہے - لہذا مرافعہ منظور - ضلع کو چاہیے کہ اپنی مثل داخل دفتر کر دے اور

بالکشن گیر
بنام
چنا ریڈی

مرافعہ علیہا کو حسب ضابطہ عدالت مجازمیں چارہ کار اختیار کرنا چاہیئے۔
فیصلہ بالا کا مرافعہ بعذرات ذیل پیش کیا گیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے۔

عذرات

ف ۱ - عدالت ماتحت نے روئداد اور واقعات مقدمہ کے سمجھنے میں غلطی فرمائی ہے ورنہ مرافعان کو عدالت کی رہنمائی کی جانب توجہ نہیں دلائی جاتی۔ جو مغائر روئداد ہے۔

ف ۲ - اولاً ڈویژن صاحب نے غلطی فرمائی چونکہ حکم تعلقداری صرف اسقدر تھا کہ بعد تحقیقات رپورٹ کی جائے۔ بجائے اس کے بلا اخذ ثبوت و بلا دریافت واقعات باختیار خود قطعی فیصلہ صادر فرماکر عدالت کی رہنمائی کی ہے۔ حالانکہ ایسا اختیار ڈویژن کو نہ تھا۔

ف ۳ - صاحب ضلع نے تحت قانون وضابطہ اپنی تجویز مورخہ ۲۳ر اسفندار ۱۳۴۲ف میں فریقین کو شہادت حاضر رکھنے اور ضروری کاغذات داخل کرنے حکم دیکر تاریخ پیشی مقرر فرمائی جو صحیح اصول پر مبنی تھا۔ اس تجویز کے خلاف مرافعہ علیہ نے صوبہ داری میں مرافعہ کیا۔ حالانکہ یہ درمیانی تجویز تھی جس کا قانوناً مرافعہ نہیں ہوسکتا۔ مگر صوبہ داری نے مرافعہ نمبر پر لے کر خلاف انصاف واصول خلاف قانون تجویز صادر فرمائی ہے جو غلط ہے۔ علاوہ اس کے صاحب سمت کی تجویز محض قیاسات پر مبنی اور لائق تنسیخ وقابل توجہ عالی ہے۔ احکام یہی ہر طرح رعایا کی دادرسی ہوا ور معاشداران قدیم مقطعہ داران اور جاگیرداران کے رحم وکرم پر نہ چھوڑے جائیں۔

ف ۴ - مابقی عذرات بروز پیشی عرض کئے جائیں گے۔

حکم عالیجناب لفٹنٹ کرنل سر ٹرنچ صدرالمہام بہادر مال۔

تمہید - فریقین کی بحث سماعت ہوئی۔

مرافعان اپنے کو انعامدار عطیہ سلطانی بیان کرتے ہیں اور مرافعہ علیہ اس موضع کا مقطعہ دار ہے جس میں وہ اراضی واقع ہے جس پر مرافعان کو انعامدارانہ حقوق کا ادعاء ہے۔ اس انعام کی نسبت ابتک تحقیقات انعامی کا نہ ہونا مسلمہ ہے اور تاوقتیکہ دریافت انعامی نہ ہو جائے اور انعام عطیہ شاہی نہ قرار پا جائے نزاعات مابین مقطعہ دار اور انعامدار کے

بالکشن گیر بنام چنا ریڈی

تصفیہ کا تعلق خواہ وہ کسی نوعیت کے ہوں۔ عدالت دیوانی سے ہوگا۔ البتہ جب باضابطہ انعامی دریافت کے ذریعہ مرافعان اپنی حیثیت انعامدار سلطانی کی ثابت کرالیں تو وہ سررشتہ مال میں دادرسی کے لئے رجوع ہوسکتے ہیں۔ یہاں پر ہم تجاویز تحت کی نسبت کسی بحث کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس لئے کہ وہ تمام لائق تنسیخ ہیں۔ پس حسبہٗ عمل ہو فقط

جلد بست و چہارم حصۂ مالگزاری بابتہ سنہ ۱۳۴۳ ف

ختم شد